

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_228915**

UNIVERSAL  
LIBRARY





نظیری این عیر از عشق سازد.  
کہ این عطسہ کہ گلزار انیسیت

# نفحاتِ عمیری

## شرح

# غزلیاتِ نظیری

## جلد اول

از  
محبوب الہی پروفیسر اورنٹل کالج فٹچوری دہلی

ناشر  
مکتبہ الیہ دہلی  
(جملہ حقوق محفوظ)

جی پریس دہلی

قیمت





## تقریظ

1952

از جناب شمس العلماء حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب زاد میرزا پروفیسر سینٹ اسٹیفن کالج دہلی و صدر

شعبہ عربی و فارسی دارالعلوم دہلی یونیورسٹی

نظیری فارسی کے خیال مند شعرا میں ایک بلند پایہ شاعر ہے۔ اور اس کا کلام نہایت الفاظ کے باوجود مشکل، اسی لئے اس کی کلیات کی شروع ہوئی گئیں اور فارسی میں لکھی گئیں جو اس زمانہ میں کیا ہو سکتی تھیں۔ اردو میں اب تک انہیں تک جیسے علم ہے کسی نے اس کی شرح نہیں لکھی حالانکہ کتاب یا اس کا مجموعہ پیش انتخاب اکثر یونیورسٹیوں کے نصاب میں داخل ہے اور طلبہ کو شرح کلیات نظیری کی ضرورت رہتی ہے۔ اسی کی اور ضرورت کو پورا کرنے کیلئے جناب مولوی محبوب الہی صاحب پروفیسر فوٹیل کالج فتحپوری دہلی نے یہ شرح لکھی ہے اور بہت خوب لکھی ہے۔

میں نے کتاب کو جستہ جستہ پڑھا اور طلبہ کیلئے اسے نہایت مفید پایا۔ یہی مولانا بی بیہ تھا کہ جناب مولوی محبوب الہی صاحب کو فارسی سے خاص ذوق ہے اور شعر کے مفہوم سمجھنے میں خاص ملکہ ہے۔ اسی لئے کلیات نظیری کی شرح جیسی کتاب میں جو باتیں ہوتی چاہئیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔ اہم الفاظ کی تحقیق، محاورات کی تفسیر، منقولات کی توضیح، عروض کی ضروریات، بیان بدیع کے اشارات، قرآن و حدیث کی تعلیمات، تصوف کے نکات، بحوفیہ کے واردات، مختلف علوم و فنون کی اصطلاحات کی ضروری تشریحات، غرض وہ کوئی بات ہے جو فہم کلام نظیری کیلئے ناگزیر ہے اور اس کتاب میں نہیں۔ طرزیان بھی جناب مولوی صاحب کا تعلیمی اور مصنفی سلسلہ ہے۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ اہل علم اس کتاب کا قدر کی نگاہ رکھیں گے۔ اور طلبہ اہم اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے۔ فقط

عبد الرحمن

## تقریظ

از جناب سید منظور حسین صاحب سیدی پیر پروفیسر و صدر انجمن علوم مشرقی ایگلو و کالج دہلی

ہندوستان کے ایرانی نژاد شعرا میں ایک بلند پایہ اور صاحب کمال شاعر تھا یا تھا تو نثر۔ اس کے کمال کا نمونہ جو اور معاملہ مندی اسکا طرہ امتیاز۔ ایسے باکمال شاعر کے کلام کی شرح لکھنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اور پھر شرح میں جیسی جو نہ صرف طلبہ کے لئے مفید ہو بلکہ صاحبان نظر بھی اسے کا سامنے کریں۔ مجھے مسرت ہو کہ مولانا مولوی محبوب الہی صاحب پروفیسر فوٹیل کالج فتحپوری نے اپنی شرح نظیری کو ان دونوں مقصودوں کیلئے یکساں مفید بنایا ہے۔ اس سے نظیر شرح میں وہ تمام خصوصیات جو ایک مکمل شرح کیلئے لازمی ہیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ تعلیمات کی تشریح، محاسن کلام کی توضیح اور الفاظ کی تشریح حسب ضرورت کی گئی ہے۔ اس کی ساتھ ہی مولانا کی اچھا ورہ اور سلیس اردو نے کتاب کو اور بھی قابل قدر بنادیا ہے۔ امید ہے کہ قریب طلبہ اور اہل علم خصوصاً اس کی نظیر شرح کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے اور مولانا عدوٹ کس ادنی خدمت کی خاطر خواہ داد دیں گے۔

منظور حسین موسوی

## مقدمہ

از جناب مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی فاضل دیوبند ایم۔ اے پروفیسر کالج دہلی

غزلیات نظیری کو فارسی لٹریچر میں عوامیت حاصل ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ یہ مجموعہ تقریباً فارسی کے ہر اعلیٰ کورس میں داخل ہے اور اس بنا پر بعض اصحاب نے اس کے حاشیے لکھے۔ اور پنجاب سے کی ایک اس کے ترجمے اور شریں بھی شائع ہوئیں۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ وہ سب نامکمل اور بعض تو نہایت ہی خطرناک غلطیوں سے پر ہیں۔ ضرورت تھی کہ اس کی ایک ایسی جامع شرح لکھی جاسے جس سے طلباء کو نظیری کے سمجھنے میں ہی نہیں بلکہ اس کے کلام کے محاسن معلوم کرنے میں آسانی ہو اور ان میں فارسی شاعری کا صحیح ذوق پیدا ہو سکے۔ اس ضرورت کے پیش نظر میرے شرمزد دوست مولانا محبوب الہی صاحب منگھوری نے غزلیات نظیری رتناضہ اصحاب کی شرح لکھنے کا ارادہ کیا۔ اور مجھ کو بڑی خوشی ہے کہ کچھ غرضہ کی مبنی مصروفیت کے بعد اب وہ اس کو ملک کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ یہ مصروف فاضل دیوبند ہونے کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل اور فرسٹ کلاس مشنی فاضل ہیں سات سال سے مدرسہ عالیہ قتیوری میں مشنی فاضل اور مولوی فاضل کلاس کو تعلیم دینے کا تجربہ رکھتے ہیں خود ان کا فارسی شعر و شاعری کا ذوق نہایت پاکیزہ اور بکھڑا ہوا ہے۔ جی میں اتنا ہے تو وقتاً فوقتاً فارسی میں غزل بھی کہہ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میرے نزدیک یہ شرح اب تک کی تمام شرحوں سے زیادہ مکمل۔ مفید۔ اور تعلیمی اعتبار سے طلباء کی تمام ضرورتوں کو یا حن و جوہر و کارکنیابی آپ نے اپنی شرح میں اصول ذیل کا التزام کیا ہے جن کو مطالعہ کرنے والے اصحاب ہر مقام پر پائیں گے۔

**خصوصیات شرح** (۱) ہر غزل کی عمر، ارکان اور تقطیع کے بیان کا التزام رکھا ہے۔ (۲) تشریح کے عنوان کے ماتحت حل ثبات، اختلاف، جملہ کی ترکیب، خوبی اور خفوں کی تصحیح کی گئی ہے۔ (۳) ترجمہ تو سین میں اضافوں کے ساتھ اس خوبی سے کیا ہے کہ ترجمہ ہی مطلب بن گیا ہے۔ (۴) توضیح کے عنوان سے مطلب کو اور واضح الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ تیرنات و احادیث کی طرف تلبیحات کو بھی واضح کر دیا ہے۔ (۵) شعر کے محاصل اور شاعر کے مقصود کو مختصر مگر جامع الفاظ میں خلاصہ کے عنوان کے ماتحت بیان کر دیا ہے۔ (۶) عنوان اشارہ قائم کر کے صنائع و بدائع اور شعر کی معنوی خوبیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

(۷) جا بجا بلند پایہ شعرا کے اردہ فارسی ہم معنون اشعار ثبت کر دیئے ہیں جن سے اشعار کی مراد سمجھنے میں بہت کافی مدد ملے گی۔ (۸) بہت سے اشعار کو خود نظیری کے اشعار سے حل کیا ہے۔ ۱۰ ایک معنون کے متعدد اشعار یکجا جمع کر دیئے ہیں۔

ان خصوصیات کے علاوہ بہت سے ایسے مشکل اور متعلق اشعار جن کی تشریح و توضیح سے اکثر شارحین سہ پہلو تہی کی ہے۔ موصوف نے کافی غور و خوض فرما کر ان کو پوری طرح حل کر دیا ہے۔ چنانچہ ناظرین

حسب ذیل اشعار کی شرح کا اگر دوسرے شاعرین و مترجمین کی آراء سے مقابلہ کریں گے تو یہ حقیقت خود بخود ان پر فوج ہو جائیگی

بر فلک تابہ سحر شستہ ز ناز ما	بر زمین منصور افراز دستون دار ما
صفا از عقدہ دلہا ست آن نفی عقد را	بجہ اللہ کہ بے ہمت با مطلق مقید را
وجود مرکز پر کار ہستی کے شد و ثابت	احد و قاب قوسین از بنوئے بہم احمد را
گر جام صبح بے صفت فقر پر کنند	خورشید سرنگوں نمند کاس شام را
خاتم جم شکستہ تن بیکل عشق ساختہ	منتظر دوست کردہ دل جام جہاں نائے را
از چاہ بختیش بدر آوردہ ماہ را	بر ماہ عقرب سیہش بستہ راہ را
آئینہ از صلاح دو یکدل بہم رسد	جائے کہ نار مار شل شد دو تا متاب
شوق اگر نجات ز خود بینیت دہد	بگرہ زورخ ز آئینہ ہم پر قفا متاب
در سفرہ بیچ نیست سوال از ہرول چہرا	قفل گشودہ بر در گنج عطا متاب
یا حکم قضا ساز کہ در دیر نظیری	مقبول مغال نیست ناز کی قضا نیست
علمی چند ز عیب دگراں پر دوزیم	کاں قدر جامہ رسوائی با معلم نیست
معشوقہ من قبلہ نما، قبلہ نظر گشت	تا گشت نظر از رخ چوں آئینہ برگشت
تا بوسہ کہ خیرہ مذاقاں نہ کند دست	دندان زد مہم آں ساعد چوں شاخ شکرت
روزگار از خاطر مچوں نسل از نسا شست	آسمان پر آتش مچوں عود در بھر شکست
ہزار بار بروں میزند بیل رحیل	ہنوز رخت زایواں کسے نبردہ بکاخ

مجھ کو امید ہے کہ غزلیات نظیری کا مطالعہ کرنے والے حضرات اس شرح سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اس طرح فاضل شارح کی محنت کی داد دے کر علمی قدر دانی کا ثبوت دیں گے۔

## حالات شاعر

نام و نسب | محمد حسین نام، نظیری تخلص، نیشاپور وطن تھا۔ اس کے سنہ ولادت کا کوئی ٹھیک پتہ نہیں چلتا۔ تمام تذکرہ نویس سے خاموش ہیں۔ نظیری کے قصائد کے تتبع سے کچھ قطعات بہت اس کی عمر کا اندازہ ہوتا ہے۔ لیکن ان سے بھی کوئی قطعی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس نے اپنے ہاں دو توام بچوں کی پیدائش پر جو قصیدہ کہا ہے اس سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ اس کی

قبل اس کے ان کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا تھا۔ یاد مندہ نہیں رہا تھا اور اس قصیدہ کہنے کے وقت اس کی عمر تقریباً ۵۵ سال تھی۔ چنانچہ کہتا ہے۔

کنم تلاش فرونی بدین دوانش فرزند گواہ دولتِ جد و فضیلت پدر آمد  
بایں قصیدہ برجہ شد تدارک عیلم کہ دختر و پسر م تو اماں بیکدگر آمد  
کنوں بحد بلاغت رسد پیمبر و جیم کہ بعد سن بلوغم یک اربعین بسر آمد  
مگر یہ بچہ زندہ نہ رہے جیسا کہ دوسرے لڑکے نور الدین محمد کے مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے جو لڑکی کے مرنے کے بعد پیدا ہوا تھا۔ اور دس روز کا ہی ہو کر وفات پا گیا تھا۔ نظری اس واقعہ کو کس در سے بیان کرتا ہے، کہتا ہے۔

موتے سرش بنقصہ برابر گدا شتم قسمت نگر کہ خاک ہوئے میاں فنا و  
دختر کہ پارہ و پسر در عوض یزاد امسال غبن شد کہ زیاں بر زیاں افتاد  
گفتیم ز بعد یک چلہ تطہیر او دہم از اعتکاف یک دہہ پیمپت تاب شد  
صبح نخستیم نفی چند رخ نمود صبح دوم یہ نیم نفس در نقاب شد

صبح نخست سے پہلا لڑکا مراد ہے جو چند ماہ بڑھ چلا اور صبح دوم سے نور الدین محمد مراد ہے جو چند روز بعد ہی انتقال کر گیا۔ اس کا انتقال اس وقت ہوا جبکہ نظری خانخانان کے ہمراہ دکن میں تھا، چنانچہ کہتا ہے۔

باشکر دکن گل ایران سرشتہ شد در طبع ہند خاصیت گل شکر خاند  
سبغ المثنائی آں ولد ثانیم نند ام الولد ہر فرست کہ ام الکتاب شد

نظری سستانہ میں دکن گیا تھا۔ اس بنا پر ترتیب یہ قائم ہو جاتی ہے کہ نور الدین سستانہ کے دوران میں مرا۔ اس سے ایک سال قبل یعنی سستانہ میں تو آم بچوں میں سے بچی ہوئی لڑکی کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ پس یہ تو ام بچے سستانہ کے شروع یا سستانہ کے آخر میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ اور اس وقت نظری کی عمر ۵۶ برس کی تھی۔ اس لحاظ سے نظری کی پیدائش غالباً ۳۷-۳۸ھ میں ہوئی ہوگی۔

شاعری نظری کو شاعری کا شوق شروع سے تھا۔ اور چونکہ ملکہ شعر گوئی خداداد تھا، اسلئے آغاز مشق ہی اس کی شہرت ہو چلی تھی۔ کا شان میں مقامی استادہ شعر و سخن حاتم، قہمی، مقصود، خردہ، شجاع، رضائی کے مقابلہ میں ان کی عز و بزر پر غزلیں کہیں اور اس جدت اداس کے ساتھ کہیں کہ اس کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔

خانخانان سے تعلق ایہ وہ زمانہ تھا جبکہ عبدالرحیم خانخانان کی علم پروری و فیاضی کا شہرہ دور دور تک پھیل چکا تھا۔

نظیری نے بھی اس کے دربار کا ارادہ کیا۔ اور اگر وہ اس میں خانخاناں سے ملاقات کی، خانخاناں کے دربار میں عسکری، نسیمی، اور شمسی ایسے اور بھی بڑے بڑے شاعر موجود تھے، لیکن نظیری کو ان سب سے زیادہ دربار میں رسوخ حاصل تھا، خانخاناں اس کی ہر طرح دلجوئی کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔

ایک مرتبہ نظیری نے خانخاناں سے کہا کہ لاٹھ، وہ یہ کاکھیر لگایا جائے تو کس قدر ہوگا؟ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ خانخاناں نے لاٹھ رو بہ پہلو کر سامنے رکھ دیے، نظیری نے خدا کا شکر ادا کیا اور کہا کہ آج آپ کی بدولت میں نے لاٹھ، وہ یہ تو دیکھ لئے۔ خانخاناں نے یہ روپیہ نظیری کے گھر بھیجا دیا۔

نظیری کو خود بھی خانخاناں کے اس تعلق پر برا نہ تھا۔ ایک دفعہ خانخاناں نے انہی کو ایک خط لکھا اور اس کے حاشیہ پر نظیری کو کئی سلام لکھ دیے۔ نظیری اسے برداشت نہ کر سکا۔ اور ایک قصیدہ میں اس طرح اس شکایت کا اظہار کیا۔

مدعیہ و دوستی میں دل مانگشیدہ سے  
مخدوم و متنبین یاد نہ کردست خدم را  
ناتمام شود از حاشیہ ششہم کزین پیش  
جہان طہیلی نتوان بود تسلیم را

اکبر کے دربار سے تعلق | خانخاناں کی واسطت سے نظیری کا تعلق اکبر کے دربار سے ہوا۔ اول اول جب نظیری اکبر کے دربار میں پہنچا، تو وہاں جہانگیر کے فرزند کے تولد پر جشن کا سامان ہو رہا تھا۔ غالباً یہ خسر کی پیدائش کا جشن تھا۔ نظیری اس موقع پر ایک صریح قصیدہ لکھ کر پیش کیا جس میں وہ اپنے حاسدین کا بھی اس طرح ذکر کرتا ہے۔

جہاں سے نہ سہیاں تیرہ طبع وئی ہے  
ز سہیلہ نظیری این ناقہ دین کھ مایہ  
مدام و دستیش افتادہ اندھو و بال  
گہر نقد و خرف گشتہ زر بخرج سفال

ہج | چند برس تک یہاں رہتا اور دشمنوں کی ریشہ دوانیوں سے تنگ آ جاتے کے باعث نظیری نے حج کا ارادہ کیا۔ اور یا تذا حسن طلب خانخاناں کی خدمت میں ایک قصیدہ لکھ کر پیش کیا جس میں سفر حج کے اخراجات کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ خانخاناں نے سفر کا سامان کر دیا۔ وہ سورت کی بندرگاہ سے جہاز پر سوار ہو کر مکہ معظمہ پہنچا۔ راستہ میں بدوؤں نے لوٹ لیا، مگر وہ حج و زیارت کے ثمرات اندوز ہوا۔ مولانا شبلی نعمانی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ سفر سلسلے میں ہوا ہے۔ شاہزادہ مراد کے دربار سے تعلق | حج سے واپس آ کر نظیری نے شاہزادہ مراد کے دربار میں رسائی پائی۔

شاہزادہ مراد نے نظیری کو قلبی تعلق تھا اور وہ علاوہ شاہی عزت و احترام کے اس سے دلی محبت کرتا تھا۔ چنانچہ شاہزادہ مراد کی وفات پر اس نے جو مرثیہ کہا ہے اس کے شعر مفاوی آئسو نہیں، بلکہ دل اور حکم کے حکم معلوم ہوتے ہیں، چنانچہ کہتا ہے کہ ہر دم تیرہ رخ چوں از غواں کجاست  
وے رزم دہم شہ گیتی ستاں کجاست

## برگ و شکوفہ رحمت نثار کچا غورم شوق سچو و حریت تقہیم کمترست

بشکست شاخ برگ مرا آشیان کجاست  
آں ناصدرو سرکش آستان کجاست

جہانگیر کے دربار میں رسائی [کتاب] البرک کی وفات ہوئی اور جہانگیر تخت سلطنت پر بیٹھا۔ یہ شعر اور غزل کا نہایت قدردان تھا۔ اور خود بھی شعر و شاعری کا مستحضر مذاق رکھتا تھا۔ نظیری اس زمانہ میں گجرات میں قیام پذیر تھا۔ اور تجارت کر کے سہراہ قات کرتا تھا۔ لیکن اس کی شہرت دور دور پھیل رہی تھی۔ جہانگیر نے اسے دربار میں طلب کیا۔ نظیری باپ تخت میں پہنچا تو جہانگیر ان دنوں شکار میں مصروف تھا۔ تین ماہ تک غریب کو انتظار کرنا پڑا۔ آخر کار دربار تک رسائی ہوئی تو انوری کے مشہور قصیدہ عیاں یا نارین چروانی و جمال ست جہاں پر اس نے خود ایک قصیدہ لکھ کر پیش کیا۔ جہانگیر نے خوش ہو کر ایک ہزار روپیہ ایک گھوڑا اور خلعت اس قصیدہ کے ہمد میں نظیری کو مرحمت کی۔ جہانگیر نے اس واقعہ کو خود اپنی توکلیں میں تفصیل کیا ہے۔ یہاں۔ مکتوبات جہانگیر کی عطا بخششوں سے فیضیاب ہوتا رہا۔ ایک دفعہ جہانگیر نے اس سے ایک عمارت کے کتبہ کی فرمائش کی۔ اس نے یہ غزل کہی۔

اسے خاک دین صندل سرگشتہ سداں را  
یاد اہرہ، چاروب رحمت ناچوراں را

جہانگیر نے صندل میں تین ہزار لکھ زمین بخشی

[۱] مولا کا تعلق نظیری کو شاعر و حریص بتاتے ہیں اور سابقہ جی بی جی فرماتے ہیں کہ اسے ترکری میں کمال حاصل تھا اور تجارت بھی کرتا تھا۔ افسوس ہے کہ ہم اس خیال سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ جہانگیر نے اس کی خدمت میں حاشیہ پر جو نظیری کا سلام لکھا تھا اس کا واقعہ گزر چکا ہے۔ جہانگیر نے نظیری کا اس پر نیکاریت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خود نیک اور عزت نفس کے جزا یافتہ سے بالکل عاری نہیں تھا۔ پھر اس کا تجارت میں مشغول ہونا اس کا ثبوت ہے کہ وہ شاعروں کی طرح دیر کی مدد کی پرکشمیر نہیں کرتا تھا بلکہ اپنے قوتِ سبباً و ذہن سے کام لے کر بھی تسلی نہیں کرتا تھا۔ رہا یاد اہرہ میں بعض جگہ سے زیادہ مبالغہ کرنا یہ اس زمانہ کی شاعری کا عام دستور تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اسے دربار میں مقبول نہ بن سکتا تھا۔ اور یہ کہ اس وقت میں تشدد اس کا ذاتی برکسر اس دور میں مضبوط تھا کہ بعض انتہائی خطرناک مواقع پر بھی نہیں چکنا چکا تھا۔ اور یہ کہ اس کے باب میں چوتھا اسے حق معلوم ہوتی تھی۔ اس کو کسی لٹیف پیر میں ظاہر کر دیتا تھا۔ اگرچہ ابوالفضل کا تعلق ان زمانہ کے بہر شخص جانتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود نظیری ایک موقع پر ابوالفضل کے طعنے خیالات اور دربار اکبری کے زوائد کا تذکرہ اور مباحثوں پر نکتہ چینی کرتے ہوئے گھٹتا ہے۔

طبیعت ہمد ایانے دہر لحد رشد  
و سے زقطت تو بر طوط قناد الحاد

اگرچہ قصیدہ از قاضیانِ حل دہر  
یہ طبع جاہ و غنا کرد مذہب سے ایجاد  
پس از حصول مراد ات حال اس فاسد  
مثل چوباغ گشت و حسرت شد اد  
ترک دنیا اوقات سے چند سال پیشتر و دنیا کے مخصوص سے تنگ آکر گوشہ نشین ہو گیا تھا۔ مسئلہ میں ہجرات سے اگر وہ  
آیا اور یہاں خانان کو اپنا دیوان حوالہ کر کے پھر ہجرت چلا آیا۔

**وقات** مسئلہ میں احمد آباد میں انتقال کیا۔ مکان کے قریب ایک مسجد بنوائی تھی اسی میں دفن ہوا۔ یہ کماثر جمی کی  
روایت ہے ورنہ اور تمام تذکرہ روں میں سال و وفات مسئلہ لکھا ہے۔ ہم نے سن ولادت کے متعلق اپنا جو اندازہ شروع  
میں لکھا ہے اگر وہ صحیح ہے اور سن وفات مسئلہ مانا جائے تو اس حساب سے اس کی عمر ۷۵، ۷۶ سال کی ہوتی ہے۔  
**خصوصیات کلام** نظیری کی خصوصیات کلام پر تفصیلی گفتگو کرنے کے لئے ایک فرصت دکار ہے اور یہاں اس کی گنجائش  
نہیں۔ مختصر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نظیری قصیدہ گوئی میں اپنا کوئی خاص رنگ قائم نہیں کر سکا، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خاقانی۔  
عرفی اور انوری نے قصیدہ نگاری کا جو معیار قائم کر دیا تھا۔ اس سے تجاوز کرنا اس خاص صنف میں غیر معمولی اہمک اور شقی  
و نہایت کا طالب تھا۔ اور غالباً نظیری کو اپنی خاص اقتاد طبع کے باعث اس کا موقع نہیں ملا لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا،  
کہ نارسائی غزل گوئی میں اسے مستوی اور صوری دونوں حیثیتوں سے بہت کچھ ترقی کی۔ اور اس میں وہ وہ جہتیں بیدار کیں کہ فارسی  
تغزل کی شان کہیں سے کہیں پہنچ گئی۔

**نظیری و عرفی میں تشبہ** عرفی اور نظیری کے درمیان کافی تشبہ رہی۔ چنانچہ نظیری نے عرفی کے ایک اہم طرح قصیدہ  
کا جواب لکھا گو بقول علامہ شبلی اعراضات میں اس کو بوری کا میا بی نہیں ہوئی تاہم اس نے وہ وہ باتیں نکالیں کہ اگر محدود  
زود رنج ہوتا تو یقیناً عرفی رائدہ درگاہ قرار دیدیا جاتا۔

**فیصلہ صاحب** میرزا صاحب نے نظیری کے تفوق کا کھٹے الفاظ میں صدق دل سے اعتراف کیا ہے اور عرفی کا مرتبہ نظیری  
سے کم قرار دیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

صاحب چہ خیال ست کہ شو یچو نظیری  
عرفی یہ نظیری نرسانہ سخن را  
نظیری کے تغزل کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسان کی نفسانی کیفیات کا نہایت ژرف نگاہی سے معائنہ کرتا ہے۔  
اور پھر قدرت بیان و شگفتگی زبان کی وجہ سے اسے اس طرح پیش کرتا ہے کہ وہ معنوی چیزیں سیکر محسوسات میں آکر آنکھوں کے  
سامنے جیتی پھرتی نظر آنے لگتی ہیں۔ مثال کے لئے اشعار ذیل ملاحظہ کیجئے۔

از کف نمی دہد دل آسان ربودہ را  
دیدیم زور بازوئے نا آدمودہ را  
نکتہ سنج جانتے ہیں اس شعر میں دل آسان ربودہ را "اور بازوئے نا آدمودہ را" ان دونوں کا امتزاج نے کیا لطف پیدا کر دیا جو۔  
عاشق کا دل نہایت تنگ ہوتا ہے کہ اس میں سوائے محبوب کی یاد کے کسی اور چیز کی مطلقاً گنجائش نہیں ہوتی۔



یہ ایک عام مضمون ہے۔ لیکن نظیری اس کو کس خوبی سے ادا کرتا ہے۔

بدل تنگی کنم دل خوش ہمیشہ کہ تنہا جائے غمہائے تو باشد  
 "جائے غمہائے تو" کھ کر ہنسے اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ محبوب کا غم دراصل غم نہیں، بلکہ وہ تو عین زندگی کی تنہا، اور منتھائے آرزو ہے "عاشق کو خود اپنی جان کا دشمن زمانہ بتاتا ہے۔ مگر اسی مضمون کو نظیری نے کس لطیف پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔

با خود دشمن جان باید بود  
 تو بخویشتن چہ کردی کہ مانتی نظیری  
 چہ کنم دوست عدو افتاد است  
 بخدا کہ واجب مد تو احترام کردن

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ نظیری چونکہ قطعاً بڑا قہر پرست تھا۔ اسلئے اس کے کلام میں تصوف کا عنصر کافی پایا جاتا ہے۔ وہ حافظ شیرازی کی طرح تمام زندگی ایک "خندہ عیش" بنا کر ہی صرف نہیں کرتا چاہتا، بلکہ اس کو یقین ہے کہ زندگی کے لئے مسرت و غم دونوں تو ام میں اور ایک میسر کا فرض ہے کہ وہ دونوں میں توازن باقی رکھے اس کے نزدیک یہ دنیا مزرعہ عمل ہے جب تک انسان محنت و مشقت کا عادی نہیں ہوگا اسے راحت نہیں مل

سکتی۔ چنانچہ کہتا ہے  
 نیست ممکن بزندی آرام  
 فرست نیست کہ در پہلو کمال صدم نیست  
 گفت و شنود و دشتال پایہ عیش یلینود  
 تا یک دلت پسند کند قرب او محو  
 ایک اور غزل میں کہتا ہے۔  
 کسے کہ کشتہ نشد از قبیلہ ما نیست  
 در آن دے کہ حجت بود متنا نیست  
 گریزد از صف ماہر کہ مرد و غوغا نیست  
 ہوائے وصل کے میکند کہ یواہر است

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ بسا اوقات پہلے مصرعہ میں ایک دعویٰ کرتا ہے اور پھر دوسرے مصرعہ میں اس کو ثابت کرنے کے لئے مادی اشیا میں سے کسی شے سے استدلال کرتا ہے۔ مثلاً اشعار ذیل دیکھئے۔

بس غنچہ نشگفتہ تا راج خزان رفت  
 حسن چندے سر بدل شوخی در غانی دہد  
 ز انہار محبت بر زبان خلق افتاد  
 محبت در دل عمدیدہ الفت بیشتر گیرد  
 رہنے است کہ ہزن زند از فاقہ پس را  
 شہ چو گیر و ملک اول بہ یغائی دہد  
 چو محتاجے کہ گنجے باید و ظاہر کند زوش  
 چراغے را کہ دودے بہت ز سر زود دگر د

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ بعض معنوی کیفیات کو ادا کرنے کے لئے وہ جن الفاظ کا انتخاب کرتا ہے وہ اس معنی پر اس طرح منطبق ہوتے ہیں کہ ان لفظوں کی بجائے اگر کوئی اور لفظ اس جگہ پر رکھ دیا جائے تو معنی اس خوبی سے ادا نہیں ہو سکتے۔ مثلاً عاشق و محبوب میں مدت کے بعد ملاقات ہوئی ہے۔ دونوں راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہیں۔ نظیری اس صحت کا نقشہ اس عجیب و دلکش طریقہ سے کھینچتا ہے۔

چہ خوش است از دو یکدل ہر طرف باز کردن  
سخن گذشتہ گفتن گلہ را در از کردن

اشترید عتاب پر دن ز دل ہم اندک اندک  
یہ پدیدہ آفریں یہ بہانہ ساز کر دن

حقیقت یہ ہے کہ اس مضمون کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی اور طریقہ اظہار ہموں نہیں سکتا۔

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ نظیری نے روزمرہ اور محاورے کثرت سے استعمال کئے ہیں جن سے اس کی سانی

جہارت اور قدرت بیان کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً

بخواہ گرفتن :- سوئے میں جا بڑھنا۔

سحر کشیدن :- صبح تک پہنچ رہنا۔

نسخہ برداشتن :- کتاب کا نقل کرنا۔

ہر طرف باز کردن :- باتوں کا دفتر کھولنا۔

تا رہا ریش شدن :- دو غیر جنوں کا ملنا ملنا۔

بر ہیا کہ دست زدن :- ساغر دکرنا۔

سعید احمد اکبر آبادی ایم۔ اے

# عرض شراح

حامداً و صلیاً و سلماً

شعرا، متاخرین میں سے جو قبول عام نظیری کے وعدے میں آیا وہ غالباً اس دور کے کسی اور شاعر کو نصیب نہیں ہوا۔ میرے نزدیک اس کی خاص وجہ عہد متاخرین متغیرین کے طرز لغزل کو ناپسند ہے بلاشبہ نظیری اس میں کامیاب ہی نہیں بلکہ انجام عہد پر سابق رہا، خود کہتا ہے

تا اقتدر ایحاف شیراز کردہ ایم گردیدہ مقتدرائے دو عالم کلام ما

یہی وجہ ہے کہ دیوان نظیری، فارسی کے اس دور انحطاط میں بھی ہندوستان میں مقبولیت عامہ کا مالک ہے، غالباً کوئی یونیورسٹی ایسی نہیں جس کے فارسی کورس میں پورا دیوان یا انتخاب شامل نہ ہو۔ پنجاب یونیورسٹی کے کشتی فاضل کو بس میں تو غزلیات نظیری ایک عہد دراز سے داخل ہے اور سچ پوچھئے تو پھر نظم کی جان ہی ہے۔

ترجمہ کرنے والوں سے عام کورس کی کتابوں کی طرح اپنی ذمہ داریوں کا احساس کے بغیر غزلیات نظیری کے ترجموں کی بھی بے حرکات کر ڈالی گئی تھیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض حضرات مترجمین نے تو بغیر سوچے بچے جو وقت ذہن میں آیا لکھ مارا۔ غلام سرے کی طریقہ کار طبع کے لئے سخت گمراہ کن اور ان کی جنتوں کو ضائع کر دینے والا تھا اس وجہ سے دل میں ایک دوجہ پیدا ہو کر غزلیات نظیری پر کچھ لکھا جائے، اس کے علاوہ میرے احباب نے بھی مجھے مخلصانہ مشورہ دیا کہ اگر یہ کام انجام پا گیا تو طبع کے لئے اس پرچہ میں بہت کچھ سہولت ہو جائے گی اور غزلیات نظیری کا مطالعہ کرنے والے عام حضرات کو بھی مدد ملے گی، بنابرین خدا پرہیز مسر کر کے میں نے کام شروع کر دیا اور کسی حاشیہ اور شرح کو پیش نظر نہیں رکھا کیونکہ خطر تھا کہ موجودہ حواشی اور شرح کہیں ذہن کو صحیح سمت سے ہٹا کر غلط راستہ پر نہ ڈالیں۔

البتہ تسوید سے فارغ ہو کر نظر ثانی کے وقت بحر اوزان اور قیطیع کا مقابلہ حافظ عبد المجید صاحب کی شرح سے کیا، وزن و قیطیع کے لحاظ سے کہیں اختلاف نہیں پایا، صرف چند جہد کے ناموں میں اختلاف نظر آیا لیکن قواعد عروض کے تتبع کرنے کے بعد مجھے اپنی تجویز میں تیز کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی بعض اشعار کے مطلب کا مقابلہ بھی حافظ صاحب موصوف اور دیگر ناقدین کی شرح سے کیا اور مولوی صادق علی صاحب کے حاشیہ کو بھی دیکھا، بصورت اختلاف اگر کسی شعر میں اپنے بیان کردہ مطلب کے ساتھ دوسرے معنی یا شراح کی توجہ نہیں صحیح ہو سکتی تھی تو اس کو ثانوی درجہ میں نقل کر دیا اور نہ ترک کر دیا۔

ترجمہ کرتے وقت مجاورہ اور سلاست عبارت کے ساتھ ساتھ اس امر کا لحاظ بھی پورا رکھا ہے کہ طبع کو ہر لفظ کا ترجمہ سمجھ کر آجائے۔ اپنی ان تمام اسکاکی گوشہ نشینوں کے باوجود مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ انسانی ذہن نشا و بہوش سے منزہ

نہیں۔ یقیناً مجھ سے خطا یا سہواً غلطیاں ہوئی ہوں گی۔ ناظرین سے امید ہے کہ وہ اصلاح فرمائیں گے اور مجھ کو بھی میری غلطی پر تنبیہ فرمادیں گے۔ تاکہ آئندہ اڈیشن میں اس کی مکافات کی جاسکے۔

بد و خوب ہمہ پیش ہن د م  
شید ستم کہ تو خوردہ نہ گیری  
وے گزرتے یابی ز انصاف  
مرا آگہ کنی عذرم پذیری

## معذرت

انسوس ہے کہ یاد دہوری کوشش کے کچھ نہ کچھ کتابت کی غلطیاں رہ ہی گئیں۔ جو تصحیح کے بارے میں میری نا تجربہ کاری اور حضرت کا تیب یا سنگ ساز کی کرم فرمایوں کا نتیجہ ہیں۔ لیکن الحمد للہ کہ ایسی غلطی کوئی نہیں جس سے عبارت میں غلیان واقع ہو۔ اگر کتاب کی اشاعت کے موخر ہو جائے گا خطرہ نہ ہوتا تو صحت نامہ شامل کر دیا جاتا۔ اب ناظرین کے ذوقی تصحیح پر حوالہ کر دینے کے سوا کوئی صورت نہیں امید ہے کہ وہ تصحیح فرمائیں گے۔

احقر محبوب الہی

(۱) کشمیر پرچہ ۶۔ اذہن غلط شکت۔ جبکہ واحد ذکر مخاطب۔ تجلی۔ فعل مضارع اور جہات۔ معلقہ۔ شیریں۔ حجاز۔ زندگی گزارنے کا مقام۔ اور یعنی زندگی۔ + تنہا گم۔ اگر تو میری اور راحت و آرام کی زندگی گزارنے کی خواہش رکھتا ہو تو سو ابائی (عشق) میں سربراہ رہ بن اور دکوشہ گناہی سے باہر قدم رکھ (توضیح) یعنی زندگی کا وہ گوشہ نشینی اور گناہی میں نہیں ہے بلکہ اس جہات مستغنا کا مقصد ہی اس محبوب حقیقی کے عشق میں رسوا عالم ہو جانا اور مسروری و خفا کے پردوں کو چاک کر دینا ہے کہ ۶ بدنام شدن در وہ جاں غایت نام است۔

(۲) تشریح: حدیث - افسانہ - قصہ - مشائخ - عشق - برصحرانہاد - فاش کردینا - آشکارا کردینا - ترجمہ - قصہ حسن و عشق پردہ میں چھپا ہوا تھا کہ شوق یعنی جذبہ ظہور و علوت سے نکلا اور یہ (تمام) راز آشکارا کر دیا (تو ضیعہ) اس میں اس حدیث قدسی "لَنْتَزِلَنَّ خَلْقًا قَابِلًا اَنْ اَعْرِفَ خَلْقًا خَلَقَ الْخَلْقَ" کی طرف تلمیح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ عجیب و شوق ہوا اچھا نا اچھا اس کے نبی مخلوق کو یاد کراؤ گا۔ پہلا شعر "لَنْتَزِلَنَّ خَلْقًا قَابِلًا اَنْ اَعْرِفَ خَلْقًا خَلَقَ الْخَلْقَ" کی تفسیر "شوق ہی صفت کی طرف اشارہ ہے اور "نادار" برصحرانہاد کی طرف تلمیح کی گئی ہے۔

(۳) تشریح: رخسار ش - شیر کا سر جو ذات گرامی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خداوندی پر - قصداً - غم خداوندی - ترجمہ - ایک رخسار کے خط وصال کا قصداً سر پہن کر (نقشہ) نگاہ کر لیا تھا (کہ وہ وہ وہ علم تھا) اور صفحہ سنی (اس کے اس) تحریر پر پردہ (توضیح)

اس شریف صبیحت اول خلق اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ ہو، یعنی سب سے پہلے نور محمد صلیم علیہ السلام پیدا ہوا اور وہ طاقی جسمانی عالم آپ کی نفوذ حضورِ افعال کا عکس اور پرتو ہیں۔ اور اگر کلمہ اربع حجرات خداوندی کو قرار دیا جائے تو غلطیت ہوگا کہ شیت ایزدی کا فاجست نامہ ان کے مطابق اپنے بزرگتر قدیم کلمہ کفر و فساد یعنی صفحا چارہ جلالت و اطلاق برائین کی شکل، نظر کرنا کہ اس سے تیس دن ان خلق آدم علی صورت کو مضمون کی طرف اشارہ ہوگا۔ یعنی اللہ تعالیٰ

دراں گلشن ہوا بودم کہستی ناز از نرگس ۴ دراں مجلس صفا بودم کہ عشق اچس شد پیدا  
 بزحمت اتصال آنخو چو پیوند سے برید از ہم ۵ بقصد قطرہ دریا شد وچوں قطرہ شد دریا  
 کجا ناز و نیا ز عاشق و معشوق کم گردد ۶ ز حاجت حُسن شستنی و ما محتاج استغنا  
 شراب شاہد و میخانہ و ساقی ہمہ دل کش ۷ بایں خمار ہے پروا سے و ادریم و صد سودا  
 تقاضا بر تقاضا میرسد ز آنسو کے دل ہر دم ۸ زلے نیتم خالی فغاں زیریں شوق کار افزا

(۴) ترجمہ۔ میں اُس باغ میں (بہتر) ہوا تھا جس میں نرگس مستی پیدا ہوئی اور اُس مجلس میں صفا ہوا تھا جس میں حُسن ہو  
 عشق پیدا ہوا۔ (توضیح) یعنی جس طرح باغ میں نرگس کی مستی کے اظہار کا ذریعہ ہوا ہے اور صفائے حُسن اور تقاضا وجود عشق ہی  
 طرح گلشن قدیم میں محبوب حقیقی کی نگاہ کی مستی کے اظہار کا ذریعہ وجود خلق تھا اور دل کی صفا ہوا تھا وجود عشق کی  
 تقاضا ہی تھی۔ خلاصہ یہ کہ ایک ہی ذات حُسن و عشق کی دو مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہے۔

(۵) ترجمہ۔ جب عشق لٹوٹ جاسے تو (ہمت از حمت و دقت سے بڑھتا ہے جیسا کہ) اگر دریا قطرہ (قطرہ) ہو جائے تو (پھر کہیں) نہ  
 میں قطرہ قطرہ ملے دریا بنتا ہے۔ (توضیح) انسان بھی بحرِ حشر سے نکلا ہوا ایک قطرہ ہے جو اس عالم مکان میں ہونے کی  
 وجہ سے اپنے مرکزِ صلی سے انتہائی دوری میں ہے تو اب کہیں مدتوں تک تزکین نفس و تصفیہ باطن کرنے کے بعد اس  
 کے بحرِ وحدت میں شامل ہو جانا ممکن ہے۔

(۶) ترجمہ۔ عاشق کا عجز و نیاز اور معشوق کا ناز و انداز کہاں کہ ہو سکتا ہے (اس لئے کہ) حُسن احتیاج سے بے نیاز ہے  
 اور ہم بے نیازی کے عاجز و نیاز ہیں (توضیح) شعر میں اپنے شاعر غیر مرتب ہے۔ ناز کا تعلق معشوق سے ہے اور نیاز کا عاشق سے  
 معشوق حُسن کا سرمایہ دار ہوتا ہے اور عاشق اس سرمایہ کے آگے دیوڑھ گرے۔ اسے کچھ کہ محبوب خدا ہے جس کے حُسنِ جان کی کوئی  
 انتہا نہیں اور وہ سب سے زیادہ ہو۔ اور طلبگار نہ نازدار ہو اور پورا پورا محتاج۔ پھر اس معشوق کجا ناز دار عاشق کے عجز و نیاز میں کمی ہونے کیوں؟  
 (۷) ترجمہ۔ شراب معشوق، میخانہ اور ساقی بھی دل بُھانے والی ہیں۔ (اس کے) پروا سے فروش کے متعلق ہم خیال تو سیکڑوں  
 رکھتے ہیں اور اب ایک۔ (توضیح) مطلب یہ ہے کہ اس میخانہ وحدت اور کجائے خداوندی کی تمام چیزیں دل کو اپنی طرف کھینچتی ہیں جہاں  
 ایک دماغ ان سیکڑوں خیالات جنوں افزا کی تاب کہاں سے لائے۔

میری قسمتیں غم گر انت تھا۔ دل بھی یار ہے گئے دئے ہوتے

شراب سے دور بہت معشوق سے ذاتِ خداوندی، میخانہ سے کارگاہِ حق اور ساقی سے کائنات کا ہر ذرہ یا ذات اگر حقِ مصطفیٰ  
 مراد ہے اور خمار تو مالکِ حقیقی ہے۔

(۸) ترجمہ۔ دل کی اُس جانب ہم تقاضے تقاضے ہو رہے ہیں (حتیٰ کہ) ایک لمحہ بھی میں فارغ نہ رہتا۔ اس کا ہم ٹھکانہ عشقِ سوز و آہ (توضیح)  
 یعنی دل کی اُپری سرِ فقرت طلبِ عشق کو جذباتِ بحرِ توجہ نہیں ایک لمحہ بھی سکون حاصل نہیں ہوتا۔ اس عشق کی کارفرما کا کیا حکم ہے؟

اگر نام نحر ماں رخ مگرداں حَبَّتہ رُشد ۹ قیاس صول محرومی گستاخست نہ نایبنا  
 درون بیت آخراں پیر نایبنا چہمی داند ۱۰ کہ شہرے بر سر سوداے یوسف ہیکل غوغا  
 نظری گر طبع داری کہ مقبول معانی باشی ۱۱ فَاتَحْتُمْ مَعَنَا دَرَاةَ بَقْلٍ وَلَا تَحْتَرِضُوا لَنَا ثَمًّا  
 اے از کرم نرخیست خون سیل ۱۲ و ز لطف عید کردہ عملے غلیل ۱۳

(۹) توجہ :- اگر میں فراق و محرومی کی وجہ سے آہ و زاری کرتا ہوں تو خدا کے لئے تو مجھ سے) ہونکہ نہ پھیر (اس لئے کہ) صول محرومی کی مثال ایسی ہے کہ ایک باغ ہو اور (اس میں) ایک اندھا آدمی ہو - (توضیح) مطلب یہ ہے کہ جس طرح بلغ کے خوشنما نظروں سے اندھا لطف نہیں اٹھا سکتا اسی طرح ہم مستعد و فہم نہ کھٹے اور اپنی ہی بد بختی کا ماتم کر رہے ہیں اس ہماری آہ و زاری کو اپنی شکایت میں قبول کر کے خدا کے لئے کہیں ہم سے نظر کرم نہ پھیر لینا -

(۱۰) توجہ :- پیر نایبنا حضرت یعقوب علیہ السلام کو خدا کے میں کیا خیر ہے کہ ایک شہر کا شہر، یوسف (علیہ السلام) کی خریداری پر مشور و غوغا کر رہا ہے (توضیح) مقصد یہ ہے کہ زراعت و شہر نہ دار و جراتوں کو تصور جمال حقیقی میں محسوس غالباً اسکا خیال یہ ہے کہ یہ سعادت اس وقت میرے ہی حصہ میں آ رہی ہے اسکو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ عالم اور اس کا دائرہ آہ و زارہ اسی طلب میں مصروف ہے ہم مستند سرگرداں چہر کار پندیر آئندہ خود را طلبنگار

(۱۱) تشریح :- مرغ - آتش پرست مراد شراب فروش یہاں مراد خاںمان باگاہ کہرانی ہیں - قابزا ئیہ ہے - آتشکندہ نبی کا صیغہ ہے حسد سے اور لا شکیلا - بخل سے - اور لا شکیلا - حرص سے، علی - یعنی برہے - تو چھوڑ - اسے نظری اگر تجھ کو یہ خواہش ہے کہ میرا نیکو دیکھ (اور خاںمان باگاہ خداوندی) کے نزدیک مقبول ہو جائے تو نہ حسد کر اور نہ بخل اور نہ دنیا کی حرص و طمع -

بچس : مضارع مشن ازب مکفوف مخدوف - ارکان :- مفعول فاعلات متعایل فاعلن  
 لے اذک رم ترجیح متعایل سن سیل ۱  
 و ز لطف عید کردہ عزائے خ لیل را  
 مفعول فاعلات متعایل فاعلن

(۱) تشریح :- سیل بمعنی مباح - ۱۶ - اصل معنی صبر - ماتی مجلس کو مجلس عزاء اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں متعین صبر کی جاتی ہے - ترجمہ :- لے دہاتی کہ جس (اپنے کرم سے مباح خون نہیں بہایا اور (اپنے) لطف کرم سے حضرت ابراہیم غلیل (اسد) کے ماتم کو عید بنا دیا - (توضیح) اس شعر میں حضرت ابراہیم کے قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے حضرت اسماعیل کے راہ حق میں مباح کو خون پہانے سے بچالیا اور ان کے والد حضرت ابراہیم کو ان کے ذبح ہو جانے پر جو طبعی رنج و ملال ہوتا اس کو خوشی و مسرت سے بدل دیا کہ ان کے بجائے ذبح ہو گیا اور اسماعیل علیہ السلام بچ گئے - اسی کی یاد عید الاضحیٰ کو روز قربانی سے تازہ کی جاتی ہے -

در ملک مصر یوسف کنگاں بیا د تو ۲ دریائے نیل ساختہ چشم کجیل را  
گوئی بغیر واسطہ در گوش خاکے ۳ رازے کزاں خبر نبود جبرئیل را  
دادہ بخت نشان جنت النعیم ۴ کردہ سیل مشت گدا سلیل را  
پل بستہ حرز ہر تو بر بعد کلیم ۵ دل کردہ باد قہر تو نوں رو نیل را  
ہر فرد گشتہ حاکم این ملک غیر تو ۶ نا کردہ گرم جازدہ کوں سیل را

(۲) ترجمہ :- (اے خدا) تیری یاد میں یوسف کنگانی نے ملک مصر میں اپنی سرگیاں آنکھ کو (دوتے دوتے) دیائے نیل بنالیا۔ (توضیح) :- اس شعر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ انکو بھائیوں سے جاہ کنگاں میں ڈال دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو صحیح سلامت مصر پہنچا دیا۔ اور مصر کی شاہی عطا فرمائی مگر آپ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہے اور خشید و خوف آہی اُن پر طاری رہا۔

(۳) ترجمہ :- بڈن کجی اسطہ کرا و خدا تو ایک خاکی ہستی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے کان میں وہ راز کہ تیلہ جس کی (مقر سب ترین فرشتہ) جبریل کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ (توضیح) :- واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے کہ جبریلؑ سداۃ المنتہی پروردگار کے گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آگے تشریف لے گئے اور خداوند تعالیٰ کے ساتھ بلا واسطہ ہم کام ہوئے۔ (۴) ترجمہ :- جنت النعیم کا نشان (اے خدا) تو نے گوشہ فقر میں بتایا ہے اور چند گداؤں کے لئے سلیل (نہر جنت) کو وقف کر دیا ہے۔ (توضیح) :- پہلے مصر میں حدیث الفقہ فقری کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے مصر میں اصحاب صدقہ کی طرف صدقہ چوترے کہتے ہیں چند اہل الفقر و فاقہ کی حالت میں اللہ پر بھروسہ کئے ہوئے ایک چوترے پر پڑے جیسے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کی دلدادہ کی انتہائی کوشش فرماتے تھے۔ اور اللہ کے نزدیک بھی اُن کے اتنے بلند تھے۔

(۵) ترجمہ :- تیری محبت کے تعویذ نے (حضرت موسیٰ) کلیم (اللہ) کے راستہ پر پُل بنادیا اور تیرے قہر و غضب کی ہوا نے دریائے نیل کا دل خون کر ڈالا۔ (توضیح) :- حضرت موسیٰ و فرعون کے قصے کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے دریائے نیل کو عبور کر گئے اور دریائے پانی نے پھٹ کر پُل کی شکل پیدا کر دی اور جب فرعون اور اُس کے ساتھیوں نے عبور کرنا چاہا تو پانی کے دونوں حصے مل گئے اور وہ سب غرق ہو گئے۔

(۶) تشریح :- ہر فرد کے بعد کہ موصول بخدوف ہے۔ جاگرم کروں۔ فارسی محاورہ بمعنی دیر ناک بیٹھنا۔ ترجمہ :- تیرے سوا جو شخص (بھی) اس ملک کا حاکم ہوا ابھی ٹھکانے سے بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ کوچ کا نفاذ نہ کیا دیا۔ (توضیح) :- یعنی تیری ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے (کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهًا)



- درویش و بادشہ بوجود تو قائم اند ۷ خورسند کردہ تو عزیز و ذلیل را  
 نفرو دہ بر رستم مقتدر کن سعی ۸ و معصیت تہ کاستہ زرق کفیل را  
 ہجیم اگر تو باز ستانی مسلخ خوش ۹ دار و دو معاملہ از تو کثیر و فیل را  
 قابل ہجہ گشت ثنائے تو ہر کہ گفت ۱۰ درستی تو رہ تہود قتال و فیل را  
 ورتو با جہاد نظر کے نواں رسید ۱۱ صد شہہ در بہشت قیاس و دلیل را  
 توجہ حق بیان نظیری بلند ساخت ۱۲ برتر نہی پایہ عرش جلیل را

(۷) توجہ: شاہ و گداتیرے ہی وجود کے ساتھ قائم ہیں، تو نے ہر عزیز و ذلیل کو (اپنی اپنی حالت میں) خوش کر رکھا ہے۔  
 (توضیح) یعنی سب کے وجود کا منبع و سرچشمہ تو ہی ہے یہ سب انہیں ایک ہی بحر وحدت سے نکلی ہیں پھر تو نے ان مختلف علاج رکھنے والی ہستیوں کو ایسی مختلف طبیعتیں بخشیں کہ ہر ایک اپنے اپنے دائرہ میں لگن ہی۔ کُلُّ حَرْبٍ يَمْلِكُ بِهِنَّ قَرْحُونَ۔  
 (۸) توجہ: حینِ کوشش اور جدوجہد سے مقدار و ظہول میں اضافہ نہیں ہوتا اور گناہ و معصیت سے زرق ضروری گھٹتا نہیں۔ (یعنی تقدیر کے آگے تدبیر کی پیش نہیں جاتی باقی خدا لے ہر ایک کو اُس کا رزق پہنچانے کی ذمہ داری لے لی ہے)۔  
 وَمَا هَذَا بَلَاءٌ اَلَّا عَلٰی اللّٰهِ رُفِعُوْهَا۔

(۹) توجہ: اگر تو اپنا (دیا ہوا) سرمایہ (ہستی) واپس مانگ لے تو پھر ہم ہج و نیست رہ جائیں (کیونکہ) دونوں جہاں تھوڑا یا بہت (جتنا کچھ بھی رکھتے ہیں) تیرا ہی دیا ہوا کہتے ہیں  
 (۱۰) توجہ: جس نے تیری تعریف و ثنا کی اُس کو (بالآخر) عجز کا اعتراف کرنا پڑا۔ اور تیری ہستی میں قالِ ذیل اور بحث و تحقیق کو غل نہیں (یعنی تو چون و چرا ہے)۔

(۱۱) توجہ: نظر و فکر کی کوشش سے تیری کنہر و حقیقت کو کم نہ معلوم کیا جاسکتا ہے (اس لیے کہ) دلیل اور برہان کی راہ میں سیکڑوں شبہات و شکوک ہیں (توضیح) درجہ ذیل رسیدن کسی چیز کی حقیقت دریافت کرنا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص تیری حقیقت ابتداء لال سے معلوم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ شکوک و شبہات کی وجہ سے یہ راستہ خازنِ بارِ باریاں ہوا ہے پائے عقل اسی راہ میں چلتے سے عاجز ہے۔

(۱۲) توجہ: خدا کی وحدانیت کے بیان نظیری کے کلام کو بلند مرتبہ بنادیا پس تَبَّحِل کے عرش کا پایہ بہت اُونچا سمجھو۔  
 (توضیح) برتر نہادِ ان یا بہت نہادِ ان۔ یعنی باندِ زیارت سمجھنا مطلب ہے کہ بیان وحدانیت نے جب نظیری کے کلام کو سب کلاموں پر فائق بنادیا تو اُس ذات کی برتری کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا جس کی توحید کے بیان کی یتاثر ہے۔

صفا از عقدہ دلہا است آن زلف مقیداً ۱ بجز خدا کہ ربطے بہت با مطلق مقید را  
کہ دافے روح را بہیم الفت از نگہ دیرے ۲ محمد کاروان سالار ارواح مجتہد را  
بیک حسن شامل طرح عشق افلک نشد زینہ ۳ نمیدانند نقش ہستی این لوح زیر جدار  
بکتاب خانہ میر مصحف از برداشت کردے ۴ کہ عقل کل نمیکرد از الف با فرق ابجد را  
حدیث دلفوروشن کہ شد مجموعہ حکمت ۵ حکیمان جز ویسا زندا وراق مجتہد را جلد

(۱) تشریح: صفا: حسن و خوبی، عقدہ: گرہ - مطلق: وہ عام شے جو قید و تخصیص سے خالی ہو۔ مقید: وہ شے جس میں کوئی قید لگا کر خاص کر دیا جائے۔ ترجیح: اُس نعت گرہ گیر کو (عشاق کے) دلوں کی گروہوں سے حسن و خوبی (حاصل) ہے۔ اس کا شکر ہے کہ مقید کا مطلق کے ساتھ ربط و تعلق موجود ہے (توضیح: یہ غزل فقیر ہے زلف حبیب پاک کو درازی و تسلسل میں مطلق سے تعبیر کیا ہے اور دل عشاق کو مقید سے مطلب یہ ہے کہ وہ زلف دراز و بے گرہ عشاق کے دلوں نے بصورت گرہ ظاہر ہو کر اُس کو گرہ گیر بنادیا تو جس طرح مطلق و مقید میں عموم و خصوص کا علاقہ ہوتا ہے کہ مقید بعینہ مطلق ہی ہوتا ہے مگر قید کے ساتھ یہی علاقہ زلف عشاق کے دلوں کے ساتھ رکھتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اُس کے عاشق اور طبع کار بہت ہیں

(۲) تفسیر: اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجرد (مادہ و کثافت سے پاک) روح کا قافلہ سالار نہ ہونے تو روح کو ہم کے ساتھ الفت کون دیتا؟ (توضیح: یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی باعث کونین عالم ہیں۔)

(۳) ترجیح: ہاں! (ہی) حسن وادب عشق کی بنیاد پر گئی۔ ورنہ کارکنان خدا اس زمر میں لوح (فلاس) کو نقش وجود عطا نہ کرتے۔ (توضیح: یعنی یہ نفاذ خاص ہے احببت ان اعمت آپ کا اور حسن ازلی کا اولین ذریعہ کیا تھا اور محبوب خدا ٹھہرے اور باعث تخلیق کون و مکان۔ لَوْلَا اَنْتَ كَمَا اَخْلَقْتَ الْاَقْلَامَ۔)

(۴) ترجیح: قرآن (کی تعلیم) کا از کتاب خانہ قائم ہیں اسی پر حفظ (یاد) رکھتے تھے جبکہ عقل کل (عقل اولیٰ یا جبریل) الفباء اور ابجد میں فرق نہیں کر سکتی تھی۔ (توضیح: یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم اولین و آخرین اُسی وقت حاصل ہو چکا تھا جبکہ عقل اول کی حیثیت ایک بندہ کی سی تھی حتیٰ کہ وہ حروف مفردہ اور مرکبہ میں بھی فرق نہ کر سکتی تھی پس یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ خبر سے ملے آپ کے پاس خدا کی وحی پہنچاتے تھے تو شاید کہ وہ آپ سے زیادہ عالم ہوں گے۔)

(۵) تفسیر: آپ کی دل روشن کرنے والی حدیث مکشہ انانی کا مجموعہ بن گئی (اسی لئے) حکماء اور فلاسفہ (اپنے فلسفہ کی) مجلد کتابوں کے اجزاء (علیحدہ علیحدہ) کر رہے ہیں۔ (توضیح: یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حریثہ حکمت ہیں اُن کے ہوتے ہوئے اور کس کتاب کی حاجت نہیں۔ یا پلے اور اوراق مجلدیں اسکو شامل کرتے ہیں۔ اس صورت میں راۓ علامت اضافت ہوگی یعنی جزا و اوراق مجلد می سازند۔ پہلی صورت میں جزو ساقط یعنی شیرازہ شکن ہے۔)

وجود مرکز پر کارِ عالم کے شدت سے ثابت ۶ احد خود قاب قوسین از بنوئے میم احمد را  
بسکن یستر از پہلوئے گرش ہزار شتہ ۷ کند بر بر براق معرفت فصلت مقصدا  
گرامی میہانے در رہ امشب سیر باں زاد ۸ ملائکہ صفت بصفیہ سبب شش از سبب دنیا

(۶) تشریح ہے۔ مرکز۔ دائرہ کا وسطی نقطہ جس پر دائرہ کے وجود کا مدار ہوتا ہے۔ یہ کار۔ دائرہ بنانے کا آلہ ہزار یعنی ہزار

یہاں ہی مراد ہے۔ قاب قوسین۔ قاب کے معنی مقدار اور اس سے حاصلہ کے معنی قبضہ مکان اور عاقل مکان کے قوس ۱۔

دیر بیان ہوا ہے۔ قوس کا تثنیہ ہے۔ دائرہ کو اگر ایک خط مستقیم سے جو مرکز سے گزرتا ہو  
محیط سے ملاتا ہو تقسیم کیا جائے تو دو قوسیں (گمانیں) بن جائیں گی۔ شکل ملاحظہ ہو۔ ترجیحاً، عالم

کے دائرہ (وجود) کا مرکز یک ثابت ہوتا ہے اگر خود احد۔ احد کی سیم کے لئے بقدر قوسین نہ ہوتا۔ قوس ۲

(توضیح) دوسرے مصرع میں قاب قوسین سے آیت قرآنی فکان قاب قوسین او ادنیٰ کی طرف اشارہ ہے لفظی صنعت

احد واحد میں ظاہر ہے کہ احد میں جہ و د کے درمیان ایک سیم نہ ہے اور جہ و د دونوں قوس کی شکل میں ہیں اور

ان کے وسط میں ہم شکل نقطہ مرکز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ واجب تعالیٰ اطلاق وحدت سے وجوب بمقتضائے احببتان لمرت

تین و تشریف جلوہ گر ہوا تو سب سے پہلے اس کی تثنیہ شان حقیقت محمدیہ میں ظاہر ہوئی جو بمنزلہ مرکز قرار پائی اور دیگر مظاہر حق تعالیٰ

یعنی سارا عالم بشکل محیط اس مرکز کے گرد قائم ہوا۔ پس اگر خدات احد میم احمد (روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے بمنزلہ قوسین

(محیط) نہ ہو تو دائرہ وجود عالم کا مرکز کہاں ثابت ہوتا ہے مقصد یہ ہے کہ محیط مرکز ہر دائرہ ہوتا ہو اور اس کے بقدر دائرہ کا وجود

ناممکن ہے اسی طرح ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دائرہ عالم کے لئے مرکز کی حیثیت رکھتی ہے۔

(۷) ترجیحاً۔ (ابھی) آپ کے پہلوئے گرم (کی گویا کاش) جو گھر میں بمنزلہ شش تھی تو آفتاب کے مشربت عرفان کے براق پر سوار ہو

مقصد کی انتہائی منزل کو طے کر کے (توضیح) اس شعر میں قصہ معراج کی طرف تلخج رکھ کر آپ آم تانی کے مکان میں مصرعہ تمام

تھے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور دعوت معراج دی۔ براق پر سوار ہو کر اعلیٰ سیر تھی تشریف لینگے پھر سوئے آسمان۔ آیت

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ اَلِیَمِّ اَلَمْ یَسْجُدْ لِّلْحَرَامِ اَلِی الْمَسْجِدِ اَلْاَقْصٰی الَّذِیْ جِی بَرَزَ کَانَ حَکْمًا۔ میں نے کیا بیان ہے

پھر تمام آسمانوں کی سیر کرتے ہوئے عرش تک پہنچے اور خلا سے ہم کلام ہو چکے بعد واپس تشریف لائے تو تین میں ابھی تک مجسم طہر کی

کی گرمی باقی تھی۔ اقسام سے مقصد سے سیر تھی کی طرف یہاں ہے۔

(۸) تشریح ہے۔ را۔ بھی برائے ہی اور راست کا قائل میرزاں ہی یا عرش خود عامل ہوا اور را علامت مفعول۔ ترجیحاً۔ میرزاں

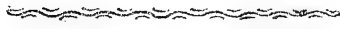
(مذا) آجکی راست (یعنی البیان المعراج میں) بڑے معزز جہان کو راجہ مفرس لکھنا (یعنی اپنی طرف بلارہا) (چنانچہ فرشتہ قطار و قطار پیچے

باندھ کر کھڑے ہیں اور عرش گنبد کیلئے آراستہ کیا یا عرش (اپنی ہمت کو آراستہ کر رکھا ہے) (توضیح) یعنی آپ کی تشریف آوری پر

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے انکا استقبال کرایا اور اپنی جو سب سے ملائی ہوئی کے لئے عرش کو آراستہ فرمایا یعنی صفو عرش تک تشریف لائے۔

## نظری نشاء و فتنہ زہام ہشتمند کش ۹ سے و مطرب پریشان میگردان سر

(۹) نشاء ترجمہ - نشاء رذوق - مراد شرابِ معرفت - توجہ: اے نظری - ہوشیہ لوگوں (عاشقانِ حقِ قدیم) کو جام سے معرفت کی شراب پی (دیہ مجازی) شراب اور مطرب (گوئی) تو دایمی مستوں (یعنی عارفانِ حقیقت) کو (اور) پریشان کن دیتی ہیں۔



جس و مضارع ثمن اخب مکثوف مخروف ارکان و تقطیع - مثل ۲

ساقی بشود و رنگی اُمید و بیم را ۱ ہنس با حقیقت رنگِ قدیم را

حرفِ فریبِ آدم و ابلیس تا بچند ۲ چندے بگو ترا نہ نقل و ندیم را

تورم از ساغر در دست خودم بخشِ جرعه ۳ بر طاق نہ حکایتِ جامِ دو نیم را

بُوئے نیندِ خلوتِ شہا شنیدہ ام ۴ پنہاں کن کہ نیک شناسم شمیم را

آنجا کہ لب از شکر ہے پاک کردہ اند ۵ گلِ مشک بوئے کردہ و لے شمیم را

(۱) توجہ: اے ساقی! (مے) معرفت کا ایک جام پالاک اس مُبید خوف کی (دورنگی کو) ہم سے) دور کرے اور ہکو رنگِ قدیم کی حقیقت دکھائے۔ (توضیح: یعنی ہکو عشق کے اُس مقام پر پہنچا دے جہاں پہنچ کر ہم محبوبِ حقیقی کے مشاہدہ میں متفرق ہو جائیں اور اُمید و ثواب اور خوف و عقاب کی کشمکش سے نجات پائیں۔

(۲) نشاء ترجمہ - نقل - شراب کے بعد تبدیلِ ذائقہ کے لئے ہوشے از قبیلِ گزک یا کباب کھاتے ہیں۔ ندیم ہم جلس۔ توجہ: حضرت آدم علیہ السلام اور شیطان کے فریب کا انسانہ (آخر) کدنگ ہے کچھ دیر نقل اور ندیم کا ترانہ بھی تو شمار (توضیح: حضرت آدم علیہ السلام کے فریبِ شیطان میں آ جانے کا واقعہ شہر ہے اس تلخ حکایت کو کدنگ ہر ایا جائے۔ کچھ شراب کباب لے ہم مشرب ہو کر) یعنی اسبابِ احت و سکون کا بھی تذکرہ ہونا چاہیے۔

(۳) نشاء ترجمہ - جرعه - ایک گھونٹ - جامِ دو نیم - گینسر کا جام جس سے عالمِ علوی و ربّی کے حالات معلوم ہوتے تھے۔ توجہ: اپنے صبح و شام (یا آفتاب کے) پیالہ سے جھگڑا ایک گھونٹ عطا کر (اور) ٹوٹے ہوئے پیالہ (جامِ جم) کے انسان کو طاق (نیان) میں اٹھا رکھ۔ (توضیح: یعنی مجھے تو تیرے شرابِ معرفت سے ہم کینہ مند ہے جسکو شکستِ ریخت نامہ کا کوئی اندیشہ نہیں کہ دیوبلی اور مال و مال کو جو آفتِ زمانہ سے محفوظ نہیں۔ غالباً تباری ۵ اور بار بار سے آئے اگر ٹوٹ گیا ۶ جامِ جم سے تو مر جامِ سفال چھاپے (۴) توجہ: میں انوں کو خلوتِ تنہائی (میں پی بجائوالی) شراب کی خوشبو سونگہ چکا ہوں (اب مجھ سے) نہ چھپا کہ میں شمیم (یعنی انس) نہایت سے ملتی ہوئی ہوں) کو خوب پہچانتا ہوں۔ یعنی دوست کا بھرم کھل گیا کہ وہ اغیار سے ملتے ہے۔

(۵) توجہ: (۱) وہ شرابِ ایسی عطریہ ہے کہ خواہ (جس جگہ شراب کے پھینٹے سے یوں) کو صاف کر دیا (یعنی) ٹنگی سے قطرے کو لب سے زمین پر گرا دیا تو اُس) سخی سے چادر ہو اکو مضر کر دیا۔

گو مفسدان کعب بگریڈ کاب چشم ۶ بر عرش برده از دیو مسجد یتیم را  
زیباست گرچہ خلعت محمود بر ایاز ۷ شور آن ننان کند کہ پوشد گلیم را  
مطرب بیک دولتم غنی کن دل فقیر ۸ ساقی بر یکس و جر عسکی کن لیکم را  
جنسے کہ در خزینہ لطف لایست نیست ۹ جز احتیاج تحفہ ندیدم کریم را  
روزیکہ جز منامہ نظیری بر آورد ۱۰ از آب خفوشوی کتاب سقیم را

(۶) توجہ: کہد کہ اے کعبہ (حقیقت) کے مفلسو! رونا شروع کر دو کہ آنسو (ہنی) مسجد (تقی) کے دروازہ سے یتیم (ہنی) اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر لے گئے۔ (یعنی بارگاہ ایزدی میں تضرع و ناری ہی ذریعہ تقرب و نزدیکی ہے)۔

(۷) توجہ: اگرچہ محمود کا عطا کردہ خلعت ایاز (کے بدن) پر بہت بھلا معلوم ہوتا ہے (مگر طوفان (حسن و عشق) اسی وقت پر بارگاہے گاہ (اپنی) کملی بن لے۔ (توضیح) ظاہری مطلب یہ ہے کہ معشوق لباس فاخرہ پسند کر دیکھا بھلا معلوم ہوتا ہے مگر اپنے حسن معصوم و سادہ کے ساتھ اگر لباس بھی سادہ پس لے تو ایک قیامت برپا کرے یعنی ہلو بخوش سے خدا اور ایاز سے بندہ مراد لیکر یہ ہے کہ یہ خدا کا عطا کردہ لباس وجود قیامت انسان پر گوارا نہ ہو اور بھلا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر اپنے فناے فنا کے کسب میں ملبوس ہو کر فنا فی اللہ ہو جائے تو پھر حسن و خوبی اور کمال و ارتقاء کا کیا ٹھکانا ہو !!

(۸) توجہ: مطرب! ایک دولتمند سے (جھ) حاجت مند فقیر کے دل کو غنی (بے نیاز) کر دے اور اسے ساقی! (شراب حقیقت) کے ایک دو گھونٹ سے اس لقمہ (نخل) کو سخی بنا دے۔ (توضیح) مطلب یہ ہے کہ اسے خدا اپنی معرفت کو سادہ کے کچھ لقمہ کھانا کر اس متبع حقیقت سے خالی ہاتھ فقیر کو دے دیا فیہما سے بے نیاز کر دے نیز اس نخل دل کو جو خودی کے سرمایہ کو بے نیل ہے شراب معرفت پلا کر ایسا مست بنا دے کہ سامان خودی کو اطا دے یا خود فیضیاب ہو کر دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔

(۹) توجہ: ایسی کوئی بھس نہیں جو تیرے خزانہ لطف و کرم میں نہو (اس لئے) سوائے اعتنیل کے (جس تو متوجہ ہی نہیں) مطلق کیلئے مجھے کوئی اور تھو نظر نہیں آیا۔ (توضیح) یعنی مجھے پاس سرمایہ سوائے احتیاج کے اور کچھ نہیں اور تیرے خزانہ میں تو کچھ وجود نہیں تو مولد کیا احتیاج کے جو مجھے پاس ہے بہتیری جناب میں اور کیا پیش کر سکتے ہیں۔

(۱۰) توجہ: کتاب سقیم ترکیب اضافی و توصیفی دونوں صورتوں میں صحیح ہو سکتا ہے۔ سقیم یعنی بیمار۔ توجہ: جس طرح قیامت پیر، انقلابی، (اپنے) بد اعمال کا دفتر نکال دے (اے کریم تو اپنے) مخدوم و کرم کے پانی سے اس بیمار کو کتاب سقیم و معودینا۔ (توضیح) قیامت میں برخص کے اعمال نیک و بد کا دفتر اس کے ہاتھ میں ہو گا اس لئے کہتے ہیں کہ خدا انھیں اس دن کے عذاب سے بچالینا اور میری بد اعمالیوں کے دفتر کو اپنے رحم و کرم کی بارش سے دھو ڈالنا۔

دار در غمرہ حجت قاطع حبیب ما ۱ بیعت بذوالفقارستان خطیب ما  
 یک بانگ ذوق گرمی را ما کفایت ست ۲ حاجت تازیانہ ندارد ادیب ما  
 روزیکہ رخ نمود بہا کار داشت عشق ۳ زاول حوالہ و گراں شد نصیب ما  
 ما را تو دست بول نیازے و خلوتے ہم ۴ مال و منال ہر دو جہاں از قریب ما  
 از گنمت گاست ضرر دل رسیدہ را ۵ در بر رخ صبا نکشاید طبیب ما

(۱) تشریح :- ذوالفقار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تلوار کا نام تھا جس پر پشت کے ہر دل کی شکل تھی یا وہ پشت کے ہر دل کو بھی کاٹ دینے والی تھی اسی مناسبت سے اُس کو ذوالفقار کہتے تھے۔ ذہبی صاحب اور فقار - جمع فقر بمعنی ہمرؤ پشت - توجہ :- ہمارے مشوق کے پاس غمرہ (اشاعرہ چشم) کی فیصلہ کن دلیل موجود ہے (جہاں ہماری کچھ نہیں جلتی) اور ہمارا مقدر (معشوق) ذوالفقار (تلوار) کے ذریعہ بیعت لینا ہے (یعنی اپنے آپ کو بزور دنیا یا) (توضیح) حبیب سے خدا اور غمرہ سے برق خلی مراد ہے۔ کہتا ہے کہ اُس کی تخلیات ہمارے تلوٰب کو اُچکے ہی ہیں اور ہماری کچھ بیش نہیں جاتی گویا اس تلوار کے ذریعہ اپنے آپ کو مٹوایا جا رہا ہے اور ہم بسنے پر مجبور ہیں۔

(۲) تشریح :- ادیب سے مراد استاد و مرشد - تازیانہ - کوڑا - توجہ :- ایک بانگ ذوق آواز ہماری گرمی (ہنگامہ) کیلئے کافی ہے اس لئے ہمارے معلم کو تازیانہ (رکھنے) کی حاجت نہیں یعنی ایک نغمہ محبت ہم کو وجہیں لانے کیلئے کافی ہے۔ اس لئے کہ عاقل کو ایک اشارہ کافی ہوتا ہے۔ استاد کو تازیانہ استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

(۳) تشریح :- کارداشتن - تعلق رکھنا - نصیر - نجات - مقدر - حصہ - توجہ :- اُسی دن جبکہ دوست نے چہرہ دکھلایا عشق ہم پر کام کر گیا۔ گویا شریح ہی سے دوسرے کے قبضہ میں ہمارا نصیب چلا گیا۔ (توضیح) و گراں کیا یہ عیوب ستار یا رقیب و حریف سے پہلی صورت میں مصلحت ہے کہ ہم کی گریز نہ کریم۔ دوست میں اُس مجبور کا چہرہ دیکھتی ہی ہمارا دل اور ہماری قسمت اُس کے ہاتھ میں چلی گئی۔ ہم اُس کے گئے مجبور ہیں۔ دوسری صورت :- طلب یہ ہو گا کہ ہم در اذلی ہی اس محبوب کا چہرہ دیکھ کر دولت عشق سے لالہ مالی گئے اور ہمارا سائنس کا حصہ دوسرے کو واہل کیا جو اس دولت کی بہرہ ہیں۔ فائدہ شری علی ذلک۔

(۴) توجہ :- ہم کو (تو) تو اور (تیری) بارگاہ میں ہمارے پیغمبر و نیاز کی قبولیت اور خلوت نشینی (دور کار ہے) باقی دونوں جہان کا نال و دولت ہمارے رقیب و حریف کی ملک ہے (اس کی ہم کو پروا نہیں) یعنی ہم دولت ویدار کے خواہاں ہیں۔ ذہبی دولت و آسائش کی ہم کو ضرورت نہیں۔

(۵) توجہ :- کاد فلان سے کل چکا ہو اُس کو پھول کی خوشبو سے بھی ضرور تکلیف پہنچتی ہے (اس لئے) ہمارے طبیب (چارہ گر کو چاکر) بادشاہ کے سامنے باغ کا اردوارہ نہ کھوے (کہ کہیں یہ خوشبو لیجا کر عاشقانِ دل رسیدہ کو مضطرب و پریشان نہ کرے) کیونکہ اُس سے ان کے جنون عشق اور وارفتگی میں اور اضافہ ہو جائے گا۔

عاشق زکوٰۃ دوست تبرکلیف آمدہ ۶ با صبر و رخت انس نیک و رغیب ما  
 بہتر کہ از حکایت مادر کشی نفس ۷ دل خون شود ز غصہ کار حبیب ما  
 گل را قصور نیست ترا گر ز کام هست ۸ در بار کاروان ہمہ مست طیب ما  
 برپائے بند کون نظیری زویم یا ۹ آویخت عشق از سر گردوں صلیب ما  
 بغیر از رنگ بوئے نیست این عشق مجازی ۱۰ عطا کن لذت طعم حقیقت عشق مجازی را  
 عزیزان جاں فدا کردم سر سماں ہما کردم ۱۱ نیزم گوشہ چشم بنام بے نیازی را

(۶) توجہ:۔ عاشق کوئے جانان سے (بڑی) تکلیف کو ساتھ آیا ہے (اس لئے) ہمارا سفر (دل) صبر و آرام کے ساتھ مانوس نہیں ہوتا۔ یعنی غم و حسرت ناقابل برداشت ہے۔

(۷) کشی: بچہ۔ نفس در کشیدن: خاموش ہو جانا۔ غصہ: سرخ۔ حبیب: ہولناک، ڈراؤنا۔ اسم فاعل از اہمیت۔

توجہ:۔ یہی بہتر ہے کہ ہماری افسانہ کے بیان سے خاموشی اختیار کرے (اس لئے کہ) ہماری ہولناک کام و ہجر کو بخ و دل خون ہو گیا  
 (۸) تو جسما:۔ اگر تھو کر کام ہے (اور اس وجہ سے تو بچوں کی خوشبو نہیں محسوس کرتا یا مجھے تکلیف دیتی ہے) تو اس میں بچوں کا قصور نہیں۔ (بلکہ میرے دل کا فتنہ ہو۔ دوسرے تمام (موجودات) کے فائدوں کے سامان میں ہماری خوشبو شابل ہو (یعنی ہمارا فیضان عام ہے)۔ اگر نہ بندیر و ز شیر چشم + چشمہ آفتاب را چرگناہ۔)

(۹) کشش: بچہ۔ پائے بند:۔ اسم فاعل ترکیبی یعنی فید، بیٹری۔ بازو:۔ ٹھکرا دینا۔ صلیب: سولی۔ یہاں نلکے خط مجرا و خط استوا کی ہیئت کے لحاظ سے صلیب کی تصویر کی ہے۔ توجہ:۔ اسے نظیری ہم نے دنیا کی پابندیوں (یعنی علالتی حیوی) کو ٹھکرا دیا (اسی لئے) عشق نے ہماری سولی آسمان کے سر سے پر لٹکا دی ہے یعنی ترک دنیا اور ترک خودی کے بعد ہم کو یہ رتبہ عالی نصیب ہوا ہے کیونکہ راہ دوست میں جان دینا اور منہ صلیب کی طرح سولی پر چڑھنا عاشق کی معراج ہے۔

جس:۔ ہر جن مشن سالم۔ ارکان:۔ مفاہیل ہشت بار۔ تقطیع شل:۔

(۱) توجہ:۔ اس عشق مجازی کے لئے سولے ظاہری زیارات کے اور کچھ نہیں (ہیں) اس سے بیزار ہوں (اس لئے) اور خلویری عشق باری کو حقیقت کی چاشنی کا لطف عطا فرما۔

(۲) توجہ:۔ (میرے) عزیزو! میں نے جان خدا کو ہی سزا و سامان (سب کچھ) فنا کر دیا اگر اس کے باوجود بھی اُس کی نظر انتقام کے قابل نہ ہو۔ (اُس کی اس شان، بے نیازی پر فخر کتابوں (توضیح) یعنی محبوب حقیقی ہماری جانداروں قربانیوں اور عبادتوں سے بے نیاز ہے اُس کو کسی چیز کی حاجت نہیں۔ اور شان محبوب ہونی بھی چاہئے۔ اس لئے میں اپنی قسمت پر ناکرتا ہوں کہ مجھ کو کیسا بے نیاز محبوب ملا!

عبارت کو تود دلتنگی خاصان بلکے بیا ۳۳  
 کے تفسیر مفر عاشق و معشوق کم داند ۳۴  
 ہمہ سرا یہ افت را دایاں پود خسارت ۳۵  
 گریز نایاں ہنشاہ و امینا دے طالع ۳۶  
 صبح و صبح بر ہم خورد چون نایک صلیۃ آمد ۳۷  
 گرازیک رہ نماید رشتے از صدرہ دروں آید ۳۸  
 چہ داند مرد و صحرانی طریق کا ساری را  
 بجز مکی نمیداند لغت ہائے حجازی را  
 فغان اذغال ہند و سیت کے کافر کو غازی را  
 دے کیلے تثار آرم خوں شاہبازی را  
 بزیر کرید از طاق ایں کھن و لوق نمازی را  
 نظیری چارہ پوں سازد فریب تر تنازی را

(۳۳) توجہ :- وہ حقانی شخص (یعنی بے ادب اور نادان) کام کالے کا ڈھنگ کیا جانتا ہے (کیونکہ دوسرا اس کی عبارت (انہار عاسی) قاصر از پریشان (اور ادب) بادشاہ و مطلق) کے مقربین بارگاہ جمال و جلال ملے۔ (توضیح) یعنی انسان مقربین بارگاہ ایزدی کے سامنے وہ حقانی کی سی حیثیت رکھتا ہے جو آداب مجلس سے ناواقف ہو کر کم و صلیہ اور زبان انگ ہو کر دوسری طرف جمال و جلال انتہائی درجہ کا ہوتو پھر وہ کیونکر برآری کر سکتا ہے۔ کچھ ان کی ہی نظر عنایت ہو جائے تو مرد اور اسکی ہے۔

(۳۴) توجہ :- ہر شخص عاشق و معشوق کے اندازہ و کنایہ کو نہیں جان سکتا اس لئے کہ غریب الفاظ کو مکی رنگ کے رہنے والے کے سوا اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ (توضیح) یعنی خدا اور قاصدان خدا کے درمیان جو انہار ہیں ان کو صاحب کمال انسان ہی پہچان سکتا ہے۔ ہر شخص نہیں جان سکتا بقول کے سے میان عاشق و معشوق و غریبیت ۳۵ کرانا کا تیس را ہم غریبیت

(۳۵) تشریح :- قال - تل - شعر اذغال کو ہندو سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کا سیاہ رنگ تاریکی کے مشابہت رکھتا ہے، عرقا کے نزدیک خالی و خطا اور زلف و حجاب کا ثنائت و کنایہ ہوتی ہیں غازی۔ مرد مجاہد۔ آرم فاعل از غرا۔ توجہ :- (اسے معشوق) نیز از خسار ہم بیان (اور اقرار کا سرا یہ تھا رنگ) فریاد (اس) تیرہ ہند و تل سے کہ جسٹیک غازی کو کافر بنا دیا۔ (توضیح) خسار سے پھر کا قیام اسے اور فغان بخار حجاب ثنائت سے کنایہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسے خدا کے برتر تیرا پھر قدیم سرا یا اقرار و ایمان تھا۔ مگر اس حجاب کا ثنائت نے اس کو حقیقت کو مستور کر دیا اور تو اس طرح تمام مظاہرین ظاہر ہو کر مستور ہو گیا کظاہر میں اٹھا کر کہنے لگے۔

(۳۶) توجہ :- شاہی باز (تجلی باری) بھوکا ہے اور ہم (اُس کے) بد بخت (مفلس) شکاری، مگر ایک (حقیر) چکور (یعنی دل) شاہبازی کا عادت بہشت خوری پر نشان کرتے ہیں۔ (توضیح) مطلب یہ کہ تجلی باری تعالیٰ جس کو ہم مائل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ایک بھوکے شاہی باز کے مثل ہے جو اپنی خوراک کا طالع سے یعنی دل صاف و جہان صحت کا مگر ہم بد بختوں کے پاس اُس کی نصیحت کرنے کے بوجہ سامان کماں بگوبیا کچھ طائر دل اس کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جو گرفتار قبول آفت نہ ہو و شرف!

(۳۷) تشریح :- تہ صبح - وہ شرب صبح کے وقت پی جاتی ہے۔ روح - بضم با بعضی بہان اور بغیر را یعنی راحت و طینان۔ توجہ :- جب نماز صبح کی اذان سنائی دی تو لطف شراب صبح اور راحت و جانی ختم ہو گئی۔ نماز کے اس پر اسے خرت کو طاق سے انازلاد۔ (ناکہ تاجی چھ لیں) دوسرا مضر نظر بقاد رنگ ہے۔ یعنی جب شراب صبح کا لطف جانا رہا تو اب نماز بھی کیوں کوئی۔





از شیم گل دماغ با پریشان نے شود ۵ بر نے تابہ دم عیسے دل ہمیا را  
خانہ ناخاکساراں بر سر راہ صباست ۶ شب نے سوز و چراغ از پستی دیوار ما  
وقت میخواراں شب خون قضا بہم نزد ۷ تا چرخ نرم متاں شد دل شیار ما  
باغبان اور موسیم گل کو درستان بند ۸ دفتر شعر تر ما بس بود گلزار ما  
نغمہ ستانہ می ریزد نظیری را ز لب ۹ از نو اخالی مبادا خانہ نہ ختم را

(۵) تشریح: دم عیسیٰ - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ تھا کہ وہ مردوں کو چھونک مار کر ان کے حکم سے زندہ کر دیا کرتے تھے۔ فوجہ - عشق کی وجہ سے دماغ دل و دھڑ کے ضعف کا یہ عالم ہے کہ پھول کی معطر ہوا سے ہمارا دماغ پریشان ہوتا ہے حتیٰ کہ دم عیسیٰ (بھی ہوتا ہوا) کو ہمارا بیمار و ضعیف دل برداشت نہیں کر سکتا۔ (توضیح) یعنی عیسیٰ بھی اب ہمارے مرض عشق کے علاج میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ غالب کہتا ہے سہ نوہم مدیض عشق کے بیمار دماغ میں \* اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج۔ (۶) توجہ - ہم غریبوں کا گھر یا صبا کے رہ گزر پر ہے (پیناچر) ہماری دیوار کے پشت ہونے کے باعث رات کو چسکنا نہیں جلتا۔ (توضیح) خانہ - سے دل صبا - سے جذبات ہوا و ہوس اور وساوس نفسانی پرانے - سے تیرے حضرت اور پرتیوار سے ندامت کی کمی اور حفاظت کا فقدان مراد ہے۔ یعنی ہمارا خانہ دل ہوا و ہوس کی آندھنیوں کے تلخ ہر واقعہ ہے، اور اسے حفاظت مفقود ہیں اس لئے اس غم میں معرفت باقی کا چراغ روشن نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ خواہشات نفسانی کے ترک کرنے کے بعد ہی تو معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔

(۷) تشریح: شب زور - رات کو پھسک چکر کرنا۔ برہم زور - پریشان، کڑیا - تا - ابتلائیہ - توجہ میں وجہ ہمارا ہوشیار دل سنتوں کی محفل کا چراغ بنا ہے (اس وقت سے) قضاؤں کے حملہ بانی، بادہ خواروں کے (پر سکون) وقت کو پریشان نہیں کیا۔ (توضیح) شب زور - غم کی غفلت، سو فائدہ اٹھا کر راجا بنا ہے۔ شاعر کا قصہ یہ ہے کہ جب مسنون کی محفل میں ہمارا بیلار دل شامل ہو گیا۔ اس وقت سے ہم میں بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے قضاؤں کے شجون کا اندیشہ نہیں رہا۔

(۸) توجہ - باغبان کو دیکھ کر پھولوں کے موسم (یعنی زمانہ ہمارے میں وہ دلچسپ، باغ کا دار و دار بند کر دے) (ہوا کے تلخ کی نغمہ نہیں) ہمارے ترنما ہوا (شاعر کا دفتر ہی) باغ کا (طبع غم کے لئے) بہت کافی ہے۔ (توضیح) یعنی ہمارے اشعار گہما گہما سے ترنما لگی اور لطافت میں بڑھے ہوئے ہیں اور ہم کو سیر چین سے زیادہ لطف اپنے اشعار میں آ جاتا ہے۔

(۹) تشریح: نظیری را ز لب - میں را علامت صاف ہے یعنی از لب نظیری - تو - موسیقی کے بارہ مقاموں میں سے ایک مقام کا نام مطلق آواز - ساز و سامان تو انگری - تیار - شراب کشیدہ کرنے والا - موفروش - توجہ میں - نظیری کے لبوں (بہتر اشعار) مست

بکل ہے ہیں و خدا کرے) ہماری (اس) می فروش کا (خاندان) (ناؤش) سے، غالی نہ ہو (توضیح) یعنی نظیری کو ساربت ایسے کیف و لغو کل ہے جس کو سننے سے شراب گراشتہ طاری ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم دکر لے رہے ہیں کہ ہمارے اس می فروش کے ہمنانیوں

بجن۔ رجز مثنیٰ سالم۔ ارکان۔ مستفعلن، مہشت بار۔

برخ شمس خم از خطا رنگے امی دویم را + بیند منجم طالع از ہم درد تقویم را  
تقطیع مستفعلن، مستفعلن، مستفعلن، مستفعلن + مستفعلن، مستفعلن، مستفعلن، مستفعلن

برخ شکستہ از خطا رنگ امید ویم را ۱ بیند منجم طالع از ہم درد تقویم را

علم ارادت گرین ذوق نصیب جان من ۲ مستوفی امر قضا باطل کند تقسیم را

عشق از بے باغ من آتش بجایان میزند ۳ اغفال کہ کو ذوق من گزرا ابراهیم را

نقد یکہ دوران بدہ است اگر کیسہ ہم بریں ۴ جاوید مستغنی شوم از صد ودہ گر نیم را

(۱) تشریح۔ رنگ برخ شستن۔ شرم یا خوش سے چہرہ کا رنگ بدلنا یا اس رنگ امید ویم شکستن سے شاعر کی مراد یہ ہے کہ کبھی امید کی وجہ سے چہرہ پر چمک اور شرمی آجاتی ہے اور کبھی خوشی کی وجہ سے زردی چھا جاتی ہے۔ منجم۔ بخوی۔ طالع جو طالع نجوم وہ برج جو کسی کی پیدائش کے وقت مشرقی کنارہ سے طلوع ہوتا ہو۔ تقویم۔ جنتری۔ تو جہد۔ بیس (اپنی ہی) غلطی سے امید (الطف) اور خوف (اثر) کے رنگ (پیشے) چہرہ پر ڈال لیا (اولیٰ اپنی بدقسمتی کا یہ عالم ہے) بخوی میری طالع کو دیکھتا ہے نوہ (اپنی) جنتری کو کھنڈ کر بھیٹنا دیتا ہے۔ (توضیح) یعنی میری آرزوؤں اور تمنائوں سے مجھ کو امید ویم کی کشمکش میں مبتلا کر رکھا ہے اور ہر ذوق کا یہ حال ہے کہ بخوی کو میرے طالع میں سعادت کا کوئی نشان نظر نہیں آتا اس لئے مجھ کو اُسکو حسب عادت تقویم چاک کرنی پڑتی ہو۔ اب کہیں دل بے دعا حاصل ہو تو اس کشمکش سے نجات ملے۔

(۲) تو جہد میں۔ مشیت خداوندی اگر کوئی ذوق (راحت) میری روح کا حصہ قرار دیتا (کبھی) ہے تو احکام قضا و قدر کا منہ (اس) تقویم کو ہی سہرے سے باطل قرار دیتا ہے (یعنی یا ملو یا ملو میری قسمت میں ہے ہی نہیں)۔

(۳) تو جہد میں۔ میرے دل غ دگائے کی خاطر خوش (خضبت کی) آگ عشق (کے چہرہ) میں لگ رہا ہو۔ بابے میں نے یہ کیا کیا اگر گزرا ابراہیم (یعنی رخسار دوست) کو (تو نہ) جہنم بنا دیا۔ (توضیح) رخسار یا کہ گزرا ابراہیم قرار دیکر کہتا ہے کہ عشق نے مجھ کو نیچے پہچانے کے لئے معشوق کو خضبتا کر دیا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ لگ کی طرح سبز ہو گیا مجھ کو بہت افسوس ہے کہ دوست کے گزرا ابراہیم یعنی آتش سوزی مانند رخسار کو آتش سوزاں بنا دینے کا میں سبب بنایا شرم سے نقد ابراہیم کی طرف تلمیح ہے مگر ہمارا معاملہ عکس ہے اس لئے کہ ہاں آتش گزرا رہی تھی اور یہاں گزرا آتش بنا ہے۔

(۴) تو جہد میں۔ وہ نقد (جوانی) جو زمانہ میری عمر کی تخیلی سے کمال کے لیے کیا ہے (اُس کے) توڑھوں میں ہو اگر ایک (کا) نصف (بھی واپس) دیدے تو میں ہمیشہ کے لئے بے نیاز ہو جاؤں۔ (توضیح) افسوس کہ جوانی کا زمانہ غفلت میں گزر گیا۔ کاش کہ ایسا اس میں سے تھوڑا سا ہی بچا ہے تو پہلے کی طرح اس کو ضائع نہ کروں اور کچھ اعمال خیر کر کے دائمی افتخار کا سامان فراہم کروں۔ مگر ۶۰ میں خیال ست و محال ست و جنوں +۔

۵ قلم کہستان بگذرم در خدمت پیرمغان گلبانگ آزادی کشم دوشے زخم نسیم را  
 ۶ نقشے براطن جیہ ام خواہم بحسن کو دے آرائش مند کتم زینت دہم دیہم را  
 ۷ یوسف کے کردے سلطنت نہیں ز تعظیم پر گرشان جھنش بنگر و واجب کند تعظیم را  
 ۸ بر آسمان مہر مری خوشید اگر طالع شود جو بند ذرات جہاں بر یک در تقدیم را  
 ۹ افروز صاحب فوق دل غیر از نظیری نیست شکست بر کاخ گدا سلطان ہفت اقلیم را

(۵) تشریح: - مسلمان - ام حال یعنی در حال سنی - پیرمغان - پیغمبر میکہ - مع کے اہل معنی آتش پرست کے ہیں پھر یکیش اور سے ساز کو مع کہا جائے کہ کو نہ دے بھی آتش شرب کی پرستش کرتا ہے - گلبانگ - آواز بلند قرار بازاں دے نوشاں - لغو - دوش زون - حکو مار کر مٹا دینا اگر دینا مراد اعراض کرنا - تو جہاں - اس (اردو سے) میں چلا کہ پیرمغان (یعنی مرشد کی خاتین بحالت سنی) بچوں (اور قید علائق سے) آزادی کا نعرہ لگاؤں اور تسلیم (رضا بر قضا) کو کھو مار کر ہٹا دوں - (توضیح) یعنی بغض مرشد آزادی اور دنیا سے بے تعلقی کے اس مقام عالی پر پہنچ جاؤں جہاں ہر کچھ کواد مش کا نجات اپنی نشا کے مطابق صادر ہونے لگے ہیں اور تسلیم و رضا کی ضرورت باقی نہیں رہتی -

(۶) تو جہاں - میں بخول میں (جلوہ حقیقت کا) ایک نقش دیکھا ہے (اس لئے) چاہتا ہوں کہ اس میں اور رنگ کمیزی کیلئے) ایک طفل (سادہ لوح) کے سخن سے منہ (دل) کو آراستہ کروں اور مزاج (عشق) کو زینت دوں (توضیح) یعنی اولاً عشق مجازی کی منزلوں سے گذروں تاکہ مقتضائے المجاہد قطرۃ الحقیقۃ عشق حقیقی تک پہنچ جاؤں -

(۷) تو جہاں - یوسف جن کو (شوکت) شاہی باپ کی تعظیم سے روکتی تھی اگر وہ (بھی میری) تجو کے حرج جمال کو دیکھ دین تو تعظیم کرنا ضرور سمجھیں - (توضیح) مقصد یہ کہ میرا محبوب شکوہ حسن میں یوسف سے بڑھا ہوا ہے کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب مع اہل و عیال جب حضرت یوسف کو اس مہمیں تشریف تو تہ قاصد آدایا شاہی یوسف نے پہلا سادہ سنوڑ تعظیم اختیار نہیں کیا تھا مگر اس کا سبب یہ نکروہ کبر و غرور نہ تھا - پیام تشریح کی اسے میرے گریب سے نزدیک حضرت یوسف کے خواب کی کہ بیکر و شاد ہو کر آئے بھائی اور والدین - انکو جو تعظیم کیا تھا (۸) تو جہاں - آسمان مہر مری پر اگر میری دوسرے رخسار کا آفتاب طلوع ہو جائے تو عالم کے (تمام) درے پس میں ایک بڑے سحر سحر بخت طلب کرنے لگیں - (توضیح) یعنی اس سے خود حال کر نیکی لے کر ایک کی یہ خوش بزرگی کہیں دوسرے پہلے پہنچ کر فیضیاب ہو جاؤں خلاصہ یہ کہ تمام عالم انوار و تجلیات الہی سے فیض یافتہ ہے وہ خود ہم کے سوا کچھ نہیں -

(۹) تشریح: - کل - قہر بلند - ہفت اقلیم - مگر اکل عالم فلانے زمین کے اس سطح حصہ کو آباد ہے مشرق و ایک مغرب تک اس برحقوں میں تقسیم کیا ہو ہفت اقلیم انہی حصوں کا نام ہو - تو جہاں - آج ذوق دل رکھنے والا نظیری کو سوا کوئی نہیں (جس کو جہاں سے) ساتوں اقلیم کو بادشاہ کو (بجلی اس) قہر (دل) پر شکست آنا ہو (توضیح) یعنی جو استغناس و رویش کو ذوق دل کی وجہ سے حال ہو گیا وہ سلطان ہفت اقلیم کو بھی حال نہیں دے دیتے کہ نہ شامہ غم آید زوال سے کف ہش و دولت ویشاں ست

بحرہ۔ رجبہ شمسالم ارکان و تقطیع۔ ش ۲

چند از مؤذن بشنوم توحید شرک آمیز را ۱ کو عشق تا یک سو نیم شرع خلاف انگیز را  
 ذکر شرب و عود و سحر نے حال بخشندے اثر ۲ خواہم بنارس دہم سیب دست آمیز را  
 ترک شرب شاد ہم ہمار کو دست و طبیب ۳ صحت خواہم یافتن تا ششتم پیرہینہ را  
 خاکسے باد آیمختہ گردے نہ جائیمختہ ۴ آبے بر شاہان میز خرم خاک غبار انگیز را  
 نے عشق افزا یدریں نے مہر زید پیش ازین ۵ کے ماندہ ظرف قطرہ پیسانہ لبریز را

۱۱ اثر جمعہ میں مؤذن سے شرک ملی توحید کو آخر کجک ستارہوں (اب مجھ میں یرداشت کی طاقت نہیں ہے عشق کہاں ہے آئے) تاکہ میں (اس) جھکے پید کرنے والی شریعت کو (دی) الگ اٹھا رکھوں یعنی ترک کر دوں، تو جمعہ مطلب یہ ہے کہ مؤذن زبان سے تو اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا ہے مگر دل میں ہو اُدھوس دھوس کے ہزاروں بتا پیچھے ہوسٹے ہیں بلکہ خود یہ کہتا کہ میں اللہ کو خدا لا شریک ہونے کی گواہی دیتا ہوں اس میں سب سے پہلے اپنی خودی کا تصور ہوتا ہے اور پھر خدا کی وحدانیت کا اظہار حالانکہ محبت عشق میں یہ بھی شرک ہے اس لئے چاہتا ہوں کہ سلطان عشق کی قریاں روائی ہو جائے تاکہ شریعت کی ان خلاف انگیزیوں کا خاتمہ ہو۔  
 ۱۲ "تشریح" ذکر اللہ کی یاد "تورہ" "ذبیحہ" "خال" "کیف" کوہ روحانی کیفیت جو سو فی پرطاری ہو کر جلدی زائل ہو جاتی ہے دست آورہ "اسم مشغول ترکیبی" یعنی آؤختہ بدست۔ "ترجمہ" ہات کا ذکر اور صبح کا ذبیحہ نہ کوئی حال و کیف مختص ہے اور نہ دیگر اثر کرتا ہے اس لئے چاہتا ہوں کہ (اس) ہاتھ میں لگی ہوئی تسبیح کو زائر جنید کے بدستے میں دستے ڈالوں اور اس کی بدستے کیف مسلمان کو خیر باد کہہ کر توروہ کا قدر شتم مسلمان مراد رکاز نیست "بند کر دوں)

۱۳ "ترجمہ" اسے طبیب مجھ کو (تو اس) شراب و مشوق کے ترک نہ دی، بیمار بنایا ہے (اور تو اپنی چیزوں سے پرہیز تیار ہے) میں اس وقت تک صحت حاصل نہیں کر سکتا جب تک (اس) پیریز کو نہ توڑ دوں۔ پس سہ

از سرالین من برخیزدے نادان طبیب ۲ ورومند عشق را در و بجز دیدار نیست

۱۴ "ترجمہ" میرے دہشت و جود میں اٹھی ہوا اسکے ساتھ ملی ہوئی ہے (اسی وجہ سے اس) جگہ سے رہو اسے نفسانی کی (طری) دھول اٹھ رہی ہے اس لئے میں (اپنی) پلکوں سے (اس) غبار راڑنی والی زمین پر انگڑوں کا پانی چھڑک رہا ہوں۔ تو صبح یعنی انسان کا وجود کیف ادبیت سے بلکہ بتا ہے جس کی وجہ سے خواہشات نفسانہ کی کدورت اس کی روح پرستولی ہونا چاہتی ہے اور اس کا علاج صرف عشق الہی میں گریہ و زاری ہے۔

۱۵ "تشریح" "ماندہ" "صیغہ واحد غائب ماضی قریب" اماندن یعنی (اس) "ترجمہ" نہ دہارا عشق اس سے زیادہ ہوسکتا ہے نہ دہاے لئے، اس سے زیادہ دعویٰ اہم و محبت زیادہ ہے (اس لئے کہ) ایک قطرہ کا ظرف بھر ہو سکے پیمانہ کی مثل کو بھرنے کا تو ضیح یعنی خاک طروں کو اپنی حد و دعوئے کے برابر نہ چاہئے اس لئے کہ مروت کے لبریز جام کو پینے کیلئے بڑے ہونے کی ضرورت ہے۔

پیوستہ ابرودر کشش ہوا وہ مڑکا گل ریز ۱ تاکے کسے بردل خورد این دشمنائے تیز را  
سیری نظیری زیر چمن کز کنگی کششی خوش ۲ در باغ زمی بیں بہم خار و گل نوخیز را  
از کف نمید بردل آسان ر بودہ را ۳ دیدیم زور بازوئے نا آزمودہ را  
من در پئے رہائی و او ہر دم از فریب ۴ بر سر گرہ زندہ گرہ تا کشودہ را  
دل در امید مرہم دایں آہوان مست ۵ ریزند بر جسد احیت ما مشک سودہ را  
۶۱ التشریح: کشش "عاصل مصدر از کشتن۔" دشمن، "نخبر۔ ترجمہ: ہمیشہ ریا کی تیغ ابرودر مصروف غوریزی اور بلیکس ہمیشہ  
مصروف غوریزی رہتی ہیں (تم ہی بناؤ آخر یہ تیر خنجر کوئی دل پر کہا) انک کھائے۔ توضیح: یعنی عاشق بے دل مشوق کے ناوک  
ناز کی تاب کہاں لاسکتا ہے۔

۶۲ التشریح: "خشن" سخت۔ دوسرے مصدر میں راجعی برائے ہے۔ نثری ہوگی۔ در باغ برائے خار و گل نوخیز ناہم نرمی  
میں۔ باغ۔ نرمی کی طرف مضاف نہیں۔ ترجمہ: اے نظیری اس چمن دُنیا سے (اس وجہ سے) تو اکتا گیا ہے۔ کہ کہن سالی کی وجہ سے  
تو تنہا ہو گیا ہے (در باغ میں کانٹے اور تازہ کھلے ہوئے پھول کے لئے) یا ہی نرمی (کا برتاؤ) دیکھ کر کس خوبی کے ساتھ گناہ سہے میں  
مقصود یہ ہے کہ اسی طرح تو بھی مصائب و آلام پر تحمل و صبر سے کام لے۔

بجز:

بحرہ۔ مضارع مشن آخر یکونف معدودہ ارکان و تقطیع، مثل سابق ہے۔

۱۱۱ ترجمہ: "آسانی قبضہ میں آئے ہوئے دل کو دوست اہل حق سے نہیں چھوڑتا۔" (اُس نازک اور تجربہ کار بازو زور ہم نے  
دیکھ لیا کہ کس بلا کا زور ہے، توضیح: یعنی ہم اس کے بازو کو نازک اور نا آزمودہ سمجھ کر اس غلط فہمی میں تھے کہ ہمارا دل پھر ہم کو  
واپس مل جائے مگر اس کے بازو میں تو غضب کا زور نکلا کہ لاکھ کوشش کیجے مگر اس کے پنجہ سے دل نہیں نکلتا، مراد یہ  
ہے کہ برق تجلی یا ردل کو یک بارگی اُچک لیتی ہے۔ اور عاشق بیدل پھر بے خودی سے خودی میں نہیں آسکتا۔ ۶  
۱۲۱ کہ نہ کہ خورشید بفرش با زنیادہ لبض شاعرین نے اس شعر کی اور توجیہات بھی کی ہیں۔ مگر وہ تکلفات سے خالی نہیں۔  
۱۳۱ ترجمہ: "میں رہائی پانے کی کوشش میں لگا ہوا ہوں۔ اور وہ (مشوق) دھوکہ دے دیکر ہر خط لگی ہوئی گرہ پر اور گرہ لگا رہا ہے۔  
توضیح: یعنی دوست گرہ کشی کا فریب دیکر اور گرہ پر گرہ لگا رہا ہے۔ خلاصہ یہ کہ رہائی ناممکن ہے۔

۱۴۱ التشریح: "آہوان" گناہ۔ "النازنیناں" مشک بر جرح احیت ریختن "ہم ہمیں نیک بر جرح احیت ریختن۔ اس لئے کہ مشک بھی زخم کے  
لئے مضر ہے۔ ترجمہ: (ہمارا) دل مرہم کی توقع میں ہے اور یہ مست (نازنین) آہو ہمارے زخم پر پسا ہوا مشک پھرتے ہیں۔  
یعنی بچاؤ مرہم رکھنے کے اور پھر کے لگاتے ہیں،

ہرگز دلیم حلاوت آسودگی نیافت ۴ تلخ سست خواب دیدہ و رخون غنودہ را  
 آشفقت داشت خارش آسودگی دماغ ۵ وادیم برہوا سر سودا فسنودہ را  
 نتوان چشید قند مکرر و زان لبان ۶ بتوان ششود تلخ مکرر ششودہ را  
 یکرہ نوشم بخندہ و دندان خاکرد ۷ تا کے نماید آن کہ نہ نامودہ را  
 ساغر کجا بست تا گلہ از دل برون بایم ۸ روشن گینم خاطر کلفت زدودہ را

۱۴) تشریح :- آسودگی "آرام و راحت" دیدہ و رخون غنودہ "میدہ موصوف ہے اور درخون غنودہ جمعیت یادیدہ مضائق ہے۔ اور درخون غنودہ بمعنی مقتول مضائق البیہ ترجمہ :- میرے دل نے قطعاً آرام و راحت کی غیرتی نہیں حاصل کی، اور کوئی جائے تجب نہیں اس لئے کہ حالت خون ریاری میں سونے والی آنکھ کے لئے نیند تلخ ہوتی ہی ہے یا چشم بیل کے لئے نیند حرام ہوتی ہے۔ اس لئے کہ دم ہرگ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں (یعنی چوچہ کو آرام کیسے نصیب ہوتا جب کہ میری آنکھیں مصروف خون باری ہیں یا چشم بیل کی طرح کھلی ہوئی ہیں تو خواب راحت کی کیا سبیل ہے)۔

۱۵) تشریح :- "خارش" کبھی مراد طلب "بہرہ وادان" اور بہرہ وادان "ہم معنی خدا سے ہیں، مگر یہاں سراو، ہوا کے الفاظ سے ہوا تو یہی کی طرف بہرہ طلب (بہام ہوتا ہے) ترجمہ :- آرام و فراغت کی خارش (یعنی طلب ہمارے) دماغ کو پریشان کر رہی تھی (اس لئے) ہم نے پُر سودا سر کو دہی، ہوا میں گڑا دیا (یعنی کھودیا) کہ نہ سر ہوگا اور نہ فکر آسودگی ستائے گی، تو قبیح یعنی دنیا کا سودا سے خام روحانی تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے ہم نے عشق اختیار کر کے اس وبال دوش سر کو ہی خیر باد کہہ دیا اور اس طرح سر کو کر آسودگی حاصل کر لی۔

شوریدگی کے ہاتھ سے ہوسر وبال دوش ۶ صحرائیں اسے خدا کوئی دہوا بھی نہیں

۱۶) تشریح :- "قند مکرر" وہ شکر جس کے تمام کو دوبارہ پکا کر صاف کیا جائے یہاں مراد لب یا رکابوسہ ہے۔ ترجمہ :- لب یا رکابوسہ کی قند مکرر نہیں کھجی جاسکتی اور رہاں ان سے بار بار سنی ہوئی تلخ باتیں (اور رکابیاں) سنی جاسکتی ہیں۔  
 . کتنے شیریں ہیں ترے لب کہ تیب ۶ کھابیاں کھاکے بے مزہ ہوا۔

۱۷) تشریح :- "یکرہ" بمعنی یک بار "نوشم" میثم فیہ مغلولی بمعنی ہر "نا" ہوائے تبینہ۔ ترجمہ :- محبوب نے، ایک دفعہ بھی مجھ کو ایسی ہنسی سے خوش نہیں کیا جس میں اس کے دانت نظر آجائیں دیکھئے! کب وہ ان چھپا ہے ہوئے موتیوں کو دکھاتا ہے۔

۱۸) ترجمہ :- ہام (شراب) کہاں ہے؟ (لاؤ!) تاکہ ہم در شراب پی کر، دل سے شکوہ و شکایت کو نکالیں (یعنی سست و بے خود ہو جائیں، اور رنج و غم کے زنگ میں آلودہ طبیعت کو نور بادہ سے روشن کر لیں۔) تو صبح :- یعنی رنج و غم سے نجات پانے کا ذریعہ شراب نوشی ہے۔ اس لئے اسے ساتی شراب پلا تا کہ رنج کا احساس جاتا رہے۔ اور شکوہ و شکایت زبان پر نہ آئے۔

۹ تا مفعول زرنش و بجا نہ پیش ۹ مے آرم اعتدال گناہ بودہ را

تا دیدہ جو را دوزخا لاقباز دم ۱۰ نتوان نمود ترک ستائش ستودہ را

منظور یا گشتہ تظہیری کا ہم ۱۱ یہ بودہ صحت کنگر و دم و دودہ را

تا بکے پر خرقہ بند ہم جسم ہم فرسودہ را ۱۲ سر رابطہ ناں میر ہم این مشت خاک ستودہ را

دور دروں چوں عجب شکر خوشہ اشکم گرہ ۲ پس فرو خور دم بدل خون پائے ناپا بودہ را

(۱) "تشریح" مفعول "اسم فاعل از افعال یعنی متاثر ہونا۔ شرمندہ ہونا۔ "پیش" ضمیر مفعول۔ را علامت اضافہ۔  
تہجد جسد۔ تاکہ میں اس کو بیجا آزدگی سے (یعنی) متاثر و شرمندہ نہ دیکھوں اس لئے، میں ان گناہوں کا بھی اقرار کئے لیتا ہوں  
جو (مجھ سے) سرزد نہیں ہوئے۔ توضیح۔ یعنی دوست چھ کو بے وجہ ستا تا ہے، جو خطا مجھ سے نہیں ہوئی اگر میں اس کا  
انکار کر دوں تو میرا انکار بیجا ہے۔ اور اس پر اس کی آزدگی بیجا مگر چونکہ میں اس کو زرخش بیجا سے بھی متاثر دیکھتا نہیں چاہتا  
اس لئے نا کردہ گناہ کا بھی اقرار کئے لیتا ہوں، اسی مضمون کو دوسری جگہ یوں ادا کیا ہے۔

یہ سبب دادی گر آرم خیل ازمن مباح ۲ کردہ ام خاطر نشان خویش صد تقصیر را

(۱) تہجد۔ اس کا ظلم دیکھتے بغیر میں نے (اس کی) وفاداری کے متعلق بڑے دعوے کئے یعنی اس کی وفاداری کی تظہیر  
کیں اب اس کا چوریکو کھتی حقیقت کھلی مگر جس کی ایک دفعہ تعریف کی جا چکی ہے (اب) اس کی تعریف کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔  
یعنی اب اس کی چٹا کو بھی وفا کہنا پڑتا ہے تاکہ اپنی بات سنی رہے۔

(۱) تہجد۔ اسے تظہیر ہی، ہاں نا کلام و دوست کے نزدیک مقبول ہو گیا۔ پس شکر خدا کہ ہم نے سپاری کو بیجا زرخش نہیں  
کیا ورنہ یہی احمد اللہ کو اپنی خدمت سے شکا نے لگ گئی۔

—:—:—

بحرہ۔ دل مشن محمد و صفت ارکان و تقطیع۔ مثل ۱

(۱) تہجد۔ (اس) غم میں گئے ہوئے جسم کو میں کیونکہ گذری پر باندھے (بھرتا، ربوں) دیں، اس مٹی بھر صوف خاک دہم کو میں  
سیلاب (اشک) کے حواسے کئے دیتا ہوں۔ توضیح۔ پہلے مصرع میں صنعت قلب ہے یعنی جسم کو بوجہ لاغری خرقہ سے سبک قرار دیکر  
جسم کو خرقہ اور خرقہ کو جسم نہاد یا سب سے مطلب پر ہے کہ غم نے اس قدر ضیف و ناتوان بنا دیا ہے کہ اب ترقی کی سہارا بھی نہیں رہی  
لہذا اب اس کا شکس سے نجات پانے کی شکل یہی ہے کہ طوفان اشک میں اس مشمت خاک جسم کو بہا دیا جائے۔

(۲) "تشریح" نگارہ شہنشاہ جہدہ جانا، خروخوردن، پانی جانا، ناپا بودہ، ماحصاف، تہجد۔ میر سے دل میں انگور کی طرح اشکوں کے گچھو  
بندہ گئے ہیں، (اس لئے) میں بہت سادہ م کا علاج ہوا، ماحصاف خون دل (کے) دل میں ہی پانی گیا ہوں۔ یعنی ضبط کرنے کی وجہ سے  
آلودہ دل میں گھٹ کر رہ گئے۔





گل زہر اشک لولوی و رنگ کا ہر قسم ۷ در بلوریں حقہ دارد کہہ رہے مسودہ را  
از کنایت گاہ مستی منع آں لب چون کنم ۸ میچکد بے خود علاوت قد آب آلودہ را  
بآظیری چو شستی گوش بر فرش کن ۹ در پریشانی میفلن خاطر آسودہ را  
در خور اگر نیم مے نعل فام را ۱۰ اے کاش ترکند بچوئے مشام را  
بر قدر زخمس مرا ہم لائے نمی دہند ۱۱ زان مے کہ طعم نوش کز و منہ و کام را

(۷) التشریح: تبصرہ "بمعنی حصہ دیا لے" لولوی "منسوب بہ لولوم اوسقیدہ کا ہی" منسوب بگاہ۔ گاہ خشک گھاس کو کہتے ہیں جس کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ "بلور" ایک قسم کا پتھر جو سفید اور نہایت شفاف ہوتا ہے۔ کہہ رہا "ایک زرد رنگ کا گوند جو گھاس کے تنے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اسی لئے اس کا نام کہہ رہا ہے۔ برقاں کے مریض کے لئے کہہ رہا کو با زوپر باندھنا یا نگلے میں لٹکانا جو سفید ترجمہ:۔ پھول میرے چہرے کے، زرد رنگ اور موقی کی طرح (میرے) سفید آنسوؤں کی وجہ سے (اپنی پٹھریوں کی) بلوریں ہیں میں پسلی ہوئی گہرا رکھتا ہے۔ توضیح:۔ یعنی گل میرے چہرے کی زردی کا باعث مرض برقاں کی طرح کھڑکھڑا رہا ہے۔ حالانکہ زردی مرض عشق کی ہے نہ کہ مرض برقاں کی "یہ خیال بہت لطیف ہے مگر اس صورت میں اشک لولوی کی برقاں کے ساتھ کوئی مماثلہ نہیں اس لئے اگر یہ معنی کئے جائیں کہ گل نے یہ چیزیں مجھ سے لی ہیں۔ یعنی حقہ بلوریں میرے اشک لولوی سے اور خور دہ کہہ رہا رنگ میرے رنگ زرد سے تو مطلب یہ نکلتا ہے کہ اپنی مناسبتوں کے ساتھ درست ہو جاتا ہے۔

(۸) التشریح: بزکنایت "بمعنی اشارہ۔ مجازاً گالی کو کہتے ہیں اس لئے کہ گالیاں اکثر ذلیل کنایات ہی ہوتی ہیں۔ ترجمہ:۔ حالت میں اس لب و معشوق کو میں گالیاں دیتے سے کیسے سو کوں (اس لئے کہ) پانی ملی ہوئی شکر سے شربت بے اختیار ٹپکنا کرتا ہے۔ توضیح:۔ یعنی لب معشوق اور اس کا لب دہن مگر قد آب آلود کی طرح شربت و ششام بے اختیار ٹپکنا رہا ہے، کہ نہ میرے بس میں اس روکنا ہے اور نہ اس کے بس میں روکنا۔ چوں کہ کم کا استعمال شمر کی جان ہے جس سے دو مفہوم پیدا ہوتے ہیں اڈال یہ کہ جب معشوق لب شیریں سے علاوت و ششام جو میری عین مراد ہے خود بخود حاصل ہو رہی ہے تو میں اس کو یکے منع کر سکتا ہوں، دوسرے یہ کہ اس کو روکنے سے ایسا ہی عاجز ہوں جیسا کہ قد آب آلود کو ٹپکنے سے روکنے کی کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔"

(۹) ترجمہ:۔ تفسیری کے ساتھ اگر تو بیٹھ کر بیٹھا ہے، تو اس کی بات پر کان نہ دہر (گرا نہ دہر) نظر اور اپنی خاصی بھلی طبیعت کو پریشانی میں مبتلا نہ کر لینا (اس لئے کہ)۔ افسردہ دل افسردہ کنہ (انجمنے رہا)

محر۔ مضارع شمن اخرب مکون مخذون ارکان و تقطیع:۔ مثل ۲

(۱۱) التشریح:۔ "در خور" لائق۔ "مے" یعنی قوام "شرخ"۔ اصل ایک قیمتی جوہر کا نام۔ مشام۔ دماغ۔ ترجمہ:۔ اگر ہم عسری شراب کے قابل ہیں تو شراب پینے کو نہ ہیں مگر اے کاش! یہ ساقیان مینا بکھ کم از کم اس کی خوشبو سے ہی پاسے، دماغ کو تر کر دیں۔ توضیح:۔ یعنی اگر ہم کو شراب سے محروم رکھا جائے تو نگلیں مگر اس کی خوشبو سے تو محروم نہ کریں۔ مراد یہ ہے کہ مے معرفت کو بہر زہ جام کی اگر ہم اہلیت ہیں (نقد صفحہ ۲۱)

برہام ماورینغ نسا پید ہفتہ ۳ ماہے کہ او تمام کند نا تمام را  
 کس جذبہ بکار دل ماننے کند ۴ تا چند سر بجلقہ در آریم دام را  
 قمارج نہ پر وہ دخل غلط تالکے کنیم ۵ مطرب بماندہ نشان مقام را  
 قسمت چنین قنادر کہ ترکان مرست او ۶ در دور با بطاق ہنہا و ند جہام را  
 کم لذت کم کہ روئے ندیدم نہ آفتاب ۷ در خانہ چرخم این شمر نیم خام را

ترجمہ ۲۲) رکھتے تو کم از کم ادنیٰ فیض تجلی سے ہی ہم کو نواز دیا جائے چنانچہ پرین کی سرشاری کیلئے وہ بھی بہت کافی ہے۔

(۲) (تشریح) "تلائے" تلچھٹ۔ "تالکے" تریاق شہد و آب حیات۔ ترجمہ: "وہاں سے دل کے زخم کے مطابق اس شراب کی تلچھٹ کا دہی، مرہم عطا نہیں کرتے جس سے دماغ اور حلق کو شہد و تریاق کا سامرہ حاصل ہوتا ہے، ہمارے پیٹری کی بھی حد ہوگی،" (۳) ترجمہ: "افسوس کہ ہمارے باہم (دل) پر ایک ہفتہ بھی، وہ مہکال نہیں چکا جو تاقص کو بھی کامل بنا دیتا ہے۔ توضیح: یعنی تجلی باقی جو ناقص کو کامل بنا دیتی افسوس کہ ہم اس کے کچھ زیادہ مستفید نہ ہو سکے۔ ان تینوں اشعار میں محرومی قسمت کا اظہار مختلف عنوان سے کیا ہے۔

(۴) (تشریح) "جذبہ بکار کے گردن" "مواظقت کرنا۔ ساتھ دینا۔" "دام را" "میں را" علامت اضافت ہے یعنی جلقتہ دام۔ ترجمہ: (دنیا میں) کوئی شخص (بھی) "ہمارے دل کی مراد کے ساتھ (حمایت کا) جذبہ نہیں دکھاتا" یعنی کوئی ہمارا ساتھ نہیں دیتا، تو ہم کب تک (دنیوی) تعلق کے جال میں (اپنا) سر ڈالے رکھیں۔ توضیح: یعنی دنیوی تعلقات جب اپنے کام نہیں آتے تو ان میں اپنا سر کھپانے سے کیا فائدہ ان کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔

(۵) (تشریح) "پردہ" حجاب، پتیلی یا چاندی وغیرہ کا طبقہ جلیںورہ و ساز کے دست پر انگلیاں جمانے اور مقامات موسیقی کو محفوظ رکھنے کے لئے لگا یا جاتا ہے۔ "دخل غلط" عجز، "مطرب" گویا "مقام"۔ درجہ۔ منزل یا اصطلاح موسیقی مقام پر وہ مردود یا اصطلاح تصوف سالک کا وہ حال جو قائم ہو جائے۔ ترجمہ: "پردہ سے باہر نہ ہو کر ہم کیتک بجا دخل دیتے ہیں جبکہ مطرب نے ہم کو مقام (و منزل) انسان اور پتہ نہیں بتلایا۔ توضیح: شعریں موسیقی اور تصوف دونوں کے لحاظ سے جو چیزیں ہو سکتی ہیں یعنی جب ہکو مقام سرود کا ہی علم نہیں ہے تو پردہ ساز سے خارج ہو کر غلط راگ کیتک گاتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ خلوت خانہ عرفان سے باہر رہ کر اس کے متعلق قیاس آرائیاں درست نہیں اس لئے کہ رہنمائے حقیقت نے ہم کو ہمارے مقام سے بھی آگاہ نہیں کیا ہے۔ ارزا مقام با جگر کی پائیم کجا دو کجائی۔

(۶) (ترجمہ) "ہم کی کریم چہاری" قسمت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ ہمارے نمبر پر اس (محبوب کی آنکھوں) کے مست ترکوں نے (شراب سے) میرے ہوئے جام کو طاق پر رکھ دیا۔ توضیح: یعنی دوست نے اپنی مست نگاہوں سے سب کو نواز اور ہم سے تغافل برتنا۔

(۷) (ترجمہ) "میں کہہ رہا ہوں اس لئے ہوں کہ میں نے آفتاب (حقیقت) کا چہرہ تک نہیں دیکھا (بلکہ) میں نے (دل کے) اس گدے پھل کو (سینہ کی) گھڑی میں (دبا کر) لگا لیا ہے۔ توضیح: جس طرح پال کامیوہ ڈال کے میوے کے برابر لذت نہیں ہوتا کیونکہ وہ آفتاب کے شعاعوں سے محروم ہو جاتا ہے، اسی طرح میرا دل آفتاب حقیقت کی روشنی سے محروم رہنے کی وجہ سے ذوق کامل نہیں رکھتا۔



چوسایہ از ہمہ سود کین نور شیدم ۳ بہر کجا بن نہا نیست مکنے ست مرا  
 بہر سراچہ بوستان فروئے آیم ۴ بروں ز عالم خاکی نشینے ست مرا  
 بدوستی کہ ز لبں بچو لذت عشقم ۵ بکائنات نہ انم کہ دشمنیت مرا  
 ہزار نالہ شہر و دود سے شہنوم ۶ ز سبیل گیرے ہو کسار و امنیت مرا  
 ز تو شہائے سر شکم لبالب آغوش ست ۷ زہا سے کہ ترانیت نہ نیست مرا

(۳) تشریح: کہیں۔ گھات۔ مسکن۔ جلے ہائش۔ ٹھہرنے کی جگہ۔ توجہ۔ میں سایہ کی طرح ہرمت سے آفتاب (حقیقت) کی گھات میں بیٹھا ہوا ہوں (چنانچہ جس جگہ غار، اسکان و مجاز کی ایک سیج (جی) ہے، وہیں میری اقامت گاہ ہے) (توضیح) گھات عموماً جھاڑوں میں چھپ کر لگاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ بس طرح تاریخ کی آفتاب کی گھات میں رہتی ہے کہ آفتاب درانظر دے اوجھل ہوا اور تاریکی چھائی کسی طرح میں عالم مجاز کے تمام موجودات کو جو غار و قاشاک کو مثل ہیں اپنی کمین گاہ بکار آفتاب حقیقت کی تاک میں ہوں۔ مراد یہ ہے کہ تمام عالم اللہ تعالیٰ کے مختلف سامرو عفات کا مظہر ہے اور سب کو اسی کی توجہ ہے۔

(۴) تشریح: سراج۔ تہذیب، تہذیب یعنی معمولی گھر۔ عالم خاکی۔ جسمانی عالم۔ نشین۔ خلوت خانہ۔ آرام گاہ۔ آشیانہ۔ توجہ۔ میں ہزار اور ہزار ہیں نہیں اترتا کیونکہ میرا آشیانہ (نواس) جیسے آبن گل سے باہر ہے۔ (توضیح) یعنی میں عالم قدس کا طائر ہوں، دنیا کا گھر اہل غیر سے قیام کے لئے موزوں نہیں مراد یہ ہے کہ انسان کو دنیا میں دل نہ لگانا چاہئے۔

(۵) تشریح: بدوستی۔ میں باقریب ہوں۔ کائنات۔ جمیع کائنات۔ وہ بیخود عدم سے وجود میں آئے چونکہ عالم ایسی چیزوں کا ہی مجموعہ ہے اس عالم کو کائنات کہتے ہیں۔ کہ کہ ایسا یہاں نہ وہ سری شکل میں عبادت کی تقدیر نہ ہوگی۔ "انما کہ مرے دشمن ست" توجہ۔ یہ محبت کی قسم کہ میں عشق (محبوب حقیقی) کی لذت میں ایسا توجہ دین گیا ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ تمام عالم میں میرا دشمن کون ہے یا میں نہیں جانتا کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن ہے۔ (توضیح) یعنی جب میں سامنے عالم میں دوست کا ہی جلوہ دکھاتا ہوں تو دشمن کس کو کہوں؟ سب دوست نظر آتے ہیں مراد یہ ہے کہ ہم عشق کو مدد دین صلہ کل کے مقام عالی پہنچ گئے ہیں۔

(۶) تشریح: شہرہ۔ اسم اکثر بڑی یا سری، ایک سارا کام مثل موسیقار۔ توجہ۔ میں درد و غم کے سائے کے ہزاروں نالہ سنا رہا ہوں، دیکھئے سب عالم گئے و ناداری سے میرا دامن (دلی پہاڑ کے دامن) کے شکر ہے۔ (توضیح) یعنی میرے آس پاس میری آنکھوں سے دامن ہیں کہ میرے پیش کاوی منظر پیش کر رہے ہیں جو دامن کہہ میں سب کچھ کرنے سے تیار ہوتا ہے اور اس کی آواز سے درد و آہ میرے کان میں آ رہے ہیں۔

(۷) تشریح: سر شکم۔ میں نیم۔ آغوش کا مصاف ایہ ہو۔ لبالب۔ بہر نیز۔ حائل۔ پیرا وارا جنس۔ توجہ۔ آس پاس کے گچھوں سے میری گود پوری طرح بھری ہوئی ہے (الحدیث کہ جس پیداوار کا تیرے پاس نام نہاں نہیں اس کا میری آس پاس راہگیر ہو رہی ہے) (توضیح) یعنی بوسیدہ غم عشق میں اشکوں کے خرمن کا مالک ہو گیا ہوں اور بے غم اس دولت محروم ہے۔

اگر بھر کہ درخون قتادہ ام چہ عجیب ۸ ہمیشہ رزم بخود خوں نمنست مرا  
 درین رخسار و روزیگہ شد ۹ درین سفر کہ بہر گام بہر نے ست مرا  
 کہ ام مے کہ پس از سیم خار ندا ۱۰ چو شیشہ در تہ ہر خمد و شیبہ ست مرا  
 بیا از محنت جہاں کند خم خلاصی وہ ۱۱ کہ دم زدن ز نفس اوقوہ نیست مرا  
 گداخت چشم نظیری وقت نظرم ۱۲ کہ دیدہ سنگ ترا چشم سوزنی ست مرا  
 پروانہ ایم و شعلہ بود آکشیان ما ۱۳ آب از شرار سنگ رخسار گلستان ما

(۸) تشبیہ: ہر کہ میدان جنگ، شمشیر، لقب رزم، مرکب اوزم یعنی دلاور و قوی۔ دوش یعنی جسم۔ تو بہر، ہر گام۔ ہر گام بہر نے ست مرا (۹) میدان جنگ میں (خاک و خون) میں گرا پڑا ہوں تو تعجب کی کیا بات ہے؟ (جکہ) ہمیشہ بخود کو اپنے (نفس سرکش) کے ساتھ رزم کی طرح رخت لڑائی لڑتی رہتی ہے (توضیح) یعنی جب یہ شتم کی سخت لڑائی مجھے اپنے ساتھ لڑتی رہتی ہے تو پھر میرے خون اکوہہ ہونے پر تعجب ہونا چاہیے مراد یہ ہے کہ میں اپنی خودی کو فنا کرنا چاہتا ہوں۔

(۹) (توجہ) قلبیہ میں، افسوس کہ اس سفر (جہانت) میں کہ جس میں میرے ہر ہر قدم پر (ہوادوس کل) ایک کدہن ہر ہر قدم پر (میرا) اسب (ہمت) تھک گیا اور زندگی کا، دن ناوقت ہو گیا۔ (توضیح) یعنی جوانی کا زمانہ غفلت میں گزر گیا اب جب کہ عمر ڈھل گئی ہے اور قوتی فی جواب یہ دیکھو۔ اس سفر سختی کہ جس میں قدیم قدم پر خطرات ہیں کیسے طے کیا جا سکتا ہے؟  
 شہتار یک سیم مور و گرداب چند بالکل کجا اند حال ما بس کاران سا ہوا

(۱۰) تشبیہ: سیم میں سیم فیض فوئی یعنی مرا شیشہ۔ بول شیبون۔ نالہ۔ روانہ پڑنا۔ توجہ: کوئی شرب و شربت ہر جس نے سستی (دیئے خودی) کے لئے مجھ کو خار کی تکلیف (نہی) ہو (بلکہ میرا تو یہ حال ہے کہ شرب کی بول کی طرح ہر منہ کی تہ میں میرے ایک نالہ (غم نہاں) ہو (توضیح) یعنی دنیا میں کوئی راحت ہے نہ غم نہ نالہ۔ بول سے شرب نکالتے وقت جو آواز پیدا ہوتی ہے اسی مختلف اعتبارات سے خندہ اور شیبون قرار دیا ہے

(۱۱) تشبیہ: (لے محبوب) (آداب) حادو کی تکلیف ہے کہ کوئی شیشہ اسلحہ کی طرح رزم کے کام آئے ہو مگر وہاں بھی ہر دے ہو (کا حکم رکھنا ہے) (توضیح) یعنی ایک ایک سامان دیکھو، شتاب گویائی سے اور نہایت سیر۔

(۱۲) توجہ: او نظیری امیری یا کہ سیم کیونکہ سیم گم کر لیا آگیا گم کر گئی، مگر وہاں بہت تھک گیا، کیونکہ میری آنکھ سوتی کرنا کہ سبھی زیادہ پہنٹی ہو (توضیح) یعنی یہ وقت کی طلب میں پہنچائی بہت کوشش کی جسم ڈھچک لگا لگا کھڑکھڑا جسم و چشم نہاں کھنڈا و حرکت لیا لیکن راز حقیقت پر بھی تھکا ہوا، اگر اس کا سبب اپنی ہی تنگ نظری ہے۔

بیم مضاعف شمن از بکوف مخلوۃ۔ ارکان۔ و تقطیع مثل ۲



بس دماغ ہم نفسان مغر متو قسیم ۷ در دیدہ خواب تلخ کند داستان ما  
 دپیری از ہزار جواں زندہ دل تریم ۸ صد نو بہار رشک برد جز ہزاران ما  
 ذوقی کہ جا بودی بخون گرفت بود ۹ امروز معتکف شدہ بر آستان ما  
 در حیرت کہ پنچہ لبیل چگونہ گفت ۱۰ راز کہ باد ہم نشیند از زبان ما  
 بنیاد ما خرابی ما ستوار کرد ۱۱ گوئی کہ سودا مست نظیری زبان ما  
 رستم بسکہ تبہ پیر خود از خایہا ۱۲ رفت نام و نسیم در سر خود کامیہا

(۷) ترجمہ :- ہم نے (داستان غم سنا کر اپنے) ہمدموں کے دماغ کے اندر کا گودا بہت جلا یا داس لے کے ہماری داستان  
 آنکھ میں نیند تلخ اور حرام کر دی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہماری المناک داستان سننے والوں کو بھی مبتلائے غم بنادیتی ہے۔

(۸) ترجمہ :- بڑھاپے میں (بھی) ہم ہزار ہا جوانوں سے زیادہ زندہ دل ہیں (چنانچہ) سیکڑوں (جوانی کی نئی بہاریں  
 ہماری) (اس پیری کی خزاں پر رشک کرتی ہیں) (توضیح) یعنی عشق کی برکت سے بادیو پیری کے ہمارے دل دماغ جذبات  
 شوق اور سودائے عشق سے ایسے پُریں کہ سیکڑوں جوانوں ہم پر رشک کرتے ہیں۔

(۹) تفسیر :- جاگرتن - قیام کرنا معتکف - اسم فاعل اراکات بمعنی گوشہ نشین ہو جانا۔ ترجمہ :- وہ (ذوقی عشق) (جو کبھی)  
 مجوں کی وادی (جہاں میں مقیم تھا۔) دل ہماری آستانہ (دل پر اعتکاف کر کے بیٹھا ہے) (یعنی آج ہم اپنا زمانہ میں عشق میں سب پر فائق ہیں۔)

(۱۰) ترجمہ :- میں حیرت میں ہوں کہ (مستند) لگی نے لبیل سو وہ راز محبت کیسے کہہ دیا جو ہماری زبان سے (کبھی) ہوانے  
 (بھی) نہیں سنا یعنی راز عشق جس کو ہم چھپاتے ہیں یہ معلوم غیب بہتہ دین نے لبیل کو کیسے بتا دیا کہ وہ شیلے گل ہو گیا۔

(۱۱) ترجمہ :- ہماری ویرانی (دل) نے ہماری بنیاد (ہستی) کو مضبوط بنا دیا گویا (نظیری) ہمارا (ظاہری) نقصان ہمارا  
 (باطنی) نقصان (توضیح) یعنی خانہ دل کو ہواؤ ہوس و ہراس سے ویران کر دینا اس کی بنیاد کو مضبوط ہو جانیکا باعث ہے (ماشاء اللہ) اس کے

برعکس مطلب بھی شعر سے نکل سکتا ہے جبکہ "بنیاد" کو فاعل اور خرابی کو مفعول قرار دیا جائے یعنی ہماری بنیاد ہماری بربادی کو مضبوط  
 کر دیا جو جیسا کہ غالب کا شعر ہے میری تعمیر میں ضمیر ہے اک صورت خرابی کی \* بیوے برق سبوں کا ہون گم بہ ہمارا کل



— جس اور دل مٹن مجنون محذوف — ارکان :- فاعلاتن، فعلاتن، فعلان، فعلن، و دہا :-

رستم کب زبلی رعد ز خایہا قطعیت فاعلاتن فعلاتن فعلن  
 رفت نام و نسیم در سر خود کامیہا فاعلاتن فعلاتن فعلن

(۱) ترجمہ :- چونکہ (اپنی) خامیوں کی وجہ سے (اپنی) رائیخہ زندگی بسر کی (اس لئے) خود حسیوں میں میرا نام و نسب (خوشتر) جاتا رہا۔  
 (توضیح) یعنی عشق کو اختیار کرنے میں میں خود رائی کو کام لیا کسی ہی مشورہ نہ کیا اس لئے اب گریں سو گناہ ہو گیا ہوں تو تیرے

حس کی کیا نظارہ تیرے کیا ہوا کہ داستان کہتا ہے



دور و شب زبون غم ایام کرو ۳ یاد دوران جوانی و مے آشامیسا  
 طائر نیست تارے ز منش بر پانیت ۴ صید یک مرغ نگر دم ز کس ایسا  
 روز عشرت بصلح سر مخور گذشت ۵ ترنگ دید و با غم تنگ حامیسا  
 دل باہو و لعب عمر نہ کیں مرغیاں ۶ تیکہ برباد کنت از سبک زانیسا  
 خلعت سرو باندام صنوبر نہ بر نہ ۷ جامہ زیب نہ نماید ز خوش اندامیسا  
 شکر پیک کہ ہوا ہو س از جوش نشاند ۸ جوں مے کمنہ بروں آدم انعامیسا

(۳) تھی چہ صبح - پر پیر کاری - شب بڑھایا - ایام جمع یوم مراد زمانہ و عواذ زمانہ - توجہ - بڑھاپے اور پیر کاری  
 نے مجھ کو غم زمانہ کا پائال نہ بیا دیا کہ نہ شراب حاکم ہو اور نہ سستی شباب آہ زمانہ جوانی اور اس وقت کی بادیہ نوشیاں دیکھی کیا خوب تھیں  
 اب یاد آتی ہیں (توضیح) قاعدہ کہ وقت گذشتہ راحت کی یاد اور بھی زیادہ تیار کرتی ہے نہایت زعفران جی حسرتناک نظر پیش کیجیو -  
 (۴) تھی چہ - منش - بجزد مضاف یعنی زمانہ منش - شہر مہرولی - کس امی - سیاہی صدی بھی کٹی دام - توجہ - بیکاطر  
 (آرزو) بھی ایسا نہیں کہ کس کسہاں پر میرے دام کا ایک ایک تار نہو (گرافوسک) میں ایک مرغ (تھی) بھی حال کے کہ نہ ہو نیکی وجہ  
 سے شک نہ کر سکا (توضیح) یعنی میری اپنی غلطی تھی کہ میں بوسیدہ دام بچھا یا جس کی وجہ سے طائر لکڑ گڑ اور دام کا ایک لکڑاٹے پاؤں  
 میں الجھا گیا میرا دیر کی بوس جلوه ہاؤ دوست حال کرنا تو چاہا مگر دام نظر مضبوط نہ تھا اس لحظہ میں دام اور بھی ہاتھ سے گیا -  
 (۴) توجہ - عیش عشرت کا دن (بھی) غار آلود سر کے در میں گذر گیا (افسوس) میرا داغ (پانچویں) جام (موصلا) کے چھوٹا -  
 ہوئے کی وجہ سے تر نہ ہو سکا (توضیح) یعنی ساتی نے بل نہیں کیا بلکہ میری تنگ ظنی میری محرومی کا باعث بنی -

(۵) توجہ - دل کو زندگانی کے کھیل تلکشیں نہ لگا اس لیے کہ پر نہ سے (امو و نشاط و نویں) جہموں کے بلکے پن کی وجہ سے ہوا پیکر و -  
 رکھتے ہیں - (اور) میں اڑھا میں گے قلعہ - معنی فانی چیز سے دل لگانا مقصد کے عقل نہیں -

(۶) تھی چہ - سرو کی تار نہیں ہیں - سرو آزاد جو یک شاخہ اور سیدھا ہوتا ہے - سرو سی ہود و شاخہ ہوتا ہے اور دونوں شاخیں سیدھی  
 ہوتی ہیں - سرو و ناچو سیدھا ہوتا ہے اگر اس کی شاخیں ہر طرف پھیلی ہوئی ہوتی ہیں - سرو ہر طرف پھلتا ہے - پیر کا زنت - سرو ناز  
 توجہ - (فلاںسا کو زری) سرو (آزاد) کا لباس صنوبر کے بدن کے مطابق نہیں تراشتے (کیونکہ) بدن کو بچھپنے پن کو (ہی)  
 کپڑا (ہی) بھلا معلوم ہوتا ہے (توضیح) یعنی جو قبلے حسن سرو کو ملی ہے وہ صنوبر کے قی پر راست نہیں آتی مراد یہ ہے  
 کہ میرے محبوب کی مانند کوئی حسین نہیں ہے -

(۷) توجہ - (انس) بڑھاپے کا شکر ہے جس نے ہوا ہو س کا جوش ٹھنڈا کر دیا اور (انی) شراب کے مان میں خامیوں سے نکل گیا (توضیح)  
 یعنی غیبت پر کہ آخر میں جوش آگیا اور دنوں شاربے نجات لگئی - شراب تازہ کھلا گلدستہ جوش زیادہ ہوتا ہے اور یہ تمام کو خامیوں کی  
 علامت ہے کہ نہ ہو نیکی کے عین غیبت جاتی رہتی ہو جوانی اور میری کو شراب کو ان کیفیات کے مشابہ قرار دیا ہے -

پیش از مرگ خود از آفت ہستی رستم ۸ باجل باز نہاندم ز بنگ گامیہا  
در خرابات سر ناموران گردیدیم ۹ بسکہ اندیشہ نہ کردیم ز بدنامیہا  
لوث تقصیر چو از آب گرم شستہ شود ۱۰ دلق درویش بر آید ز سیہ فامیہا  
سازو برگہ می و مطرب نظیری جہت ۱۱ بچہ خیر آیدش از نیک سرانجامیہا  
بصاف صبح نگہ کن سر سبکشا ۱۲ وہاں چشمہ کشاوند راہ جو بکشا  
دل از مٹالہ صبح در حساب مدار ۱۳ بر سر ہر بن سو دیدہ برو بکشا  
شکاف خرقدہ وقت چہ مے کنی پیوند ۱۴ لباس فقر و فسا پارہ بہ رفو بکشا

(۸) نشیجے بازماندن۔ رکاز رہنا۔ ٹھہرنا۔ توجہ نہ اپنی موت سے پہلے (ی) میں خود کی آفت سے چھوٹ گیا (شکاف کہ اپنی) تیز رفتاری کی وجہ سے میں تو تکے کو نہیں ٹپا رہا۔ (توضیح) مراد یہ کہ میں نے اپنے کسی طرف سے پہلے یا ضمت و مجاہدہ کو ذریعہ فکارت کیا ہے۔ اور طفیل حسن مؤنواً قبل آن کمونوا۔ کے مقام بلند پہنچ چکا ہوں۔

(۹) توجہ دینا۔ دُخواس میں ہم نامو لوگوں کو سزا دے گئے۔ اس کے ہم نے (دوبائی) بدنامیوں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

(۱۰) توجہ (لے غلامیہ) گناہوں کی گندگی اگر (تیسرے) ہم دکم کے پانی سے دھو ڈالی جائے تو (مجھ بدل) فقیہ گندی (بدانجامیوں کے) ہل کھل کردہ ٹاپو کر، کل آئے (توضیح) یعنی مجھ گناہ کو صرف رحمت، غلامی کا آسر ہے۔

(۱۱) نشیجے۔ آیدش میں۔ ش۔ ضمیر مجبور۔ سرانجامیہا گامہ صاف الیہ۔ توجہ۔ نظیری کے لباس ساز و سامان (عشرت)

شراب اور مطرب (گواہ) صبح میں (باشا راڈل) اس کے (ان) اچھے انتظامات سے بوسے خیر آ رہی ہے (توضیح) یعنی اچھے انجام کی توقع ہے۔ حسن تعریف قابلِ داد ہے۔

بوسہ جنت شش میون جوز و نہ۔ اذکان۔ و تقطیع حسب ۳۔

(۱) نشیجے۔ صاف صبح۔ سبکی تھری ہوئی شراب۔ توجہ۔ صبح کی تھری ہوئی شراب دیکھ (اور توجہ لے ساقی اپنی سیوہ و سراج) کا مودہ کول (جس کے ساقیان توستنی جیڑہ فیض) کا دہانہ کھول دیا ہو تو (ی) ندی کا راستہ کھول دے (توضیح) یعنی وقت صبح ہو چل ہو چلی ہو ناچا ہو۔ اسلئے ای ساقی! سب کے دہن کو کھول اور کھول دے کہ دہانہ کھل گیا ہو تو ندی میں پانی کم رہ جائیگا فوٹہ نہیں رہے۔ آس کو جاری کر اور فیض رسائی میں نکل نہ کر۔

(۲) توجہ۔ دل پہنچنے، دل کو (جودہ) صبح کے مطالعہ سے نہ دھک (بلکہ) ہر ہر ٹنگے کے نیچے سے اچھکھول کر اس کی طرف دیکھ۔

(توضیح) یعنی ہر تن چشم میں کر جلودہ قدرت کا نظامہ کر۔

(۳) توجہ۔ (لے نادان درویش) تو لبادہ کی پھٹک کو (سست غور و دقت) دیکھا سی رہا ہے فقر و فنا کے لباس کا ناتما رہو جانا ہی (اچھا ہے) رفو گئے ٹانگے) تو (توضیح) یعنی لباس درویشی کا پارہ پارہ ہونا ہی مناسب ہے اس کے رفو کرنے کی زحمت نہ

- یکے بلوزہ پر تیس خوش سنگین ۴ پوشیدہ رشتہ زنا رشتہ از گلوبکشا  
چوموئے جاہ جہاں نقص دیدہ بیناست ۵ اگر رشتہ ترا در دیدہ موبکشا  
پوشیدہ قناعت دہان آرزو بند ۶ چوباز وقت نہ ہاں جستجو بکشا  
در اندام غم و غصہ وقت گم کردی ۷ ترا کہ گفت سر کیہ در غلوبکشا  
رجاب مانع قربت شرم جاں لطف ۸ بہ نزد آورد و انہماک آرزو بکشا  
چورنگ چند شوی ملتفت بروئے سخن ۹ بمغز راہ کن و پردہ بچو بکشا  
بہ نرم بے بصراں پردہ بر معانی کش ۱۰ و گر دیدہ دے بر غوری بر و بکشا

(۴) تو چہ ماسک یا پارہ پیر کاری کے کو زہر (یعنی دل پر پھرا۔ اور شہر۔ ماسک بول کی طرح اس کے گلے سے تعلق غیر کے)  
نار کا دھاگہ کھول دو (توضیح) کہتا ہی کہ اس تقویٰ و پرہیزگاری کو چھوڑ دو اور شراب و عریان کی کست بن جاؤ۔  
لطف سے تجھے کیا اکوں زاہد ہائے کجخت تو نے پی ہی نہیں

(۵) تشبیح ترا ہیں۔ راہنماست اضافت ہے تہجیر۔ (دنیوی جاہ جلال) پر مال کی طرح سواکھی (اور حقیقت میں آنکھ کے  
لئے عیب نقصان کی چیز) اگر تیری دونوں نگاہیں (اس قسم کی پر مال نہیں نکل آتیں تو) انھیں کھول (اور حقیقت کا نظارہ کی  
(۶) تو چہ شیر کے مثل قناعت کو وقت حرص کا مونیہ بند کر (اور) باز کی طرح ہنر خانی کو وقت طلب جستجو کا بازو پھیلا۔

(توضیح) یعنی کوشش کر کہ اگر حرص کو شیر شکار میں ہی بقدر ضرورت کھالینے کے بعد بقیہ دوسرے جانوروں کے لیے چھوڑ دیتا ہو  
اور باز شکار کیلئے اتنی کوشش کرنا ہی پس انسان کو شیر سے قناعت اور بائیسے جستجو کا سبق حاصل کرنا چاہئے۔

(۷) تشبیح و اثر و حام۔ ہجوم۔ غلو۔ بھڑ۔ کیسہ۔ قبلی۔ تو چہ۔ دنیا کے غم و رنج کے ہجوم میں تو نے (نفد) وقت کھکھودیا  
(آخر) تجھ کو کہا تھا کہ اس کیسے غم کا مونیہ (غم و غصہ کی بھٹیں) کھول دینا (توضیح) یعنی غم دنیا پر غم و ضائع کرنا اپنی ہی غلطی ہے۔

(۸) تو چہ۔ ادھماکے لئے (دوست کا پرہیز) ہونا قرب (اور وصال) سے مانع ہے اور (ادھر) کی (شرم جہاں لطف کرم  
کرنے پر) لڑو کر ہی ہو (تو اب) اس لئے اپنے نظارہ کی کوئی نمی (اور کمال) راہیں (کوئی مانع کا لٹا ہوا کمال) یعنی۔

کوئی اُتیسہ بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی

(۹) تو چہ۔ رنگ (ظاہری) کی طرح کلام کی (ظاہری) سطح پر کب تک متوجہ رہے گا (بلکہ) کلام کے اندر کو سمجھو اور بوسہ دے کر  
کی طرح پردہ اٹھا دے۔ (توضیح) یعنی لفظ پرستی چھوڑ اور معنی سمجھ کر اس کا افہام کر

(۱۰) تو چہ۔ (کو زہر) اندھوں کی محفل میں مصافی (حقیقت) پر پردہ ڈالے رکھ دیاں (اگر تو کسی سواکھے خوش  
ذوق سے دوچار ہو جائے تو اس پر ظاہر کر دے۔

وہی جو دنیا پر پائے ہو وہی ہے کہ دنیا کے عیش و فراہ میں اس کا ہواں فراہ کرنا اور اس کو کھانا نہ دینا۔

بہرِ زمیں اہلِ خرد عقدہ بر سخن مگذار ۱۱ چو غیر نیست نظیری کے بگو بکشا

بر فلک تابہ سیار شستہ ز تار ما ۱۲ بر زمیں مستور افرات و ستون دار ما  
از معانی توبہ میگردیم پیش از عاشقی ۲۰ این نماں عصیاں شود از کفر استغفار ما  
از زبان وادیِ امین نفس سوزانِ تیرم ۳۰ موسیٰ اندر طور میر قصہ ز نو سینقا رہا  
گر بطبع زباہاں تلخ مست طعم ما چہ نعم ۴۰ روشن از خسار بخواراں شود معیار ما

(۱۱) ترجمہ: اسلئے نظیری سمجھ دار لوگوں کی محض میں کسی بات میں اچھا و نہ چھوڑ (بزم میں) جب کوئی غیر نہیں ہے تو خوفا ہو کر کہہ اور (عقدہ سے) کھول۔

بچس۔ رمل مشن مخدوف۔ (۱۲) اردکان۔ دق طبع شل۔

(۱) ترجمہ: فلک چہارم پر حضرت علیؑ کی ہماری زنا رکھا دکھا گیا ہے ہیں (اور زمین) پر ہندو ہمارے موسیٰ کو ستون کو نصب کر رہا ہے (دق طبع) میرا وہ ہر گز حضرت علیؑ اور منصور دونوں عشقِ رالی کے سلسلے میں غلام و تلمذ کے تھے مشرق میں چھوٹے تھے اور دیکھتے تھے پھانسی پر لٹکا کر کے کش کرنا اور صفوں کو انا کو کہتے تھے کہ ہم میں علیؑ پر لٹکا دیا گیا۔ یہ کہہ کر عشقِ رالی کی پیروی میں کفر عشق اختیار کر لیا یہ ہذا میرے تھے حضرت نبیؑ فلک چہارم پر (دق طبع) طشا کی (کی) زنا تیرا کہتے ہیں اور زمین پر منصور کا بندہ دست کرتے ہیں یعنی جو انجام نکاہو کہ کافر قرار دے گا اور دیر لٹکا کرے گا وہی انجام میرا ہوگا۔ یا میرا وہی کہیں کفر عشق میں علیؑ اور ہندو بھی اس قدر بڑھا ہوا ہوں کہ وہ معاملہ اور انھوں نے ان کے ساتھ کیا تھا یہ یاد ہو جو واقف ہونے کے میرے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔

(۲) ترجمہ: ہم عاشق ہوئے ہیں وہ گناہوں کو یہ کیا کرتے تھے لیکن اب ہمارا کفر (عشق) سو تو یہ کرنا گناہ ہے۔ (دق طبع) یعنی بہت حقیقت کی پرستش ہمارا شیوہ بن گیا ہے اور اس کو توبہ کرنا شریعت عشق میں سب سے بڑا گناہ ہے۔

(۳) ترجمہ: شیمان وادیِ امین۔ موسیٰ علیہ السلام میرا ہیں۔ کیونکہ انھوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی مسائل تکسیر کیاں پر رالی تھیں جس کو حضرت شعیبؑ اپنے ملازم کے ساتھ لے کر آیا تھا اور وادیِ امین۔ اس طرح اگانام جو ہیں میرا علیؑ علیہ السلام نے دیکھ کر عشق دیکھ کر سمجھا تھا کہ یہ اگر ہو کر توبہ پہنچا کر دینا ہے (یعنی انا اللہ کی حمد و ثناء)۔ موسیٰ علیہ السلام ایک بے زاری کا نام جس کو ہمیں تیرے ساتھ ملنا ہو تو میں میرا کس طرح ہو یا اگر اگانام تو موسیٰ علیہ السلام کی توبہ سے سیکھا کہ اگانام پر شہر و ستون چہ۔ وادیِ امین کے چلے (تھیں) موسیٰ علیہ السلام (و بھی) ہم نیا دہلے تھیں (جو تو موسیٰ علیہ السلام کے عشق کو غفلت سے طور پر فکس کرنے ہیں) (دق طبع) یعنی ہم سو خوش میں موسیٰ علیہ السلام کی توبہ سے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام دانان دیگر اند۔ چہ سو ستار جانِ خرد و دانان دیگر اند۔

(۴) ترجمہ: طعم ما یعنی طعمِ یادہ ما۔ میار۔ ترازو۔ کوئی مجاز اقدار و قیمت کی معنی میں متعل۔ ہو۔ ترجمہ: اگر زاہدوں کی طبیعت کمجاری شراب کا نمونہ گوارا ہے تو ہم (کم) اور خوراک کے خسار کی ہماری شراب کا میاں زباہر ہو رہی (دق طبع) شریعت یا بہت نون کا وہ ملک بہت جلدان سے جو شہر کا مال ہو موسیٰ علیہ السلام کا زباہر (دق طبع) اور اس کے کہہ کہہ کر سے نہ ہو جاتے ہیں۔

خضر وقتے کو کہ تم میرا زاب مانو ۵ زانکہ گنجے ہست پنہاں درتہ دیوار  
 ہر کجا عشق ست مستولی طبعیاں خستہ اند ۶ از کدایں درو و او جوید دل بیمار  
 زیر کاں را دانہ و آب چین خاموش نکرو ۷ عندلیب بہت فرے داند از اسرار ما  
 چون گسری قن میجو شیم بر مطالب خویش ۸ گرمی سودے یوسف نشاند باز را  
 خضر لفظی نظیری نقش شیریں طبع کن ۹ چرخ باراکش چوں عشق باشد کار  
 باشمیر خفا چہ نوا بال مگس را ۱۰ ہم نغمہ داؤد کہ دیدست جرس را

(۵) توجہ: اس وقت کا خضر (مشرک کامل) کہاں ہو (اسکو بلاؤ) تاکہ ہم سے ویران (دل) کی تعمیر کر دے ایسے کہ جس طرح اس دیوار کے نیچے ایک تیم کا خزانہ تھا جسکو خضر نے بغیر ضروری کے درست کر دیا تھا۔ اسی طرح ہماری دیوار (دل) کے نیچے بھی (استعداد و قابلیت کا) ایک خزانہ رہا ہو (توجہ) یعنی ہم استعداد کی دولت رکھتے ہیں کاش کوئی میر کا بل چاہے جو ہم کو منزل مقصود تک پہنچا دے۔ اور ہمارے استعداد کو ضائع ہونے سے بچا دے۔

(۶) توجہ: جہاں (مرض) عشق غالب ہوتا ہے وہاں (بیماری) حکیم عاجز ہیں (پھر تباؤ) ہمارا (مرض) عشق) دل کس دردانہ سے دو آلاش کرے۔ (مخالفہ) یعنی مرض عشق لا دوا ہے۔

(۷) توجہ: مرغان زیرک (عزاف) کوچن (دُنیا) کا دانہ پانی (یا دروستی) خاموش نہیں کر سکتا (چنانچہ) بلبل (ہماری) دانوں میں ایک دانہ کو کھاتا ہے۔ (اسی لئے) خاموش نہیں ہوتا (توجہ) یعنی من ازلی کے طلبگار دنیا کی فانی اسباب میں مصروف ہو کر یا وحیست فانی نہیں ہوتے بلبل جو آئے دانہ چرن سو مٹھ موڑ کر یاد گل میں مٹھک رہا ہے یہ اسی عشق کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔

(۸) توجہ: ہم اپنی محبوب پر ایسا دلدارانہ ہوش و خروش کر رہے ہیں جیسا کہ کبھی شکاریہ کرتی ہے (حتیٰ کہ) یوسف کا عشق کی گرم بازی (بھی) ہماری بازی (عشق) کی رونق میں گھٹا سکتی (توجہ) یعنی ہمارا جو بے بس بیچ سفیٰ ہے (کاف) اور ہم عشق میں ابل مہر ہو۔

(۹) توجہ: اسے نظیری تو (مرکب) قلم کا خضر ہے۔ اس کو شیریں (اور وحشی) نقش (کلام) کی بنیاد ڈال (کہونکہ) حبیب ہمارا کار (رویا) صرف عشق ہو گا تو فلک ہمارا بار (ضرر) اٹھائے گا (توجہ) یعنی ہمارے ہر حرف کو کہ صرف شیریں کلامی رہے ایسے لطیف عشق فلک بھی تیر خراب کش بنیاد پر کچھ لڑکی گردش کا کینہ خوف (اشفاق) خضر اور شیریں کے الفاظ میں مست ایسا تمنا ہے کہ (توجہ) یعنی ہمارے

جس۔ ہرچ شبنم اتر ب کفوت خردوت۔ ارکان و مفصل مفاعیل مفاعیل فاعیل و فاعل

باشمیر رغو قریچ نوا بال مگس را ہم نغمہ داؤد کہ دیدست جرس را

مفعول مفاعیل مفاعیل فاعل مفعول مفاعیل مفاعیل فاعل مفعول

(۱) تشریح: شہر بڑا برابر۔ بازو۔ جرس۔ گھنٹہ۔ کہ۔ کہانیہ۔ توجہ: (۱) ہندوؤں کا عقائد کے مقابل میں کچھ پڑوں کی آواز کی حیثیت رکھتی ہے (یعنی کچھ نہیں) اسی طرح حضرت داؤدؑ کے لیے برابر گھنٹہ (آواز) کو کہنے پایا ہے (کئی نین) (توجہ) یعنی مراد یہ ہے کہ جو

توجہ: اس وقت کا خضر (مشرک کامل) کہاں ہو (اسکو بلاؤ) تاکہ ہم سے ویران (دل) کی تعمیر کر دے ایسے کہ جس طرح اس دیوار کے نیچے ایک تیم کا خزانہ تھا جسکو خضر نے بغیر ضروری کے درست کر دیا تھا۔ اسی طرح ہماری دیوار (دل) کے نیچے بھی (استعداد و قابلیت کا) ایک خزانہ رہا ہو (توجہ) یعنی ہم استعداد کی دولت رکھتے ہیں کاش کوئی میر کا بل چاہے جو ہم کو منزل مقصود تک پہنچا دے۔ اور ہمارے استعداد کو ضائع ہونے سے بچا دے۔

در معرض خورشید سہارا چہ نمایش ۲ بانو زکلی چہ ضیبا نار قبس را  
بس غیجہ نشگفتہ تہراج خزان فرت ۳ رسیست کہ رہزن زندا ز قافلہ پس را  
پزلندن ناداں کہ لطفم بچہ مانند ۴ با آنکہ پر چشم و نہی بر قرہ خس را  
در کوئے حقیقت چہ کند مرد مجازی ۵ در بیشہ شیراں چہ ہنر گرگ ہوس را  
جز حاجت انہاں نسزد تحفہ یوسف ۶ ایں جائزہ عرض نجل ہمہ کس را

(۲) نشتر چہ در معرض مقابل، سامنے نہما۔ ایک ستارے کا نام جس کی روشنی کم ہوتی ہے۔ نار قبس۔ وہ تھوڑی سی آگ لگے زیادہ آگ میں سوکھ لی گئی ہو۔ ترجمہ۔ آفتاب (حقیقت) کے سامنے سہارے (مجاز) کی کیا نمود؟ (اور) تجلی (خدا) کے نور کے مقابل میں (مکانات کے وجود کی) چٹکاری کی کیا روشنی؟ (یعنی کچھ بھی نہیں یا یہ مراد ہے کہ دوسرے شاعروں کے مقابل میں کچھ حیثیت نہیں)۔  
(۳) ترجمہ۔ بہت سی بے کھلی کلیاں (باد) خزان کی لوث مار میں جاتی رہیں (اور کوئی تعجب میں نہ آئے کہ تو ایک پانی) رسم اور طریقہ ہے کہ ڈاکو قافلہ سے بچھڑے ہوئے لوگوں کو لوٹ لیتا ہے۔ (توضیح) جو غچہ موسم بہار کے ختم ہونگے ہیں وہ عموماً باد خزان کی وجہ سے کھلے ہیں مرجھا جاتے ہیں گویا وہ قافلہ بہار سے بچھڑے ہوئے تھے کہ رہزن خزان نے اڈل انہی پر حملہ کیا۔ مراد یہ ہے کہ تمناؤں کے بہت سے غچے بے کھلے مرجھ گئے۔

(۴) نشتر چہ۔ پزلندن۔ لاف نہی کرنا کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا۔ داودینا۔ لطفم میں ہم مفعولی اور صفات الیہ دونوں بن سکتی ہیں۔ ترجمہ۔ میری سخن گوئی کے وقت جاہل کا (مجھے) داودینا اور سرسہنا (معلوم ہے؟) کہن بہر کے شاہ ہے؟ اس امر کے مشابہہ کہ آنکھ پھٹک ہی ہو اور تم اس پر تنکا رکھو (توضیح) آنکھ کے پھرنے کیلئے بیوٹے پر تنکا رکھتی ہیں فوراً پھر کنا بند ہو جاتا ہے۔ کتا ہی کی طرح کلام کی خوب سوسنا واقف شخص کی داد میرے جوش کو فرو کردیتی ہے پزلندن کے معنی اگر لاف نہی کر کے جا میں تو مطلب ہوگا کہ میرا ذرا نفع کی تعلیاں میری سخن گوئی کو رفتہ رفتہ کھٹکتا ہے نہ جاتی رہے جیسے پھرتی آنکھ پر تنکا رکھ دیا جائے۔ یعنی میرے آگے آئین کا رنگ پھیکا چڑ جاتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ حقیقت کو کوچیں (عالم) مجاز میں مستغرق رہتے والا انسان کیا کر سکتا ہو اس لئے کہ اللہ کے قناعت گزین، شیریں بن میں حرص ہو اس کے پھرنے کیلئے کیا بہر ثابت ہو سکتا ہے (توضیح) کوچہ حقیقت کو بیشہ شیر اور مرد مجازی کو گرگ ہوس قرار دیکر کتا ہی کے طرح بیٹھ کر شیر کی کچھاریں داخل ہوتا ہو سکتا۔ اسی طرح دنیا میں مہمک ہنوز الارض انسان خدا کی ایک بڑی کچھیلی میں بیٹھ سکتا

(۶) ترجمہ۔ وہ بھائیوں کی حاجت مند کی سوا کوئی چیز یوسف کیلئے تحفہ (ہونے) کو لائق نہیں رہا (یعنی بارگاہ حسن شاہی میں) شان۔ شوکت بھلا کیا عاقبت ہر ایک کو نہیں پہنچتا۔ (توضیح) شہر میں قسیر یوسف علیہ السلام کو اس جزو کی طرف اشارہ ہو کہ جب حضرت یوسفؑ کو مصر کی شاہی مل گئی تو قحط سالی کے زمانہ میں خود بھائی جنھوں نے حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈال دیا تھا ان کی پاس غلہ لینے کے لئے آئے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح یوسفؑ علیہ السلام کی بارگاہ میں بھائیوں نے اپنی احتیاج کا تحفہ پیش کیا تھا۔ اسی طرح

بارگاہ خداوندی میں ہمدرد کا اپنے غم و احتیاج کو پیش کرنا ضروری ہے۔ +

ہرچند زہر نریاق بود زہر گراں تر ۷  
 کس ہمرہ مانیت کزاں شوئے بتا زیم ۸  
 تاہم ہر ہمدہ پرواز نگر و ۹  
 در آرزوے یک تن بجنس کس عفاست ۱۰  
 صبح از دم خوریز نظیری بہر است ۱۱  
 از ناوک شہب خیز بود عیمس را  
 نشتہ فلیس با قمر چہ کار مرا ۱۲  
 چرخ تیرہ شہم با سحر چہ کار مرا

(۷) توجہ: تریاق (راحت دینوی) سے زہر (خشن) خواہ کتنا ہی زیادہ ناگوار ہو (مگر) اس جنس (زہر) میں سے آدمی (موس کے برابر) بھی اُس تریاق کے ستون میں کہہ دے نہیں دی سکتا (توضیح: یعنی میرے نزدیک یہ زہر اُس تریاق سے اچھلے اس صورت میں لفظ گراں میں صنعت ایہام کی دوسری نسخ کی صورت میں ترجمہ ہوگا کہ اگرچہ تریاق زہر سے زیادہ مونگا ہی اچھ نظر آتی ہے مگر معلوم ہوگا (۸) ترجمہ: (میدان سلوک) میں کوئی ہمارے ساتھ نہیں ہا۔ ہے کہ اُس جانتے (اُس کے ساتھ ہم ٹھوڑا داپس دوڑا لائیں) کیونکہ ہم تو گھوڑے کی گرد (بھی) ہم کے (ہستی) سے باہر نکال لیگئے ہیں (توضیح: مطلب یہ کہ تبادلے سفر میں ہماری ہر سہکتا سبھی تھے مگر سیالیک یا کس کے پیچھے رہ گئے اس کوئی ہمارا ساتھی نہیں ہا۔ پھر تملادہ ہاں ہی بلارینق سفر واپسی کی کیا صورت ہے؟ یعنی ۵ ہم دہاں ہیں یہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی

(۹) ترجمہ: قلبی صبر، ۱۔ (مربط) آہ کے پرواز دہم (ایک یا کس کے نفس) سینہ میں توڑ ڈالے تاکہ ہر بیکار (دوسرے) آدھر، اُڑنے والے کا ساتھی نہ بن جائے (توضیح: یعنی ہم نے بواہوس عاشقوں کی وجہ سے آہ کرتی بھی چھوڑ دی۔ ۵ ہواہوس حسن پرستی شعار کی۔ اب آہ کے شیوہ اہل نظر کی

(۱۰) ترجمہ: ایک جنس کی آرزو اور تلاش میں، جو عفا کا حکم رکھتا ہے ہم اتنے تڑپے (کہ) نفس غصہ کی توڑ ڈالا۔ (توضیح: یعنی ہم جنس کی آرزو میں ہی جان دیدی مگر کوئی ہم جنس نہ ملا۔  
 (۱۱) ترجمہ: نظیری کی غوں پر آہ سے صبح (بھی) خوف زدہ ہے (کیونکہ) رات میں پہرے والی جو کتیر کا کوٹوالا کہ خوف ہوتا (ہی) ہے (توضیح: پُئیدہ صبح کو عیمس سے تشبیہ دی ہے۔ وہیشہ افشائے راز ہے۔

بجس بہ جنت مشن مخون مخوف اسکان بہ تقطیع ثل ۳۱

(۱) تشنیر ہے۔ ظلم۔ جمع ظلمت بمعنی تاریکی۔ ترجمہ: ۱۔ میں (بناقص) اتوںاریکیوں میں بیٹھا ہوا ہوں مجھے پاندسی کیا واسطہ میں اندھیری ات پیراں ہوں مجھ (نور) سحر سے کیا مطلب (توضیح: مراد یہ ہے کہ ہم مادیات کی تاریکی میں ایسے پھنسے ہو ہیں کہ کس کے ہوتے ہوئے نور پر دوست کوئی واسطہ ہو ہی نہیں سکتا نور و روح کو کثافت مادہ کی ساتھ ملا ہو اُموگاندھیری ات کا چرخ وارتا ہے۔

مسج وار کند سپر فلک رُوسم ۲ باین طلسم فرو بستہ در چہ کار مرا  
 بودہ جسم جاوید آفتاب شدم ۳ آشنائی مشت شر چہ کار مرا  
 اگر قضا و قدر ز آسمان فر داید ۴ من و خیال تو با خیمہ شر چہ کار مرا  
 جنوں بمغزو غم قیدلے سوزد ۵ پنبہ کاری داغ جگر چہ کار مرا  
 طاعت بریا کردہ جسم بخواہم ۶ چوبید کاشتہ ام با شمر چہ کار مرا  
 باشک دیدہ آلودہ غفوعوں بُویم ۷ خوف فروختہ ام با گر چہ کار مرا  
 ہزار گونہ شکایت بضم خاموشی بہت ۸ بنالکہ ندارد اثر چہ کار مرا  
 بقبر تانگہ ازی بہر منوازی ۹ ہلاک تلخ تو ام باشکر چہ کار مرا  
 چو حسن تو بیکے در جہاں نے نامم ۱۰ غیب در وطنم با سفر چہ کار مرا

(۲) ڈاکٹر محمد طلسم - ہزار و - نیرنگ - تو تمہیں حضرت عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر کرتی ہے مجھے (اس بندہ دروازہ والے طلسم خانہ دنیا کی تعلق (توضیح) یعنی دنیا ایک طلسم خانہ ہے جس کو کوئی حقیقی وجود نہیں اس لئے وہ اس میں دل لگانا فصول ہے۔

(۳) تو تمہیں - ذرہ کی مانند میں آفتاب (حقیقت) کیلئے ہمیشہ کارا زدار بن گیا۔ (پھر) مجھے (عالم جازکی) شمع پیراں کی چنگاریوں سے کیا بڑھ

(۴) تو تمہیں - اگر کارکنان (قضا و قدر) (یعنی) آسمان سے آرائیں (تاکیں) طلب خیر اور دفع شر کیلئے ان کی طرف متوجہ ہوں) تو میں (ہوں) گاؤں و نیاں (مجاہد) جو شریک اغرض (توضیح) یعنی میں تیری تصویب میں موجود تھا تو قدر بھی مجھے ایشیاں سے نہیں بڑھ سکتے۔

(۵) ڈاکٹر محمد - سفر - گودا و غرض - قیدلے - پنبہ کاری - زخم پر مریم لگا کر پھایہ رکھنا - تو تمہیں - جنوں (شوق) بہت میری داغ کے مغرب کی غم قیدلے روشن کر دیا ہوں (تو اس مولیٰ) داغ لگی مریم پی کر نے مجھے کیا کام (توضیح) یعنی اب سوزش جگر سے متجاوز ہو کر داغ تک پہنچ گئی ہے تو اب داغ کی خبر لوں یا جگر کی!

(۶) تو تمہیں - (میں بھی) کیا احق ہوں) کہ یا کارکنان (قضا و قدر) کی ہوتی عبادت و ثواب (حاصل کرنا) چاہتا ہوں۔ حسب بہتے یہ (کونج) بویا ہے تو (پھر) مجھے چل سکے یا واسطہ - (توضیح) یعنی بریا کاری اعمال کو باطل کر دیتی ہے۔

(۷) تو تمہیں - آگاہا کہ (کھوکھ) آتوں کے ذریعہ میں مغفرت کس طرح طلب کنوں جب میں (اشک و ہیرہ) کو بکری (ٹپکایا) میں تیرے کو (مستحق) مجھ کو (کسی) سے

(۸) حسن - ہزار گونہ شکوہ جب میری خاموشی کے اندر ہی موجود ہیں (تو پھر) مجھے اس آہ و نالہ کی کیا قدرت جو اثر نہ رکھتا ہو۔ مصرع خاموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زبانی میری۔

(۹) تو تمہیں - (میں مجھ کو) تو جب تک (میری) اپنی طلب کار کو حق سے نہیں گھلایا (تو اس وقت تک ہر محبت) سے نہیں نوازا (یا) خدا تعالیٰ کی کاربانی کیلئے غفلت میں رہا (جیسا) کہ تیری زبان چلائی دیتا ہوں تو مجھ کو غفلت و نوازش سے کیا سرم و کار تو نصیب میں تیرے کو دوست کی کاربانی میں شکر

(۱۰) ڈاکٹر محمد - نامم - یہ حال نفی - از راستن - غریب - مسافر - تو تمہیں - تیرے کس طرح میں (بھی) دنیا میں کس میں میں ملی نہیں



نہ ہم ماند نہ شفقت نہ دوستی نہ وفا ۱۱ دریں دیار نظیری دگر چہ کار مرا  
 بانگ نئے سے برد ز ہوش مرا ۲۰ میدہمے ز راہ گوش مرا  
 نالہ نامے تاحسیریم وصال ۲۱ سے برد و کنار و دوش مرا  
 نخل خلست تائے پنداری ۲۲ سے چشاند بنیش نوش مرا  
 مطرب سے گسار و دلخیزست ۲۳ نیست حاجت بے فروش مرا  
 سرغیریم درون پردہ ساز ۲۴ نقشہ سے آورد بجوش مرا  
 چوں سماع نقاب بردارد ۲۵ نشود شرم رُوئے پوش مرا

(۱۱) توجہ۔ (جبے نیاس) نہ ہم رہا نہ دوستی ہی نہ وفاداری (تو) پھلے نظیری اس (اُجاڑ) ملک میں میرا کیا کام (سب در ہی پھلے)

مجھی ۱۔ خفیت۔ مستس مجھوں مجھوٹ۔  
 اڑکان ۱۔ فاعلاتن، مفاعیلن، فعلن۔

تقطیع:-  
 بانگ نئے سے برد ز ہوش مرا  
 فاعلاتن مفاعیلن فعلن  
 میدہمے ز راہ گوش مرا  
 فاعلاتن مفاعیلن فعلن

(۱) توجہ۔ بانسری کی آواز نہ میرے ہوش گم کر رہی ہے (گویا) کان کی راہ سے مجھ کو شراب پلا رہی ہے (توضیح) یعنی نالہ سے مجھ کو شراب کا کیف حاصل ہو رہا ہے۔

(۲) توجہ۔ نے کانالہ (دوست کے) وصال کے غلوت خانہ تک مجھ کو (اپنے) پہلو اور کاندھے پر لئے جا رہا ہے (توضیح) یعنی اتنا قدرت دوست شفیق کی طرف رہتائی کر رہے ہیں۔

(۳) تشریح۔ نخل نخل۔ نخل درخت خربا۔ نخل شہد کی مکھی کو کہتے ہیں۔ توجہ۔ (تو) غلطی سے اس کو بانسری سمجھتا ہے حالانکہ (یہ) شہد کی مکھی والا درخت ہی (جو) ڈنک کے ساتھ مجھ کو (لذت روحانی کا) شہد پلا رہا ہے۔

(۴) تشریح۔ سے گسار۔ شراب پلانے والا۔ مطرب۔ سازندہ۔ گویا۔ توجہ۔ شراب (حقیقت) پینے پلانے والا مطرب۔ (یعنی رہنمائے کامل) میری نظر کے سامنے ہے (انداز کسی) سے فروش کی مجھے ضرورت نہیں۔

(۵) توجہ۔ میں رانگے پرستے ہیں (ایک غبی مجھ ہوں نقشہ (مطرب) مجھ کو مصروف ہوش و حواس تیار (توضیح) یعنی عالم ہوش میں پوشیدہ راز ظاہر کرنے لگتا ہوں۔ اگر راز کی جگہ ساز اور نقشہ کی جگہ زخمہ ہوتا تو شعر اولیت ہو جاتا۔

(۶) تشریح۔ سماع میں ہم ضمیر مجھ و درمختل نقاب کا مضاف الیہ۔ توجہ۔ جب (مطرب سے) ریش شوق کا ششامیری نقاب اُڑ گیا ہے تو کسی کی (شرم میری لئے) کوٹھ پھانچا تو (لاچار) ہمیں ہنسی (توضیح) یعنی ہمیں بے باکی کیساتھ اسرار بیان کرتا ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۳۸) (یعنی تو میں نیشل ہوا میں خوش تیں) (جب) اس وطن (یہ) میں سفر میں تو مجھے سہی حاجت (توضیح) مطلب یہ کہ اس عالم میں میرا کوئی ہم جنس نہیں۔ میں ایک (یعنی مسافر معلوم ہوتا ہوں حالانکہ ہوا میں) توجہ۔ میں ہی پردیں نیکیا جو تواسے فکر کی حاجت

غزل مطریم بوجہ آورد ۷ جان رود در سر فروش مرا

بُوش زود درون نظیری حرف ۸ کاش بُوش سخن نبوش مرا

گل فلعیت نو داد و گر شاخ کس را ۹ بر سلطنت جن بجل ساخت چمن را

شاخ گل خوشبو بر باد سحر گاہ ۱۰ بکشد سر نافہ غزالان حقن را

شد لالہ خمیازہ بیائے لعلات ۱۱ از بادہ لبالب چو قرح دید دہن را

افراخت صراحی سر و گردن تبو جہ ۱۲ تا خوش با کف دست دہد چاہ دقن را

سر تا بقرم نے تماشا نگران شد ۱۳ تا خوب دہد چنگ مطرب بروتن را

(۷) تشبیہ مطریم میں ہم ضمیمہ مصوب متصل آورد کا مفعول ہے۔ ترجمہ:۔ مطرب کی غزل مجھے (اس قدر) دھلیں لے آئی (کہ عالم) خوش و خوش میں میری جان بکلی جاتی ہے۔

(۸) ترجمہ:۔ اسے نظیری (پھر) دل میں مضمون تبو جوش مارا کاش کہ میرے پاس (کوئی میری) بات سننے والا (بھی) ہوتا (تو ضمیمہ) یعنی سننے والوں میں کوئی اہل نہیں ہے ورنہ باتیں تو کہنے کی بہت سی ہیں۔

بجور۔ ہرچہ تمہیں اتر بکھوف کا خوش اسرار کان و قلیع حسب ۱۴

(۱) ترجمہ:۔ پھر پرانی (نگلی) شاخ کو پھول نے ہی پوشاک عطا کر دی (اور) چمن کے واسطے حسن (دوختی) کی بارشاہت پر پھر لگادی (تو ضمیمہ) یعنی موسم بہار میں چمن افسانے لگا۔ (اشعار کا) گل کی تشبیہ بجل (دھر) کو ساتھ بہت پاکیزہ ہے۔

(۲) ترجمہ:۔ (وہ) باد تلمار ہی ہو گویا پھول کی خوشبودار شاخ تو صبح کی ہوا کے راستے میں حقن کی ہر فوں کے انکا مونہ کھول دیا ہے)

(۳) ترجمہ:۔ (اسے) محبوب تیرے گل (کے مانند) لبوں کی شراب (آب دہن) کی یادیں لالہ دہی (الٹرائی) لینے لگا (اس کے)

اس نے (تیرے) مونہ کو پیالہ (شراب) کے مانند شراب سے لبالب دیکھ لیا گویا کہ رہا ہے کہ اس شراب میں سے مجھ بھی دو کہ میں خمار کی سخت تکلیف میں ہوں۔)

(۴) تشبیہ:۔ چاہ دقن۔ ٹھڈی کے نیچے خوبصورت گڑھا۔ ترجمہ:۔ صراحی (شراب) نے (بھی) توجہ کے ساتھ (اپنے) سر

و گردن کو اٹھارنا کہ خوش (خوش) دست کے ہاتھ میں چاہ دقن (ساز) کو رکھ دے (اشعار) سر گردن۔ کف اور چاہ

دقن میں تنہا مراعات النظر ہے۔

(۵) تشبیہ:۔ تماشا نگران۔ بیٹ و احوال ہیں۔ اوّل نگران۔ ہم حال اور تماشا اسکا متعلق۔ دوم صحیح تماشا نگراں فاضل ترکیبی ترجمہ۔

تقلید مصرعین:۔ تاکہ سارنگی (اینی) تن بدلو سازندہ کو خوب حال کرے (یعنی خوشی) اسے بآسانی سرتاپا جو تماشا بن گئی یا تماشا دیکھو

والوہین حلی (توضیح) تماشا نیوں سے بازی کر گا و صلیڈر تھلوی۔ اسی خیال کو ماتحت کتاب کی کہ چنگ کا حوصلہ بٹھائی کیلئے نے تماشا نیوں میں

مثال دی گئی ہے

درجہ دے وغمہ زبس دید و رستی ۶ سنبل زخم جہد بروس کردہ شکن را  
گل برگ بنا گوش درخت بود مناسب ۷ گلدستہ شد و بست ہر زلف رسن را  
خوراں ہماری بہ ثنائے و مطرب ۸ در بوسہ گرفتند سہر پائے چین را  
بر گوش خورد و نعرۂ احسن نظیری ۹ پرسی اگر از مردۂ صد سالہ سخن را

نہ عدم بودنے وجوداں جا ۱۲ صورت وہمے نموداں جا  
عکس شخصے فتادور مسکن ۲ نیک جیشتم کس نموداں جا

(۶) توجہ: چونکہ سنبل نے شراب و غم کے عدم (پیمان) میں درستی دیکھی ہے اس لیے اسے بھی گھونگر والے بالوں کو خوں  
(میں) کو شکن دور کر دئے ہیں۔ (توضیح: یعنی وقت نشاط ہے اور تمام کائنات میں آکار درستی موجود ہیں۔  
(۷) توجہ: (اسے محبوب) تیرے رخسار اور کان کی لو کی نچکڑیاں موزوں تھیں (مگر گلدستہ بن گئیں اور زلف نے اس پرستی  
باندھ دی۔ (توضیح: یعنی زلف نے رسن ہنگر اس گلدستہ کی تکمیل کر دی۔

(۸) توجہ: سویم ہمار کی بروسوں (کے سنبل پودوں) نے شراب اور مطرب پر قربان ہونے کیلئے تمام چین (کی زمین) کو چونا شروع  
کر دیا (توضیح: یعنی پیہ پیہ پر پھول کے پودے آگ آئے۔ پودے کا ٹونڈا اس کی جڑ سے جس سے وہ تہا خاں کرتا ہے۔ اور زمین  
میں ہوتی ہے اسی کو بوسہ قرار دیا ہے اور بڑوں کے سامنے زمین چومنا جاں نثاری کی علامت ہے۔

(۹) تشریح: برگوش خوردن شنائی دینا۔ احسن: عربی کا صیغہ واحد مذکر کا جو جس کے معنی خوب لڑا گئیں۔ شعر کی داد دیتی دئے  
اس لفظ کو بولا جاتا ہے۔ ترجمہ انقلابی مصرعین: اسے نظیری (تیرے اشعار کا کیا کہنا) اگر تو سو سال کے عرصے کے شخص سے  
(بھی) اپنے کلام کو پوچھیکا تو (تیرے) کان میں دواہ واہ کی صدا آئے گی۔



بجس: خفیف مریدس مخجون محذوف مسکن (ا) کان)۔ فاعلاتن، مفاعیلن، فعلن، دو بار

نہ عدم بود	دستے دجو	دیں جا	صورستے وہ	مے مے مو	دیں جا
فاعلاتن	مفاعیلن	فعلن	فاعلاتن	مفاعیلن	فعلن

تقطیع۔

(۱) توجہ: یہاں عالم پر آپ پہلے نہ عدم تھا نہ وجود یہاں (صرف ایک) دہی صورت تھی۔ (توضیح: اسٹی ریڈی ٹل فلسفہ  
آفرین بیان کیلئے مطلب ہے کہ تمام ممکنات اپنی ذات کا اعتبار نہ کرتے ہیں۔ اور صرف اکی جائے انکو وجود ملتا ہے اور اپنی ہی ذات عدم تھا نہ وجود۔  
(۲) توجہ: خانہ (دل) میں ایک ذات اخداوندی کا عکس پر تو پڑ گیا تو سارا عالم اس کے نور وجود چمک گیا (تھا اور جب ہم خوب  
طویل کر دیکھا تو یہاں کوئی نہ تھا (توضیح: یعنی سارا عالم رنگ و بو کے بغیر صاف کچھ جیسے جیہاں اپنی استعداد کے مطابق قبول  
عکس کی ملاحظہ تیرے) اختاب وجود ایک ہر جس کی شعاعیں تمام پڑ گئی ہیں۔ اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق انمول نے اسکو قبول کر لیا ہے۔

غزل مطہریم بوجہ آورو ۷ جہان زود در سرخوش مرا

جوش زود درون نظیری حرف ۸ کاش بوجے سخن نبوش مرا

گل خلعت نو داد و گر شاخ کهن را ۱۱ بر سلطنت حسن بھل ساخت چین را

شاخ گل خوشبود پرہ یا دھسہ گاہ ۱۲ بکھو دھسہ نافعہ عن اللان سخن را

شد لالہ بھیب ازہ میانے العادت ۱۳ از بادہ لبالب چو قسح دید دھن را

افراخت صراحی سر و گردن بھوجہ ۱۴ تا خوش بکف مست دھ چاہ دھن را

سرتانقہ م نے تماشا خانہ میں ۱۵ تا خوب دھ چاہ بھکھ مطرب ہر متن را

(۷) تشبیہ: مطہریم میں ہم۔ ضمیر منصوب متصل آورد کا مفعول ہو۔ ترجمہ:۔ مطرب کی غزل مجھے (اسقدر) چھڑیں لے آئی کہ عالم جوش و خروش میں میری جان لگی جاتی ہے۔

(۸) توجہ:۔ اسے نظیری (بھیر) دل میں مضمون بھوش مارا کاش کہ میرے پاس (کوئی میری) بات سننے والا (بھی) ہوتا (توضیح) یعنی سننے والوں میں کوئی اہل تہیں ہے ورنہ باتیں تو کتنی کہہ رہی ہیں۔

چھو۔ ہر شخص قریب کھوف بھاشو اس کا نام و تقییر حسب ۱۶

(۱) توجہ:۔ پھر پرانی (نئی) شاخ کو قبول سننے پر شاخ نما کھڑی (اور) چین کے واسطے حسن (دھنی) کی بارشاہت پھر لگا دی (توضیح) یعنی موسم ہمارے چین آمد نے لگا۔ (اشعار کا) گل کی تشبیہ بھل (دھن) کو ساتھ بہت پاکیزہ ہے۔

(۲) توجہ:۔ دیوایہ بھاشی ہو کہ گویا بھول کی خوشبودار شاخ و صبح کی ہوا کے راستے میں فن کی ہر فن کے اندک موٹھ کھول دیا ہے)

(۳) توجہ:۔ (اسے محبوب) تیرے بھل (کے مانند) ہوں (کی شراب) آب حزن (کی یادیں) لالہ دھن (الٹراٹی لینے لگا اس کے)

اس نے (تیرے) موٹھ کو پیالہ (شراب) کے مانند شراب سے لبالب دیکھ لیا گویا کہہ رہا ہے کہ اس شراب میں سے مجھ کو کہیں خمار کی سخت تکلیف نہیں ہوں۔)

(۴) تشبیہ:۔ چاہ دھن۔ ٹھڈی کے نیچے خوبصورت اکھا۔ ترجمہ:۔ صراحی (شراب) نے (بھی) توجہ کے ساتھ (اپنے) سر

دھڑکن کو اٹھارنا کہ خوش (خوش) مست کے ہاتھ میں چاہ دھن (ساغر) کو رکھ دے (اشعار کا) سر۔ گردن۔ کف اور چاہ دھن میں نہیں مراعات النظر ہے۔

(۵) تشبیہ:۔ تماشا گراں۔ بین و احوال ہیں۔ اول گراں۔ اہم حال اور تماشا اس کا متعلق۔ دوم جمع تماشا نگراں فاعل ترکیبی توجہ

بقلب مصرعین:۔ تاکہ سارنگی (ایو) تن بند کو ساندہ کو خوب والہ کرے (یعنی خوشی) اس کے باسی سرتاپا عورتاں میں گئی یا تماشا دیکھو والہ بین حالی (توضیح) تماشا گراں سربازی رکھا وصلہ پڑھتا ہو۔ اسی خیال کو ماتحت کہتا ہے کہ چنگ کا وصلہ پڑھنا کیلئے تھے تماشا گراں

ماتحت کہتا ہے کہ چنگ کا وصلہ پڑھنا کیلئے تھے تماشا گراں

درہم دے وغمہ زبس دید و رستی ۶ سنبل زخم جسد بروں کزہ شکن را  
گل برگ بنا گوش درخت بود منار سب ۷ گلہ شد و بست بروزلف رتن را  
خوران ہماری بہ ثنائے و مطرب ۸ در بوسہ گرفتہ سر پائے چین را  
برگوش خورد و لغو احسن تطیری ۹ پرسی اگر از مرودہ صد سالہ سخن را

نہ عدم بودنے وجودایں جا ۱۲ صورت وہمے نمودایں جا  
عکس شخصے فتادور مسکن ۱۳ نیکستیم کس بودایں جا

(۶) توجہ ہے چونکہ سنبل نے شراب و غم کے عہدِ یوسان میں درستی دیکھی ہے اس لیے اسے بھی گھونگر والے بالوں کو خوں میں سو شکن دور کر دیتے ہیں۔ (توضیح) یعنی وقتِ نشاط ہے اور تمام کائنات میں انکار درستی موجود ہیں۔

(۷) توجہ ہے۔ (اسے محبوب) تیرے رخسار اور کان کی لوگوں کی نگاہوں میں موزوں تھیں (مگر گلہ شدہ بن گئیں اور زلف نے اس پرستی باز دھدی۔ (توضیح) یعنی زلف نے رتن بنکر اس گلہ شدہ کی شکل کر دی۔

(۸) توجہ ہے۔ موسمِ بہار کی پودوں (کے مثل پودوں) نے شراب اور مطرب پر خوران ہوئے کیلئے تمام چین (کی زمین) کو چونا شروع کر دیا (توضیح) یعنی پیچھے پر پھول کے پودے آگ آئے۔ پودے کا ٹوٹنا اس کی جڑ سے جس سے وہ جدا ہوا کرتا ہے۔ اور زمین میں ہوتی ہے اسی کو بوسہ قرار دیا ہے اور بڑوں کے سامنے زمین چونا جاں نثاری کی علامت ہے۔

(۹) تشریح ہے۔ برگوش خوردن، سنانا دینا۔ احسن، خوبی کا صیغہ واحد مذکر کا ہے جس کے معنی خوب لڑا کہیں۔ شکر کی داد دیتی ہے اس لفظ کو بولا جاتا ہے۔ توجہ قلبِ مصعبین ہے۔ اسے تطیری (تیرے) اشعار کا کیا اہتمام اگر تو سو سال کے عرصے ہوئے شخص سے (بھی ایسے) کلام کو پوچھ گیا تو (تیرے) کان میں "واہ واہ" کی صدا آئے گی۔

بجس : خفیت مراد میں محبوبان محذوف مسکن اور کان : قاعلاتن، مفاعلتن، فعلن، دوہار

نہ عدم بود دے دجو دیں جا صورتہ دم سے منو دیں جا  
قاعلاتن مفاعلتن فعلن قاعلاتن مفاعلتن فعلن

تقطیع

(۱) توجہ ہے۔ (ہمارا) عالم ہم پر سب پہلے نہ عدم تھا نہ وجود ہوا (صورت یک) دبی صورت تھی۔ (توضیح) اس لیے شکر کی نسیان آفرین بیان کیلئے مطالبہ ہے کہ تمام ممکنات اپنی ذات کا اعتبار نہ دیتے ہیں۔ اور صرف اُن کی جانب سے انکو وجود ملا ہو اور قبل ہی یہ بات عدم تھا نہ وجود۔

(۲) توجہ ہے۔ خانہ (دل) میں ایک ذات (خداوندی) کا عکس بر لو ہو گیا (تو سارا عالم اس کے نور و وجود و جگہ کا اٹھا اور جب ہم تو خوب طول کر دیکھا تو یہاں کوئی نہ تھا (توضیح) یعنی سارا عالم رنگ و رنگ و آئینہ و کلمہ جو ہر کچھ صاف کچھ جیسے اپنی استغداد کے مطابق قبول عکس کے ملا بہت تیزی آتا ہے جو ایک عکس کی شاعین تمام بر پائے ہیں۔ اور اپنی اپنی استغداد کو مطابق انہوں نے اسکو قبول کر لیا ہے۔

صن ما کر و جلوئے برسا ۳ عشق مادل ز مار بو دایں جا  
 آنکہ بے نطق و سمعے گویند ۴ ہست در گفت در شنو دایں جا  
 و آنکہ نادیدنیش مے دانند ۵ ہست در معرض شہو دایں جا  
 بوالبشر را قوی ملائکہ اند ۶ جزو کل ہست در سجود دایں جا  
 کرد انانیت از سجود ابا ۷ ہست ایلین ہست ابد دایں جا  
 نزد تو جبرئیل وحی آورد ۸ عقل برقع ز رخ کشود دایں جا  
 مردم چشم عالم انسان ست ۹ شخص عالم یا نمود دایں جا

(۳) ترجمہ: ہمارا سخن (ہی) ہم پر جلوہ فگن ہوا (اور) اپنا عشق (ہی) ہم سے دل بچھین لے گیا۔ (توضیح) اس شعر میں ہمہ اوست کا بیان ہے یعنی جیکہ ہم فانی صفات کا مظہر ہیں اور وہ اوستم الکمال تک نہیں ہیں تو گویا اس کا طو ابنا ہو اؤ کی خواہی بخوہی۔ (۴) ترجمہ: وہ (ذات کہ جسے لوگ) بے گوش حبے زبان کہتے ہیں (ہی) یہاں یعنی عالم میں معصوم گفت و شنید ہی (توضیح) یعنی خدا کا ان اور زبان سے شہرہ ہونیکے باوجود مظاہر عالم میں جلوہ خاہو کر مصروف گفت و شنید ہی۔ اجمال کا شعر ہے

جو ہے بیدار انسان میں وہ گہری نیند ستاوی + شجر میں پھول میں پتہ میں نشتر میں

(۵) تشریح: نادیدنیش میں ش غیر مفعولی معرض مقام - ترجمہ: او جس کو (اللہ) ناقابل دید بتلاتے ہیں (وہی) میں مشاہدہ میں آ رہا ہے۔ (توضیح) یعنی جس خدا کی شان: "لَا یَدْرُکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یَدْرُکُہُ الْاَبْصَارُ" ترجمہ: اس کو نظر نہیں پاسکتیں وہ نظروں کو پالیتا ہے۔ ہے وہی حقیقت میں نگاہ کو تمام مظاہر عالم میں نظر آ رہا ہے۔

(۶) تشریح: قوی جمع قوت - ترجمہ: آدم کے واسطے فرشتے (بمزل قولے) (روحانی) کہ ہیں تو گویا یہاں آدم کو سامنے جزو کل سجدہ کر رہا ہے۔ (توضیح) اس شعر میں: اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْبُدْوا لِرَبِّکُمْ فَسَجَدُوْا اِلَّا ابْلِیْسَ - کی طرف تلخ ہے یعنی جب اللہ نے فرشتوں کو آدم کے سامنے سجدہ کرنا حکم دیا سب نے سجدہ کیا۔ اور پھر عقل کے موافق ہی اسے گریز و کل تاربع ہوتا ہی

(۷) تشریح: انانیت - غرور و پستی - یا ابرکار - ترجمہ: انانیت (شیطان) نے یہ سجدہ کرنے ہی انکار کر دیا گویا انانیت ہی یہاں شیطان ہی (توضیح) اس شعر میں: اِلَّا ابْلِیْسَ اِنِّیْ وَاَسْتَکْبَرُ کَیْطَرُ فَانْشَارْہِ یٰٰہِیْ شَیْطٰنُ نٰکِرٌ یُّوَسِّسُ فِیْ کُرْسِیِّکَ اِنّٰکَ رَکِیْبٌ - ہی (۸) ترجمہ: تو یہ سمجھتا ہی کہ صرف جبرئیل صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام خداوندی لیکر آتے تھے۔ بلکہ یہاں تو عقل کل نے چہرہ سے پردہ اٹھا دیا تھا یعنی تمام علوم آپ کو بلا واسطہ عطا کر دئے گئے تھے۔

(۹) ترجمہ: انسان عالم کی آنکھ کی پتلی ہے (کہ عالم کی زیبائش اسی ہی ہے جسے پتلی سے کھنکھ کر ادا کچھ ہی چہرے کی) تو گویا انسان میں وجود عالم جگہ نظر آ گیا (توضیح) یعنی جہان میں بارینغالی کے جمال کا مظہر تم انسان ہی جو تمام عالم کے خواص صفات کا حامل ہو گویا انسان اجمال ہے اور اس کا عالم اس کی تفصیل اسی چہرے (انسان کو عالم کا صغیر کہا جاتا ہے)۔



چوں ظلمت نیستی در آمد ۵ نے ماند رخ و نمائد سیم  
در نائے دمی دم مغنی ۶ لب ببت فروشت غوغا  
عاشق کہ عشق چیت دانی ۷ در ماندہ و در دے مد او  
سگشتہ مطلب محالیم ۸ لے کاش نبوے این نقاضا  
آخر پیم مایہ تب بومیم ۹ بال و پر مور و راہ عقا  
آتش نشود بید خاموش ۱۰ از سر نرود بفر سودا  
چوں حق نشو عیان نظیری ۱۱ گوئیم کہ لا اله الا

چہ منت از مدد روزگار بر سر ما ۱۲ کہ حسن فطرت اہلی نمود جوہر

(۵) ترجمہ۔ جب نیستی (موت) کی تباہی آگئی (تو تمام آرائشیں غائب ہو گئیں) نہ (دہ) چہرہ رہا اور نہ (دہ) پیشانی (تو بچی نہ کی کیا تھا)

(۶) ترجمہ۔ (اس عالم کی مثال ایسی بھوکے مطرب (قدرت) نے بانسری میں بھونکائی تو ایک شور مستی چلیا۔ اور اس لب بند کر کے تو سب شور بند ہو گیا۔ (توضیح) اگر قدرت نے وجود کافض جاری رکھا تو عالم موجود رہا ورنہ معدوم ہو گیا۔

(۷) ترجمہ۔ (جلاتے ہو کہ عاشق کون (ہوتا) ہے اور عشق کسے کہتے ہیں۔ عاشق در ماندہ اور بیکس کہتے ہیں عشق در دے دوا کو۔ عشق سے طبیعت زلیست کا مڑا پایا۔ درد کی دوا پائی درد بے دوا پایا۔

(۸) ترجمہ۔ ایک محال آرزو کیلئے ہم گشتہ (پریشان) ہیں۔ (و کاش کہ (دل کی طرف) کسی تقاضہ نہ ہو یعنی تباہی کے ہاتھوں مجھ نہیں۔

(۹) ترجمہ۔ آخر ہم کس تبتے پر قرب (دوست) کی طلب کریں (ہم لگتے تو ہیں) چوٹی کے سے پر بازو اور راستہ (اختیار کیا ہے) غفقا۔ (توضیح) یعنی ہم اپنے حوصلہ سے زیادہ کی طلب کرتے ہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ آگ ہوا سے بجتی نہیں (بلکہ اور بھڑکتی ہے اسی طرح ہونچو اور فکر کرنے سے دماغ سے سودا (عشق) جاتا نہیں (بلکہ اور بڑھتا ہے)

(۱۱) تشریح۔ چوں حق نشود۔ میں چوں (یعنی چرا) و چونکہ حرف استفہام بھی ہو سکتا ہے اور شرطہ ظنیہ بھی محتمل (توضیح) اور

نظیری چونکہ (جادو) حق (دیں) نمود نہیں ہوا اس لئے ہم صرف لا الہ الا ہے (توضیح) مطلب یہ کہ ہم کلمہ توحید پڑھتے وقت (لا پر رک جاتے ہیں اس لئے کہ جب تک جادو دلیں نہیں تو زبان سے کیسے کہیں یا اس لئے کہ جب ہم نزل میں اُسکا تصور بھی نہیں کیا تو زبان پر جود کی ترجمان ہو اس کا نام کیسے آئے۔ یا لے نظیری (جادو) حق کیوں نمودار ہو (جسکے) ہم لا الہ الا اللہ کا در کرتے ہیں۔ یہی ضرور نمودار ہو گا۔

بجس۔ جنت مشن مجنون محذوف۔ (۱۲) ارکان۔ و تقطیع مثل ۳۱

(۱) ترجمہ۔ زمانہ کی امداد کا ہمارے سر پر کیا احسان (یہ لے کہ ہماری جوہر کمال) کو (ہماری) فطرت کی خوبی نے ظاہر کیا (توضیح) یعنی ہم اپنی استعداد کی وجہ سے درجہ کمال کو پہنچنے زمانہ نے ہماری کوئی مدد نہیں کی۔



بشر و شادیم از کوئی نظر باز نیست ۲ کہ عشق خیزد از آب و ہولے کشور ما  
 ز ذوق ما نشود با خبر مذاق سقیم ۳ درست ذائقہ داند مذاق شکر ما  
 کمان لب بزمہ کردہ در کہیں بودیم ۴ کہ طائرے نشین بیام و منظر ما  
 مستراح راحت و شادائی باغارت داد ۵ چہ ترسہ بود کہ ناگہ در آمد از در ما  
 کہ ام عریضہ انگہ نہ طرح جنگناخت ۶ کہ سنگ تفرقہ آمد بجام شاعر ما  
 کسے شگفتہ ز مجنون آب در گل نشود ۷ سرشتہ اند بغم طینت شکر ما  
 غش و جوہر یا کسی عشق زائل کن ۸ کہ زر شود مست از کیمیائے احمر ما  
 ستارہ ول عاشق نہاں کند خورشید ۹ کہ آفتاب فروزاں ترست اختر ما

(۲) تشبیہ ہے۔ شادیم۔ میں۔ سیم۔ نظربازی کا مضاف الیہ ہے۔ توجہ ہے۔ شعرا و عاشق کی طرف میری توجہ یکین سمی۔  
 اس لئے کہ ہمارے ولایت کی آب و ہوا (ہی) سے عشق پیدا ہوتا ہے (توضیح) یعنی شکر گوئی اور عاشقی ہمارے قہر میں ہے۔  
 (۳) تشبیہ ہے۔ مذاق سقیم۔ ترکیب اضافی یا توصیفی۔ مذاق۔ ذائقہ۔ زبان و خلق۔ توجہ ہے۔ ہمارے ذوق (عشق) سے عریض۔  
 غم دنیا کی زبان و واقف نہیں ہو سکتی جس کا ذائقہ درست ہے وہی ہماری (اس) شکر نگاہ (کچھ) جانکنا ہے۔ (توضیح) عشق لطف  
 دہی شخص اٹھا سکتا ہے۔ خوش ذوق رکھتا ہے۔

(۴) توجہ ہے۔ کہیں کوئی کمان کا چارچہ لے ہوئے ہم گھات میں بیٹھ تھے۔ تاکہ ہمارے (دل کے) بام و منظر کو اپنے پردہ نہ چھوئے۔  
 توضیح: کہیں کوئی کمان کے منظر کو دیکھ کر کسی طرح کہنے لگے کہ کون کون کو مار کر ستے ہیں۔  
 (۵) توجہ ہے۔ انقلاب بصر میں۔ وہ کوئی لافندہ (گر) تھا جو یک یکاں ہمارے دروازہ (دل) سے قدر و حق ہو گیا اور ہماری راحت و خوشی  
 کا تمام سامان غارت کر دیا۔ (توضیح) یعنی ہلکا آفت عشق میں مبتلا کر دیا۔

(۶) تشبیہ ہے۔ سورہ انگیز اسم قائل ترکیبی سورہ یعنی خلاف و جنگ۔ توجہ ہے۔ کس بھگوار (معتوق) نے زبانی کی بنیاد ڈالی  
 کہ ہمارے جام و ساغر تفرقہ (اندازی) کا پتھر گر پڑا۔ (توضیح) یعنی سامان راحت سب تتر بتر ہو گیا۔

(۷) تشبیہ ہے۔ مجنون آب در گل۔ کنایہ از انسان۔ طینت۔ طبیعت۔ سرشت۔ اصل طین۔ شیر آب در گل کو کہتے ہیں۔ غمر۔ رسم فعل  
 تجسس یعنی خیر کردہ شدہ۔ توجہ ہے۔ پانی اوڑھتی سے مرکب (انسانوں) میں سے کوئی بھی خوش نہیں ہو سکتا۔ (اس لئے کہ قضا  
 قدرت) ہمارے غم میں ہی غم کو شامل کر دیا ہے۔

(۸) توجہ ہے۔ اپنے جوہر (اور خودی) کے کھوٹ کو عشق کی کیمیا کے ذریعہ سے دور کر ڈال اس لئے کہ تیرا تابا (یعنی نفس کشیف)  
 ہماری سس خ کیمیائے (عشق) سے (کھا) سونا بن سکتا ہے

(۹) توجہ ہے۔ عاشق کے دل کا ستارہ آفتاب کو بھی (اند) دینا ہے کیونکہ ہمارا ستارہ (دل) آفتاب (جی) زیادہ روشن ہے۔

گداختیم زور د خوار نایابی ۱۰ بیگ دو چرخ کس آجے نزد با خگر ما  
نواب آرو دریں پرده کن نظیری قیص ۱۱ کہست لبر ما از است و نبر ما  
تکلیف خرد برد ز سر شور و شرم را ۲۵ پیری بر ماند از شب غفلت سحر م را  
مانند ترنجسم کہ خزانست بہار ش ۲ دم سہ دئی وے تازہ کند برگہ بہر م را  
تا سدرہ پیم اگر م در بختا بند ۳ ہر چہ کہ فرسودہ نفس بال و پیر م را  
کو تا ہی عیشم پیے پند و گرانست ۴ دہر از پے تا ویب برد شاخ تر م را  
در ہر قدم صد خطم بر سر راہ است ۵ در ہر اقامت ز مقامے سفر م را

(۱۰) تبجہ:۔ شراب لے کر جو سے خوار کی تکلیف میں ہم گھل گئے (اور کسی غوار) ایک گڈ گھوٹ پانی پانی ہمارے (دکے) انکار سے ہر پتھر  
(۱۱) تشبیہ:۔ لکست:۔ سحر ادا دل ہے۔ اس کے لکست بر تکرار کا عہد ازل میں ہی لیا گیا تھا۔ تبجہ:۔ ان نظیری گا اور اس  
پر دہ عالم میں ناچ اس کے گھارا (ادنا معشوق ازل سے ہمارا معشوق) (توضیح: یعنی معشوق حقیقی کا تعلق ہمارے ساتھ قدیمی ہے۔  
بجہ:۔ ہنر شمن انخریب کفوف محذوف ارکان و قطع حسہ ۱۵

(۱۱) تشبیہ:۔ شور و شرم:۔ میں سیم:۔ صبر مجبور:۔ سر:۔ کامضاف الیہ ہے۔ تبجہ:۔ عقل کی بنگلی نے میرے دماغ سے (جوانی کا)  
جوت و خروش نکال دیا (اور) چھاپنے نے میری صبح کو شب غفلت (کے سچے) سے چھڑا دیا۔ (توضیح: یعنی جوانی میں جو غفلت کی  
کیفیت تھی وہ اب باقی نہیں رہی اور اب ہم صبح کو خوب غفلت سے بیدار ہونے لگے۔ شب اب اور سحر کے الفاظ سے زمانہ جوانی  
کے سیماہ بالوں اور پڑھاپے کے سفید بالوں کی طرف بھی اشارہ نکلتا ہے۔

(۱۰) تشبیہ:۔ دسے:۔ بفتح دال و سکون یا سے چول نام ہینڈ پوس بس میں سخت جاٹا چڑتا ہے۔ تبجہ:۔ میں نارنگی کی  
طرب اوس کہ خزاں (ہی) اس کے لئے ہمارے (اسی طرح) میرے رنگے بار (یعنی سالانہ آخرت) کو (پیری) کے۔ اہ پوس کی سر دہوائیں  
لینا آہیں، تر فزاہ کرتی ہیں۔ (توضیح: یعنی پڑھاپے میں بارگاہ خداوندی میں آہ و بکا کرنے کی وجہ سے تئید نجات ہو گئی ہے۔

(۳) تشبیہ:۔ اگر م:۔ سیم و کامضاف الیہ:۔ اور ایک مضاف محذوف ہے۔ یعنی در تقسم۔ قدر حمد بقاب مصرعین:۔ میرے پر یا ز  
(یعنی قوت عمل) کو نفس (خالق) نے (بالکل) گھس ڈالا (لیکن مجھ میں اب بھی وہ قوت پرواز ہے) کہ اگر میری نفس کا دروازہ کھول دیں تو  
شدۃ المنہی (مقام جبریل) تک اڑ کر پہنچ سکتا ہوں (توضیح: عالم پیری میں بھی میرے جوش کا یہ عالم ہے۔

(۷) تبجہ:۔ ہنر و کمال کے باوجود میرے (سالانہ) عیش کی تنگی اس لئے ہے کہ دوسرے اس سے ہجرت محال کریں۔ گو باغبان روزانہ  
(عیش و عشرت) لے و قائمیت کی میری روزانہ شلخ دوسروں کو سبق دینے کیلئے کاٹ رہا ہے۔

(۵) تبجہ:۔ راسخیں ہر قدم پر سیکڑوں خطرے میں اور قیام کر کے واسطے میرے سفر کے لئے کوئی مقام نہیں (توضیح:  
یعنی تم خواہ جہنم نزل کا تعین نہو اور خطرات ہر قدم پر ہوں، ایسا سفر کیا کرنا پڑے جو صلہ کا کام ہے۔

رہے پنجم مرحلہ رکابہ گام ۶ ازہول مصیبت نگار و جگر م را  
 شاید کہ چو تسلیم و رضا بد رتہ گردد ۷ رہ امن شود وادی خوف و خطر م را  
 سعی کنم و درخت بمنزل برسانم ۸ تاکس نہ رسانندہ بر بہر بن خبم را  
 از خائے پیش نگذارم بدر آید ۹ برو سے تو گر راہ نباشد نظر م را  
 صد لایہ بامید یک ابرام تو کردم ۱۰ یک بار تلخی خمریدی شکرم را  
 چون توبہ کنم از غزل و قول نظیری ۱۱ دوران خرد از ہنر میں یک ہنرم را  
 اسے کردہ حساب تھا تھا را ۱۲ ہر ہم زدہ است تا تھا را

(۶) توجہ :- میں کسی ایک مرحلہ اور چڑا کا راستے میں کرتا جاں ہر ہر قدم مصیبتیں خوف کے مارے میرا جگر نگہا لیتی ہوں۔ خارا ہمد :- یعنی راہ سادہ بڑی خطرناک راہ ہے۔

(۷) تشریح :- تسلیم و رضا - احکام خداوندی کو مان لینا اور فیصلہ خداوندی پر رضامندی کا اظہار کرنا۔ بد رتہ - بد تھا۔ امن - راموں۔ توجہ :- راہ حالات میں سلامتی کی امید کساں ہاں اگر تسلیم و رضا (میرے) رہنما بن جائیں تو دشائیہیری خطرناک وادی کا راستہ پر امن ہو جائے۔

(۸) توجہ :- میں (ابھی) سے کوشش کروں اور منزل (مقصود) پر اپنا سامان پہنچاؤں اس خوف سے کہ کہیں کسی نے میرے رہن (نظر) کو میری خبر (سفر) نہ پہنچا دی ہو (توجہ) یعنی اس پہلے کہ نفسانی جذبات جو رہن ہیں یہاں بھی میں کوشش کروں کہ نہ ان کا پیچ جاؤں (۹) توجہ :- پیش میں شصت فیصد مقول جس کام مع دوسرے حصے میں نظر ہے۔ توجہ :- قلبی حصے میں۔ (۱۰) توجہ :- اگر میری فکر

کا گزرتیرے پر نہ ہو گا تو پھر میں اسکو حلقہ چشم سے (ی) نہ بچنے دوں گا۔ کما قلت - گزشتہ بحث خیالہ نور - روشنائی مباد چشم را (۱۱) توجہ :- لا تہ - خوشامد - ابرام - خدا گالی - توجہ :- اے معشوق تیری ایک خدا دیکھنے اور گالی سننے کی آرزو میں میں نے سیکڑوں خوشامدیں کیں مگر افسوس! تو نے ایسا کر (بھی) اپنی تلخی (دشنام) کو یہاں میری (دست و سماجت کی) شکل کو نہ خرید لیا۔

(۱۲) توجہ :- نظیری میں غزل اور (شعر) کہنے سے کیسے توبہ کروں (جبکہ) زمانہ میرے سینا گڑوں ہنروں میں سے اسی ایک ہنر کا خرید لیا ہے۔ (توجہ) یعنی میرے تمام ہنروں میں سے اسی ایک ہنر کی تونانہ قدر کرتا ہے۔ تو کیا اسکی بھی جھوڑوں و اشارہ و پہلو مصرع بیوقوف کا لفظ نامور ہے۔ اگر لفظ شعر و تاجہ عقیم تھا۔ بعض نے قول کا ترجمہ توالی کیا ہے۔ یہ اس سے زیادہ ناموزوں ہے۔

بجو۔ بہر ہنر میں از خیر قبوض مخدوف۔ اَرکان و تفصیل شل ۳۲

(۱) توجہ :- اسے (وہ ذات گرامی) کہ جس نے (مگر ابھی) گھروں کو آجا دیا اور (قبصر دوسری کے) آستانوں کو دہم و بہم کر دیا۔ (یا اپنے عشق میں اپنے عاشقین کو تانہ خراب بنادیا)۔

- عید و شانِ امِ لغت ۲ دیباختہ صید خانہ ہارا  
 کردہ بہ تباہِ دلربا شرط ۳ بڑہ یگرو نشانہ ہارا  
 ابھر تو صد ہزارِ صیاد ۴ آراستہ دام و دانہ ہارا  
 شاہاں بے صاحبِ تودادہ ۵ مفتاحِ دیرِ خندانہ ہارا  
 درِ عقدہٴ جمیدِ نیمِ تابست ۶ مشاطہ شکستہ شانہ ہارا  
 تا کشتہٴ غمزہٴ تو گروم ۷ بر ساختہٴ امِ بہانہ ہارا  
 زائد شد ہر ہزار و معبد ۸ فرسودہ امِ آستانہ ہارا  
 شیرازہٴ نظمِ خوشِ ہندم ۹ منسوخِ کتمِ فسانہ ہارا

(۲) شمسِ بیدارِ شمعِ بختی دارِ نفس۔ قوجہ: شہر کہ نیواسے تیری زلف کے بال میں بھنکرائے جاؤں کو بار بیٹھ۔  
 (توضیح) اپنی جو خون کے پیاسے قندم بال نشانہ بن گئے، (یا) آپ کا حسن میں کوئی مسہ نہیں کہ دلوں کو سید کرتے و اسے حسین بھی آپ کے دم گیموس گرفتار ہو گئے۔

(۳) شمسِ بیدارِ شمسِ گردنِ شرط لگانا اور مقابلہ کرنا نشانہ بردن، گھوڑ دوڑ وغیرہ کی بازی میں کچھ نیزے بطور نشانہ کے لگا دیتے ہیں، آگے رہتا ہے وہ انگوٹھا لیتا ہے۔ اسے نشانہ بردن کے معنی کا عیاں ہو جائے کہ ہیں۔ توجہ: جس سے، دلربا حسینوں کے ساتھ دلربائی میں شرط لگانی اور، مقابلہ میں سبقت کے نشانبات داٹھا گئے۔ (توضیح) اپنی آپ حسن و جمال میں سب پر فائق رہی۔  
 (۴) توجہ: او تیرے واسطے لاکھوں (ظہار) شکاری جال اور دانے آراستہ کے ہوئے ہیں۔ یعنی پھیلانے ہوئے ہیں۔  
 (توضیح) اپنی آپ کے ظہار کا درجہ انکار و جالِ شاربے شاہیں۔

(۵) قوجہ: تیری فصاحت و بلاغت پر بادشاہوں نے دانے خرانوں کے دروازے کی کئی دیر سے حوالہ کر دی۔  
 (توضیح) اپنی آپ کی دعوت پر ایمان لائے اور اطاعت قبول کی۔

(۶) شمسِ بیدارِ جعدِ گھنگریالے بالِ مشاطہ مشط معنی کنگھی سے ماخوذ ہے، دہن کو آراستہ کر نیوالی عورت کو کہتے ہیں۔ توجہ: تیری گھنگریالی زلف کی گرہ میں مشاطہ قدرت اسے اپنا کنگھاری، تو دیا۔ اپنی آرائشِ مشط کی ختم کڑی، اشارہ کا ختم بہت کی طرف اشارہ ہے۔  
 (۷) شمسِ بیدارِ غمزہٴ اشارہ چٹم۔ توجہ: قلبِ مصرعین۔ تیرے غمزہٴ دونوں کا ٹھید بننے کے لیے میں نے نہایت سے چلے ہانے گھڑ گئے ہیں۔ توضیح: یعنی اس اس تدبیر میں لگا ہوا ہوں کہ کسی طرح آپ کے غمزہ کا شکار ہو جاؤں۔

(۸) توجہ: تیری جتوئیں ہر ہزار اور عبادت خانہ میں اکثریت آمد و رفت کی وجہ سے میں نے چوکتوں کو گھس دیا ہے۔

(۹) شمسِ بیدارِ شیرازہٴ مستی متفرق چیزوں کو یکجا جمع کرنا۔ توجہ: دیکھ جائیے کہ میں اپنی نظم کا مجموعہ تیار کر لوں۔  
 اور تمام شعر اور کے الفاظ کو منسوخ کر دوں۔

صوتے بنو اسے نو برآرم ۱۰ بر باد دہسم تر انہارا  
 گردیدندیم غم نظری ۱۱ خواری نرسد یگانہارا  
 نیت زیں دہر آب و دانا ۱۲ ملکوت است آشتیانہ مارا  
 کبک کسار و بلبلس گلزار ۱۳ گوش دارند بر ترانہ مارا  
 ہر طرف صوت تازہ بندند ۱۴ از غزلہائے عاشقانہ مارا  
 حرف شیریں شود فراموش ۱۵ خسروار بشنود فسانہ مارا

توضیح: یعنی لذت ہی میں ایسے اشعار کہوں جس سے دوسرے شعراء کا کلام اسی طرح مسخ ہو جائے جسطرح شریعت  
 ہماری کے بعد دوسرے مذاہب مسخ ہو گئے وہاں توحیدیت سے سب میں شکاؤں اور سب پہلے ترانوں اور گونگوں پر گڑا ہوا  
 (۱۱) توحید: (دیکھو بچارہ نظری غم عشق اکا، عشقیں میں گیا ہے خدا کے کبھی) اپنی کوزلت نہ پہنچے اگر اسکی بڑی تکلیف  
 ہوئی ہے یا اسے ہی! دیکھئے انہوں کی ذلت ہو تو ضعیف، دوسرے معرکہ دہائیت سے یا ندرت میں کرم علی اللہ علیہ وسلم سے خطاب  
 کر کے کہتا ہے کہ دیکھئے انہوں کی ذلت ہو، شفاعت فرمائے گایا خود غم عشق سے خطاب کر کے بھی در خواست کرتا ہی بقول فانی  
 اسے در عشق ان پر کرم کی نظر ہے: صبر و قرار تیرے حواسے ہوئے تو میں



بحد: خیف مدرس مجنون محذوف الزکات: و تقطیع مثل ۲۲

(۱) تشبیہ: "ملکوت" عالم روحانی، عالم فرشتگان۔ توحید: ہمارا دانا پانی اس عالم دہائی سے نہیں ہے بلکہ ہمارا  
 اصل: آشتیانہ عالم روحانی ہے۔ توضیح: مراد یہ ہے کہ روح انسانی کا اصلی مقام یہ دنا ہے فانی نہیں ہے بلکہ اسکا اصلی  
 مسکن عالم روحانی ہے۔ صرف کچھ دنوں کے لئے وہ اس عالم آب و گل میں جہنم افروز ہو گئی ہے اسلئے اس دنیا کو دل لگانا چاہیے  
 (۲) توحید: پہاڑوں کے چوڑا و چین کے بل سب ہمارے ترانہ عشق پر کان لگاتے ہوئے ہیں، توضیح: یعنی انھوں نے  
 جو عشق کا سبق ہم سے پڑھا ہے اُسی کے تکرار میں مصروف ہیں

کچھ بلبلوں کو یا دہے کچھ فہم یوں کو حفظ: عالم میں گڑھے ٹکڑے میری داستان کے ہیں  
 (۳) توحید: دانا راہی چین ہر طرف ہماری عاشقانہ غزلوں کے سن لینے کی وجہ سے سننے سے سرفکال رہے ہیں  
 میں چن میں کیا گیا گو دبستان کھن گیا: بلبلیں سن کر میرے نائے غزلوں کو انگوٹیں

(۴) توحید: بقلب مصرعین: خسرو اگر ہمارا افسانہ حسن و عشق، سن سے تو شیریں کے لفظ کو بھی بھول جائے  
 (توضیح: یعنی ہمارا محبوب حسن میں شیریں سے، اور غم عشق میں خسرو سے اتنے بڑھے ہوئے ہیں کہ اگر وہ ہماری داستان  
 سن سے تو اپنے عشق اور اپنی معشوقہ کو بھول جائے۔

گلِ دوبرگ چسپ عشق نظیری ایم ۷ نزدوتا بد از خاک گوریش ترا  
 نظر بروے او دزدیدہ بکشا ۲۹ ز خود گم گرد و برویدہ بکشا  
 گلِ پژمردہ باغبان چید ۲ صبا گوغیہ ناپیدہ بکشا  
 مبادا عالمے را حباں بر آید ۳ گرہ از زلف خود فہیدہ بکشا  
 بگلشن بگذر و در طعنہ رگل ۴ زبان لبیل شو ریدہ بکشا  
 برافشاں کامل و شمشاد را گو ۵ ششخ طرہ ژولیدہ بکشا

(۷) ترجمہ :- اسے نظیری چمن عشق کے پھول پتے رساں زینت ہم ہیں اسلئے ہمارا رگ وریش زمین سے کبھی نہیں نکل سکتا  
 یعنی ہم کو بطین عشق حیاتِ جاوید مل گئی ہے کیونکہ اسے کشکانِ خنجر تسلیم را :- ہر زمان از غیبِ جاوید گریست

—•—•—•—

بھدر :- ہر جن مسدس محذوف  
 تقطیع :- نظر بروے او دزدی  
 (۱) کان :- مغالین مغالین فوہن  
 (۲) بکشا ز خود گم گرد و بروے دی  
 (۳) مغالین مغالین فوہن  
 (۴) مغالین مغالین فوہن

(۱) ترجمہ :- اس محبوب کے چہرہ پر نظر چڑھا کر ڈال دو اور اپنے آپ کو گم ہو کر اس کو دیکھ کر تو ضیہ یعنی تیرے اور خدا کے درمیان خود تیری خودی حال ہے اس کو دودر کرنے کے بعد اس کے جمال کا مشاہدہ ہو سکتا ہے۔

(۲) ترجمہ :- ہمارے کہنا سے ہوئے (ہستی کے) پھول کز مانے کے مالی تے تو کر بھینکد یا دوزا باد صبا سے کہد و کہ وہ کسی بچی بچی کلی کو رہی اکلادے تو ضیہ دل پر فرحت و خوشی کے بعد ادای چھا گئی اس کے دودر کرنی کوئی تیرے سوئی چائی۔

(۳) ترجمہ :- بقلب مہرین - (اے دوست! اپنی زلف کے بل دوزا اسوچ سمجھ کر کھول کہین ایساں ہو کہ ایک عالم کی جان نکل جائے۔ تو ضیہ یعنی تیری زلف کی پریشانی و آراستگی عالم کے فنا ہو جانے کا باعث ہے عرفا محبوب حقیقی کی زلف گرہ گیر عالمِ حیا کو قرار دیتے ہیں اسلئے اسکے پیچ و خم نکلنے سے عالمِ حیا کا معدوم ہو جانا ظاہر ہے۔

(۴) ترجمہ :- (اے محبوب! تو باغ میں جا اور لبیل شوریدہ دھال کی زبان کو گل کے طعنے دینے کے لئے کھول دے۔ تو ضیہ) یعنی لبیل تیرے حسن کو دیکھ کر گل سے تلقینِ مقطع کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے گا۔ اور اس کو طعنے دینے لگے گا۔ مراد یہ ہے کہ تو حسن میں گل سے بڑھا ہوا ہے۔

(۵) تشریح :- ”کگل“ و ”سامبر کے پال“ طرہ ”پیشانی کیال۔ اور زلف کان کے پاس کو بال“ شمشاد ایک سیدھے اور طویل درخت کا نام جس کے پتے پتے کچھ دار ہوتے ہیں۔ ترجمہ :- (اے دوست! اپنی زلف کو کپڑے سے کہہ کر تو بھی اپنی) لہجہ ہوئی زلف کے بل نال (تو ضیہ) یعنی زلف کی آراستگی میں شمشاد کو دعوتِ مقابلہ دے وہ ہار جائیگا۔ یا مراد یہ کہ شمشاد اس

نزدوتا بد از خاک گوریش ترا  
 نظر بروے او دزدیدہ بکشا  
 گلِ پژمردہ باغبان چید  
 مبادا عالمے را حباں بر آید  
 بگلشن بگذر و در طعنہ رگل  
 برافشاں کامل و شمشاد را گو

نزدوتا بد از خاک گوریش ترا  
 نظر بروے او دزدیدہ بکشا  
 گلِ پژمردہ باغبان چید  
 مبادا عالمے را حباں بر آید  
 بگلشن بگذر و در طعنہ رگل  
 برافشاں کامل و شمشاد را گو

گرہ برہین ابر و از چہ داری ۴ سر این ناف پیچیدہ بکشا  
 زرم عشق آگاہی نظیری ۵ معنائے دل نشیدہ بکشا  
 مستی بربودہ از کف ہستی ز رام ما ۳ مطرب نمید بد خبرے از مقام ما  
 تا گشتہ ایم غافل از دور ماندہ ایم ۲ پدرام مے شویم کہ خستی ست رام ما  
 دانی کہ نور مرد یک چشم علیہم ۳ بیانی اگر بدیدہ معنی خرام ما  
 خود را برہنہ بر صفت مشیرے ز نیم ۴ کا مذر فائے ماست بقا و دوام ما  
 (۴) ترجمہ :- (اسے محبوب! تو نے اپنی پہچان ابر و پریشان کس نے ڈال رکھی ہے بہر حال! اس بند نادکے منہ کو کھول۔

اشناس کر گہ ابر و کی تشبیہ نافہ مشک سے کس قدر پاکیزہ ہے اور نفہ ہمیں سے ملک میں کا ایہام کتنا معنی خیر ہے!  
 (۵) تشبیہ :- دوسرے مصرعے میں متعدد لفظ ہیں جو فتح ہم نے اختیار کیا ہے اس میں لفظی مضوی کوئی طعنان نہیں "معنا ز دل نشیدہ"  
 کی صورت میں دل نشیدہ کی ترکیب معنی سی ہے۔ ہاں اگر دل کی بجائے دم ہو تو ترکیب صحیح و درست ہو جاتی ہے اور تشبیہ حال قرار  
 پایگا جس سے موز عشق سے آگاہ ہونے میں نظیری کے امتحان کا پہلو نکلتا ہے پہلی تو جہہ "معنا ز دل" کے تشبیہ کی صورت میں ہوگی (اور خوش  
 کی صورت میں "معنا ز دل" ترکیب اضافی موصوفہ و تشبیہ صفت ہوگی کیونکہ بھی مصنف کی صفت کو مضاف الیہ کے بعد ذکر کر دیتے ہیں۔  
 ترجمہ :- نظیری! تو عشق کے سرور سے واقف ہو۔ پس میرے دل کے آن سنہ کو دل کر تو ضیئے یعنی پس پلے دل کے انوکھے محکمہ کو تیرے  
 سامنے پیکر پیش کر رہا ہوں کہ تو موز عشق کو آگاہ ہو اس لئے شاید ہسکا کوئی حل اُسے بقول اقبال حبیش تو ہنادہ ام دل خوش  
 شاید کہ تو این گرہ کشائی۔ دوسرے نسخہ کی صورت میں ترجمہ یہ گالے نظیری! تو موز عشق کو آگاہ ہو تو بدو نہ سے دل کو موز یا عہد زل کے  
 بحد :- مضارع مشن از حب کفوف محوینہ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۱) ترجمہ :- بے خودی نے ہماری باگ خودی کے ہاتھ سے چھین لیا ہے (یعنی شراب عشق پی کر ہم مدہوش ہیں اور مطرب ہم کو)  
 ہمارے مقام کی خبر نہیں دیتا۔ یعنی سہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی بیکچہ ہماری خبر نہیں آتی۔  
 (۲) تشبیہ :- "تا" ابتدایہ۔ "پدرام" خوش۔ "خشی ست رام ما" میں رام ما متبادہ ہے اور خشی جز رام یعنی مطرب  
 "خشی" منتظر غیر اناوس۔ ترجمہ :- جب سے کہ ہم اس سے غافل ہوئے ہیں (اس سے) دور جا پڑے ہیں (لیکن پھر بھی)  
 ہم خوش ہوتے ہیں کہ ہمارا دشکار (مطرب جو غفلت کی وجہ سے ہمارے ہاتھ سے نکل گیا ہے) خشی ہے (یعنی وہ کسی اور کے ہاتھ نہیں  
 آسکتا، ہم اسکی طرف اگر متوجہ ہو جائیں تو پھر وہ ہمارے پاس آسکتا ہے (تو ضیئے) یعنی بندہ خدا سے دور پائی غفلت کی وجہ سے  
 ہو جاتا ہے ورنہ اگر اس کی طرف متوجہ ہوں تو اسکو رگ گردن سے بھی زیادہ قریب پایگا۔

(۳) ترجمہ :- قلب مصرعین۔ اگر تو ہماری حقیقت بین آنکھوں سے دم کو یا عالم کو دیکھے گا تو تجھ کو یقین ہو جائیگا کہ ہم  
 بلاشبہ عالم کی آنکھ کیلئے بتلی رکے مش ہیں (تو ضیئے) یعنی عالم کی زینت انسان کو دم سے جس طرح کہ آنکھ کی بتلی سے۔

برکت کلید جنت و برب سلام حور ۵ رضوان ستادہ در طلب بارعام ما  
 خرمن با دقت و درین دشت پر فریب ۶ مرغ نسود گوشتہ باے بدام ما  
 پستان و اینہ در کف مشتاق شاہ دست ۷ بے گریہ قطرہ نچکند بکام ما  
 تا اقتدار بجا فظ شیراز کردہ ایم ۸ گردیدہ مقتدائے دو عالم کلام ما  
 باران گریہ طبع نظیری بہار ساخت ۹ کو باد تا بر و بگلستان پیام ما

(۱) ترجمہ: ہم اپنے آپ کو ننگے بدن دیا کھلم کھلا، تلواروں کی صفوں پر ڈال دیتے ہیں۔ یعنی خوفِ فنا نہیں کرنے کیونکہ اہمکے فنا ہو جانے میں رہی، اہم سے لے دانی زندگی جو تو ضعیفہ، یعنی ہم عشق میں موت سے پہلے ہی خودی کو ترک کر کے موت ارادی کیساتھ مر جاتے ہیں۔ کما قبل صفت بالارادۃ تضحیٰ بالطبیعۃ۔ کہ موت ارادی کے ساتھ فنا ہواؤ گے تو فطرت طبعیت کے خلاف نہ رہے گی۔  
 (۲) تفسیر: مصرعہ اول حال واقع ہوا ہے "بارعام" داخلہ عمومی۔ ترجمہ: بقلب مصرعین بد رضوان در وار و غہ جنت، ہاتھ میں جنت کی کچی اور یوں پر حوروں کا سلام لے ہوئے ہمارے داخلہ عام کے انتظار میں کھڑا ہے۔ تو ضعیفہ، یعنی عشق حقیقی نے ہم کو اس درجہ پر پہنچا دیا ہے کہ رضوان اور حوریں ہمارے استقبال کے لئے کھڑے ہیں۔

(۳) ترجمہ: (دنیائے) اس پر فریبِ بخت میں زحمت کا خرمن برباد ہو گیا اور دگلزار حقیقت کے ایک پرندہ نے (دبھی) ہمارے دامِ نظر سے اپنے بازو کاٹنا نہ نہیں لگایا۔ (تو ضعیفہ) یعنی عمر ہواؤ ہو جس میں ضائع ہو گئی اور جو ہماری پیہ ایش کا مقصد اصلی تھا فوت ہو گیا۔

(۴) تفسیر: "مشتاق" اسم فاعل از اشتیاق مراد طفل۔ "دایہ" دودھ پلانے والی عورت۔ ترجمہ: (دشیر خواہ) بچہ کے ہاتھ میں دایہ کی پستان (اس امر کی) گواہ ہے کہ دایہ فطرت (بیز ر دے چلائے) حائے خلق میں دشیر معرفت کی، ایک بوند نہیں پینا تھی۔ (تو ضعیفہ) یعنی بغیر گریہ و زاری عاشق کے لئے کامیابی ممکن نہیں کہ ہے۔

تا نگرید ابر کے خند و چین : تا نالہ طفل کے جوشد لین

(۵) ترجمہ: جب سے ہم نے حافظ شیرازی کی پیروی اختیار کی ہے اس وقت سے، ہمارا کلام دونوں عالم کا پیشوا بن گیا ہے۔

(۶) تفسیر: "کو" یعنی کجا۔ ترجمہ: آنسوؤں کی بارش نے نظیری کی طبیعت کو (مثل) بہار بنا دیا یا (دھما) کہاں ہے؟ تاکہ وہ ہمارا پیامِ باغ کو پہونچا دے۔

(۷) تفسیر: (یعنی ہم کو گھر بیٹھے باغ کے مثل فرخندہ طبیعت حاصل ہو گئی ہے۔ اب باغ کی ہم کو ضرورت نہیں رہی۔ باغ کو پیام پہونچانے کی آرزو طلبِ داد دیا اس کو شرمندہ کرنے کے لئے ہے۔



درپردہ رہ نہاد وقت سخن صبارا ۳۱ من نیکے شناسم پیغام آشنارا  
عیش دیا رغبت چون برق رگدازست ۳۲ نتوان یقید کردن ذوق گریز پارا  
و جد سماع صوفی حالکی ازان مقام است ۳۳ چیزے بیار آمد آں آہو خطا را  
از خورہ کہ دارد گل در قبا گنج ۳۴ جایکے بہست ذوقی میگرد آہنگ را  
بانقر و تنگستی شومست عجب و مستی ۳۵ در کشور غیور اں نخوت کشید گدا را  
بر قدر قابلیت دادند ہر چہ دادند ۳۶ حق راست بر توجہ تہمت مکن قضا را  
بجد۔ مضارع مثنیٰ و خرب جنہ الکرکان۔ مفعول فاعلان مفعول فاعلان و باد

تقطیع :- درپردہ رہ نہاد و تھے سخن صبارا من نیکے شناسم پیغام آشنارا

مفعول فاعلان مفعول فاعلان مفعول فاعلان مفعول فاعلان

(۱) توجہ :- رحیم دوست کے درہائوں نے بات کرتے وقت قاصدِ باد اُصبا کو بھی پرہ کے اندر نہیں آنے دیا کچھ میں ہی، دوست کے پیغام کو خوب پہچانتا ہوں۔ (توضیح) یعنی ہمارے اور دوست کے درمیان نامہ و پیام شوق کا سلسلہ جاری ہے بادِ صبا کو بھی اس کا علم نہیں کیونکہ بادِ صبا کو قاصدِ بنائے کی صورت میں آشنائے راز کا خطر ہے۔

(۲) توجہ :- ملکِ سفر و غربت (یعنی دنیا) کا عیش و آرام بجلی کی طرح گزرتے والا ہے اسلئے اس بھاگنے والے ذوقِ اپنی عیش دنیا، کو کسی، قیدیں جلا کر نہیں رکھا جاسکتا۔ (توضیح) یعنی دنیا ناپائیدار ہے۔

(۳) تشریح :- ”وہ طبعی کیفیت جو صوفی پر طاری ہوتی ہے ”سماع“ سنا۔ ”حالی“ بآئے محروفت اعم فاعل از حکایت یعنی نقل کرتا، بیان کرتا، باحرفِ سرور لامِ بآئے مچھول یعنی کیفیتِ نفسانی جو قائم نہ رہے ”مقام“ وہ کیفیت ہے وہ اپنی ہے جو برقرار رہے۔ دوسرا مصرعہ مقام کا بیان ہے ”خطا را ایں ترا علامتِ اضافت، خطا نام نہر۔ توجہ :- صوفی کا وجد اور سماع اس مقام کو بیان کرتا ہے الا یہ کہ اُس بلکہ خطا کے ہر یعنی مشوقِ مجازی کی کوئی بات یا حقیقت کے مشابہ ہی۔ (توضیح) یعنی عارفِ علوہ یا حقیقی کو مجاہد کے مظاہر میں پہچانتا ہے اسلئے سرِ مضمت ہے۔

(۴) تشریح :- ”خورہ“ پھول کا ربڑہ جو پھول کے کھلنے پر ظاہر ہوتا ہے ”در قبا گنجید“ آپسے باہر ہو جانا۔ توجہ :- پھول اس زبیرہ کی وجہ سے جو اس کے پاس ہے خوشی میں، جامہ سبز باہر ہوا جاتا ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ جہاں کہیں درسا بھی، ذوقِ دولی، ہوتا ہے وہ بالآخر ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ (توضیح) اپنی خوبیِ فطرت و ذوقِ دلِ چھینے والی چیز نہیں۔ دوسرا مصرعہ دعویٰ اور پہلا نیزہ دل میں صحتِ حسنِ فیصلی پائی جاتی ہے۔

(۵) توجہ :- تنگدستی و افلاس کے ہوتے ہوئے غرور و اوستی، ایک، نحوست ہے۔ جو قند وں کے ملک میں تو، غرور جو علامتِ بغیرتی ہے، گدا کو ہلاک کرتی ہے۔ (توضیح) یعنی انسان کیلئے جو سرمایہ احتیاج ہے تکبر و غرور زیبا نہیں کیونکہ غرور و روح کی موت ہے۔

(۶) توجہ :- کارکنانِ نفع و قدرتے بچھو، جو کچھ دیا ہے استعداد و قابلیت کے مطابق دیا ہے اسلئے ان کا تنگہ و بچا ہے بلکہ حق تعالیٰ کو تجھ پر دین میں غلبہ حاصل ہے اسلئے، تو قضاے اپنی پر تہمت نہ لگا۔

از مرغزار عجب با سبزہ زار دنیا ۷ تا دامن از کجائی حرفے بگو خدا  
انصاف و مہربانی عہد از جهان انداخت ۸ شد راستی خوشا شد دوستی مدا  
باشاہ عشق باز آن خبر کے گوید ۹ بے آب و دارہ کشتی مرغان خوش نوا  
از کاش محال برق در خود فرانید ۱۰ یا این خیس مردم یاری گیر یا  
خوش فطرتی نظیری حل فقی خود کن ۱۱ حال ز کام مردم بانگ ست آسیا  
ادب گرفتہ عنان خماری دوستی ما ۱۲ برابرست بلند ی ماو پستی ما

(۷) تفسیر یہ: ”مرغزار“ سبزہ زار“ ہر دو اکم مکان، وہ جگہاں بہت سبزہ آکا ہوا ہو۔ ترجمہ: قلب مصر میں۔ خدا کیلئے داسے انسان، تو کوئی بات تو کرتا کہ میں یہ معلوم کر سکوں کہ تو کہاں کا باشندہ ہے، آخرت کے مرغزار کا یا دنیا کے سبزہ زار کا؟  
دقوضیہ: یعنی طائر روح انسانی مرغزار عجبی کا رہنے والا ہے دنیا کے سبزہ زار میں دل نہ لگانا چاہیئے۔

(۸) ترجمہ یہ: ”نظر نے مہربانی و انصاف کی رسم کو دنیا میں مٹا دیا“ چنانچہ خوشامد کا نام سچائی و اظہار داری کا نام دوستی ہو گیا ہے۔  
(۹) تفسیر یہ: ”عشق باز“ عرفیہ کیونکہ تر باز کو کہتے ہیں یہاں پر شاہ عشق باز سے مراد مشتوق کی کوہنک وہ بھی عاشقوں کے دلوں سے کھینتا ہے۔  
”خوش نوا“ خوش آواز۔ ترجمہ یہ: ”اس“ عشق بازوں کے بادشاہ سے آخر کوئی اتفاق تو کہہ دے کہ اسے بے رحم، تو سے خوش آواز پرندہ یعنی عاشقوں کو بھوکا کیا سارا ڈالا۔ ۲۰ فنکار کا شعر میں حسرت اور بے بسی کا المناک منظر پیش کیا ہے۔

(۱۰) تفسیر یہ: ”کاش“ حاصل مصدر از کاستن ”یاری گرفتن“ دوستی کرنا۔ ترجمہ یہ: ”اہل زمانہ“ دوستوں کو گھٹا کر اپنے مرتبہ کو بڑھاتے ہیں تو اسے دوست ان ذیل لوگوں کے ساتھ دوستی نہ کر یعنی اہل زمانہ سے قطع تعلق کرے۔  
(۱۱) تفسیر یہ: ”خوش فطرت“ اچھی فطرت والا۔ ”حل“ کھولنا تحقیق کرنا۔ ”دقیق“ مشکل۔ باریک شقیق روز وقت۔ اور یعنی آرد مرا پیٹہ معنی میں۔ مگر دوسرے معنی کے لحاظ سے اس سے سیاسی سے مناسبت رکھتا ہے۔

ترجمہ یہ: ”اسے نظیری تیری فطرت اچھی ہے تو اپنی مشکل کو حل کر دوسروں سے سروکار نہ رکھ دو کھنا نہیں کہ لوگوں کی مراد بر آری سے چلی کر گڑا گڑا نہائی حاصل ہے۔ دقوضیہ: یعنی چکی دوسروں کے لئے اٹا پیٹتی ہے مگر اس کے لئے کوئی فائدہ نہیں، اسی طرح اس زمانہ میں دوسروں کی فکر کرنا بے سود ہے۔ سب سے پہلے اپنی حالت درست کرنی چاہیئے۔

بھیر: بجمت ثمن، خجون، مخذوف ۱۱ کان:۔ و قطع حسب ۱۲

(۱۱) تفسیر یہ: ”عنان“ باگ ”خمار“ نشہ اترتے وقت بدن کا ٹوٹنا۔ ترجمہ یہ: بارگاہ دوست کے ادب نے ہماری سستی و خمار کی باگ ہتمام ملی رہ حالت وصل میں کوئی بات کہہ سکتے ہیں نہ حالت ہجر میں اسلئے ہماری بلندی حالت سستی اور پستی (حالت خمار و دونوں برابر ہیں۔

بخود دوست نیا نیم تازے سیم ۲ تمام دوست پرستی سرت و سرتی ما  
 ہزار ساغر دیدار شد نہی و بنور ۳ فرو و حوصلہ است شوق وقتی ما  
 خمار شوق ندارد صبح ماہرگز ۴ بیک طلوع بود نشہ استی ما  
 مثال صورت مہموم بے نشان بودیم ۵ منتظر تو کشیدہ نقش ہستی ما  
 ز حقہ گسرت کار برنے آید ۶ زخمت دہن گسرت تنگدستی ما  
 ز گوشہ طبری طیارچہ بوست بخت ۷ عذار و فخر و ضرب دوستی ما  
 ز شہر دوست تو ایم پیام عشق بر لبہا ۲۳ یہ تلقینے کم آزاد طفلان را ز مکتہا

(۲) (تشریح)۔ ”بخود آمدن“ ہوش میں آنا۔ ترجمہ: جب سے ہم شراب پی کر مست بنے ہیں اپنے دوست کا خیال چھو کر ہوش میں نہیں آتے۔ یعنی ہماری شراب نوشی سراسر محبوب پرستی ہے۔ (پھر بے پرستی سے میں کیوں روکا جاتا ہے۔  
 (۳) (ترجمہ)۔ ”شراب دیدار کے ہزار پیالے خالی ہو چکے ہیں اور ابھی تک ہمارا شوق اور مستی ہمارے (بلند) حوصلہ کو کم ہے۔  
 (توضیح)۔ یعنی ہم اس سے بھی زیادہ مستی و بخودی کے خواہش مند ہیں۔

(۴) (تشریح)۔ ”صبح“ ”طلوع“ ”ظہار ہونا“ ”کھانا پکانا“ ”جام شراب کو آفتاب پر تشبیہ دیکر لفظ طلوع کو اس کے لئے استعارہ کیا۔ ترجمہ: ہماری صبح کی شراب شوق کا خمار بالکل نہیں گھٹتی (یعنی شوق جو بوقت محرومی ہوتا ہے نہیں رہتا۔ اس کے خورشید جام کے ایک بار طلوع ہونے پر ہی ہمارا عہد الست والا نشہ شروع ہو جاتا ہے۔ (توضیح)۔ یعنی جس طرح عہد الست میں ارواح خود دید ہو کر سر بسجود ہو گئیں، ہمیں اسی طرح ہم اس عالم میں خدا کی تخلیقات کا ایک بار نظر رکھ کر کے ہمیشہ کیلئے چھو ہو جائے ہیں  
 (۵) (تشریح)۔ ”منتظر نقشہ“ صورت، منظر میں باطنی مطابقت ہے۔ ترجمہ: ہم دہی تصویروں کی مانند بے خود تھے۔ بلکہ دوست کارکنان قضا و قدر نے ہمارے نقشہ کی مطابقت ہمارے وجود کا نقش کچھ دیا اور اللہ خلق آدم علی صورتہ یعنی آدم کو اللہ ہی صورت پر پیدا کیا)

(۶) (تشریح)۔ ”کار بر آمدن“ مراد پوری ہو جانا۔ ”دھن کو حقہ سے اور دانوں کو گہڑے تشبیہ دی ہے۔ ترجمہ: (اے محبوب) ہمارے موتیوں کی ڈیباں ایسے منہ بہ ہماری مراد پوری نہیں ہوتی (پس) ہمارے ہی (دھن کے بھل کی وجہ سے ہماری تنگدستی) اور بے باگمی ہے۔  
 (۷) (تشریح)۔ ”بوست ریتھن“ کھال اڑا دینا، عذار“ رخسار“ ”دھن“ ایک قسم کا باجہ جو ایک طرف منہ تھا ہوا ہوتا ہے۔

(ترجمہ)۔ ”حوادث کے“ ”ظاہر نے“ ”طبری کے“ ”کانون کی“ ”کھال اڑا دی“ جس طرح دھن کا رخسار ہماری دہن تھی تھا پانی کھا سکتا (توضیح)۔ یعنی جس طرح دھن کو دھن تھی تھا پانی کی برداشت نہیں ہوتی اسی طرح ہم کو طیارچہ خواہش کی تاب نہیں۔

(۱) (تشریح)۔ ”تلقین“ ”تعلیم“ ”پیام عشق بر لبہا“ ”ضمیر مکمل سے حال ہے۔ ترجمہ: میں محبوب کے شہر کو پیغام عشق کیوں پرلے رہا ہوں یعنی خود عاشق ہوں اور دوسرے کو اس کے حسن انبی پر فدا ہو گئی دعوت دہا ہوں میں ایک سبق شوق کو مدد دے گا کی قیاسی بچہ کو لانا دکر دنگا

بگو منصور از زندان انا الحق گو برون آید ۲  
 چون ہر کس طیبہ دار و از رحمت چہم دارد ۳  
 سحر کہ خستہ و بر بخور از خلوت برون آیم ۴  
 ز دست او جرات نہائے زہر آلودہ بنمایم ۵  
 دل شرب افشائے آنکد و رہائے حرانم ۶  
 بعض التفاتے زندہ دارد آفرینش را ۷  
 زبید دے کہ بر دل شدہ کرم ضبط خود دل ۸  
 کہ دین عشق ظاہر گشت باطل ساختنہا ۹  
 کہ آپے بر شتم بر کوہ و صحرایم تہا ۱۰  
 چو پروانہ کہ از صحبت بر آید آخر شہا ۱۱  
 بزخم ناصحان سوزن زندانیش عفرہا ۱۲  
 بسوئے آسمان دیدم فرد و بارید کو کب ۱۳  
 اگر نازے کند از ہم فرو ریزند نقابہا ۱۴  
 کنوں کانش ہے بار دیشما نم زیارہا ۱۵

(۲) تشبیہ: "انا الحق گو" یعنی انا الحق گویاں اسم حال۔ ترجمہ:۔ دیکھا کر کہہ دو کہ اب منصور قید خانہ سے انا الحق کہتا ہوا نکل آئے اب کوئی خطرہ نہیں ہے، اسلئے کہ مذہب عشق ظاہر ہو چکا ہے اور دوسروں باطل ہو گئے یعنی احکام حقیقت سے شریعت ظاہرہ فتح پائی۔

(۳) تشبیہ: "رحمت" مراد مرض یعنی تکلیف۔ ترجمہ:۔ جو شخص مجھ حیدیا طیب رکھتا ہے اس کو مرض کا کیا کھٹکا۔ اسلئے کہ اگر میں ایک آہ کروں تو تمام بخار پہاڑ اور جنگلوں پر اٹھا کر بھینک دوں۔ (توضیح: یعنی میں آہ آتش بار سے تمام کائنات کو تباہ کر بخار بنا سکتا ہوں۔ تو کیا بعض عشق کی تیار داری نہیں کر سکتا۔

(۴) ترجمہ:۔ میں صبح کو خلوت کدہ و محبوب سے اسلئے پروانہ کی طرح خستہ و طول نکلتا ہوں جو آخری شب میں اپنے عشق (شع) سے جدا ہوتا ہے۔ (توضیح: یعنی میرے رنج و حسد کی کوئی حد نہیں رہتی۔

(۵) ترجمہ:۔ میں اس معشوق کے ہاتھوں کے لگے ہوئے زخم دکھاتا ہوں (اور) نصیحت کر نیو اسے میرے زخم میں چھوؤں کے ڈنک کی مانند۔ سوئیاں بگو چنے میں سے یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے میں دوست ناصح: کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی نمکسار ہوتا۔

(۶) تشبیہ: "دل شرب" مراد وسط شب۔ ترجمہ:۔ (میری درد مندی کی یہ حالت ہے کہ رات کا دل بھی میری محرومی کی کدورتوں سے درد مند تھا پس میں نے بامید کرم آسمان کی طرٹ دیکھا تو داٹے، استارے (شکل تبرجہ) پر ابرسنے لگے یا میری محرومی کا درد رکھنے کی وجہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرسنے لگے اور رات ان کی رقتی سے بھی محروم ہو گئی۔

(۷) تشبیہ: "آفرینش" حاصل مصدر یعنی اسم مفعول "التفات" توجہ۔ ترجمہ:۔ دجائے حقانی نے محض (یعنی توجہ رکوم) سے عالم کو زندہ رکھا ہے ورنہ اگر ناز کرنے لگے (یعنی تجلی رحمانی کا فیضان منقطع کر کے کلی قہری کا ظہور کرتے تو تمام اجسام ٹوٹ پھوٹ کر چاہیں۔

(۸) ترجمہ:۔ (میری جی غلطی ہے کہ اول اول جو خدا میرے دل پر ہوئی اس سے میں نے اپنے آپ کو ضبط نہ کیا بلکہ یارب یارب کا شور برپا کر دیا وادیت جبکہ دل پر اب گریس نہ رہی ہے تو (یعنی پہلی) ہائے ہائے شرمندہ ہوں کہ نہ اس وقت ضبط کو ہاتھ سے دینا اور نہ آج یہ روز بذر کھینچنا، (افسار لا)۔ اس شعر میں درس تسلیم و رضا ہے۔

تکلیفی برکشا تا دیدہ دل رکشا سیت ۱  
 گر بسخن دآورم عشق سخن سراے ۲  
 گل بخران شکفتہ شد ویں لب بستہ وانشد ۳  
 نے ز رہے خبر و ہم نے بدے اثر کتم ۴  
 ہر لے کے صعب تر روزی عاشقان شود ۵  
 کہ از تنگی عالم تنگے گرد نہ شمر ہا

(۱) تشبیہی "برکشا" یعنی پہلو، کشا امر از کشا دل یا برکشا دل یعنی کھونا اس صورت میں دیدہ سر اس کا مفعول دیدہ دل کے قریب کیوجہ سے محذوف ہے، مشرب اصل لغت میں نکھایا، اسم ظرف از مشرب ہے، مجازاً یعنی مذہب، تفریح، اے نظری (پنا) سنیہ ویلے کوئی، وسعت نظر سے کام لے، یا اپنے سر کی آنکھ کھول یعنی غور سے دیکھ تاکہ کارکنان قضا و قدر سے دل کی آنکھ کھولے، یعنی بصارت سے کام لے تاکہ بعینہ حاصل ہو، اسلئے کہ عالم کی تنگی ز نظر سے ہی مذاہب (بھی) تنگ ہو جاتے ہیں، تو ضمیمہ، یعنی تو اس تنگ نظری میں مبتلا ہو کر اپنے راستوں اور طریقوں کو محدود نہ کر، بلکہ ہر چیز میں خدا کے جلوے کو دیکھ اور وسعت حوصلے سے کام لے۔

شکستہ - رجز شمس مہو حی یحیون

تفصیل - ۱۔ گر بسخن دآورم عشق سخن سراے ۲۔ برودوش سر ہی گریہ ہا ۳۔ بر بادے را  
 مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن

(۱) تشبیہی "بسخن دآورم" کو بے پروا کرنا، سخن سراے "اسم فاعل تریبی، سر و آدن چوڑ دینا" ہائے "اسم صوت، روینکی حالت میں یہ آواز مہو سے نکلتی ہے، "پہلو، دوش" کا نہا، تفریح، اگر میں (اپنے) مقرر عرش کو بولے پرا آمادہ کروں تو اس کی داستان سکھو اپنے پہلو اور کا نہ پھڑپھڑے ہائے کر کے رونائ شروع کر دیگا، مخلصا صمد - داستان عشق بہت اندوہناک ہے۔

(۲) تشبیہی - "در بن ناخن بودن" ناخن میں پچانس لگانا، گرہ نشائے "اسم فاعل تریبی، تفریح، خزاں تنگ، میں پھول کھل گئے، مگر ہمارا اند (غیر) دل بکھلا، دیکھا کریں ہمارے گرد کھولنے والے نصیب ہی کے ناخن میں پچانس لگی ہوئی ہے۔

(توضیح) یعنی ہمارے دل کا شکفتہ ہونا اپنی ہی برہنہی کے سبب ہے۔

(۳) تشبیہی - در آفاقے کا گھٹھ، را علامت اضافت، صوت کچ "پیر ہی آواز مراد صداے بازگشت، تفریح، فندب مصرعین میں خالہ در احباب حقیقت کے گھٹھ کی صداے بازگشت ہوں، (اسلئے) میں نہ کسی وجہ ہارنے کی طمع دیتا ہوں اور نہ کسی دل میں اثر کرتا ہوں، (توضیح) یعنی بات میں تاثر نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ میں حقیقت سے بے خبر ہوں۔

(۴) تشبیہی - تقدیر عبارت ہے - ہر لے کے سخت تر باشد "حوصلہ" یوٹا پرندہ کے داند بھرنے کی قبلی، ہمارا کارکنان طاہر کا نام ہے، مشہور ہے کہ وہ جس کے سر پر سایہ فلک ہو جاتا ہے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے، تفریح، عاشق کی روزی مرہو رنج ہوتا ہے جو کہ سخت سے سخت ہو، کیونکہ تمہارے پوٹے کیواسلئے ٹاپوں کا لقمہ ہی مناسب ہے، یعنی عالی حوصلہ عاشق مصیبت پر صبر کرتے ہیں خواہ کتنی ہی بڑی مصیبت کیوں ہو، پہلے مصرعہ کو دعا بہر بھی تراپ دیا جاسکتا ہے۔

درس ادیب اگر بود زمر منہ محبت ۵ جمعہ بکنتب آور و طفل گریزائے را  
 خاتم جم شکستہ تن، سبک عشق ساختہ ۶ منظر دوست کردہ دل جام جہاں نگار  
 پیش نظری از فلک در دہے پر ہم کہست ۷ پرورشہ اثر بے نالہ آل گدائے را  
 بگداز عشق کہ خطوہ نہ گام ست اینجا ۱۵ دل بھرت نہ و بس کا ر تمام ست اینجا  
 خطا آزادی سے و بھرغاں نہ دھند ۲ باز گردید کہ سیر غ بدام ست اینجا

(۵) تشریح:- ”ادیب“ معلم ”گریز“ بھگوان اسم فاعل ترکیبی ”درس“ سبق ”نرجس:-“ استاد کا درس اگر عشق اور محبت کا تراز ہو تو وہ جمہ کے دل بھی بھگوان سے بچ کو مکتب میں لے آئے یعنی درس عشق کی کشش اس قدر ہے کہ بدشوق بھی ایسے شوقین بن جاتے ہیں کہ جمہ کی بھی چھٹی نہیں کرتے۔

(۶) تشریح:- ”خاتم جم“ حضرت سلیمان کی انجسری۔ جم کی طرف اگر خاتم، اسب، بادائیں، یا قیوہ مضامین ہوں تو اس سے حضرت سلیمان مراد ہوتے ہیں، اور اگر ستہ آئینہ آب حیات کو منسوب کیا جائے تو سکندر مراد ہوتا ہے اور جام یا زم عیش و طرب کا تعلق ہو تو حبشیہ یعنی کھنجر مراد ہوتا ہے ”سبک“ نقش، صورت، اتوید۔ ایک خاص زیور کا نام۔ ”جام جم“ کھنجر کا وہ جام جس کا عالم علوی و سفلی کے حالات معلوم ہوتے تھے ”منظر“ چہرہ۔ ”خل نظر“ خاتم جم اور ”تن“ دونوں میں سے ہر ایک کو نال و مفعول قرار دیا جا سکتا ہے۔ علی ہذا دوسرے مصرعہ میں ”دل“ اور ”منظر و دوست“ کو۔ ”نرجس:-“ خاتم جم سے (اپنا) تن توڑ کر عشق کا سبک نیا کر لیا۔ یعنی مادی عروج کو دور کر کے روحانی ترقی حاصل کی، اور دوست کے چہرہ نے جام جہاں نائے (جمشید) کو (عاشق کا) دل بنا دیا۔ یعنی دل جام جہاں ناک کی طرح حقائق عالم ظاہر کرنے لگا۔ (توضیح:-) خاتم کے حلقہ کو تن قرار دیا ہے جس کے زائل ہوا جائیکہ لید شکل اتوید، پہل، باقی رہ جاتی ہے جو گئے کا زیور ہے۔ تو گویا انجسری ترقی کر کے انگشت و سینہ پر پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح مادیات کو ترک کر دینے کے بعد سالک عشق کے مقام ارتقا والی پر فائز ہو جاتا ہے اور دوست کے جلوہ رخ کیوہ جسے اس کا دل منہ جام حبشیہ کیفیات عالم کا آئینہ بن جاتا ہے۔

(۷) تشریح:- ”نظیری کے سامنے فلک سے (فریاد) درد دل ایک جاتا ہوں کیونکہ بادشاہ (حقیقی) کے دروازہ پر اسی گدا کے نالیں اثر ہے۔ (یعنی بس اپنا شفیع نظیری کو بنانا ہوں کیونکہ اس کے نالوں میں اثر ہے) اشارہ:- بشعر میں صنعت تحرید ہے۔

جمہ بہ۔ دل منہ منہ خوبون محذوف ممکن ۱۶ کان۔۔۔ و لقطع منہ ۱۵

(۱) تشریح:- ”از جیزے گدشتن“ کسی چیز کا خیال چھوڑ دینا ”خطوہ“ دو قدم کا درمیانی فاصلہ۔ ”قدم“ دل بھرتے نہاد ”رضا منہ ہو جانا“ قناعت کرنا۔ ”نرجس:-“ تو عشق کا خیال رہی، چھوڑ دے اسلئے کہ یہاں روادی عشق میں لگام و قدم (کا کام) نہیں، حسرت و محرومی پر راضی ہو جاپس رہی، یہاں کام ختم ہے۔ (توضیح:-) یعنی وہ عشق قدموں کے ذریعہ سے نہ ہو بلکہ خواہی نہیں یہاں تو حسرت و محرومی پر قناعت کر لینا اور اعتراض و غرماؤں کا نہ ہر جا کو کہیں ان تاعن بکجا پاسر بایزاد حق

فلک بونی و جنال و برع عشق خطاست ۳  
 جرعه از شیرِ خاطر ز گلو بر گزید ۴  
 خود بخود بانگ زخم خود بخود آوا شنوم ۵  
 ہمے نوشی و سستی و نشاط و طرب ست ۶  
 ز ابر ساغر مہ رخسارہ ساقی نمود ۷  
 ہر چہ در شرع مباح ست حرام است اینجا  
 ہاں بہش باش کہ جام و لبام ست اینجا  
 خبر نیست کہ گویم چہ مقام ست اینجا  
 کس چہ داند کہ شب و روز کیام است اینجا  
 شکر اللہ کہ تجلی بدوام ست اینجا

(۲) تشریح:- "سیرغ" ایک طائر کا نام جس کے متعلق مشہور ہے کہ چالیس یا پچاس روز کھانا ہے، سعدی گفتہ ہے  
 چنان بہن خوان کرم گسترد کہ سیرغ دقات قیمت خورد

بعض کا خیال ہے کہ یہ شخص فرضی نام ہے۔ یہاں اس سے اولیاء مراد ہیں۔ ترجمہ:- "سیرغ" وہ کی دسی آزادی کا فرمان دکار  
 کنان قضا و قدر عام پر بندوں کو نہیں دیتے پس، واپس لوٹ جاؤ کہ یہاں پر تو سیرغ (تک) دام میں گرفتار ہے۔  
 (توضیح) یعنی جب بڑے بڑے اولیاء اور غلام عشق میں گرفتار ہیں تو عام طالبین کو کہاں آزادی پا سکتے ہیں۔ اسلئے اگر  
 آزادی کا خیال ہو تو واپس لوٹ جاؤ۔

(۳) تشریح:- "طوبی" درختِ جنت "جنال" جمع جنت، "ورع" تقویٰ یہاں مذہب مراد ہے، "مباح" جائز۔

ترجمہ:- "طوبی" اور جنت کا خیال کرنا بھی، مذہب عشق میں گناہ سے (یعنی) جو چیز کہ ظاہری شریعت میں مباح ہے وہ یہاں حرام  
 یعنی عشق بے غرض ہونا چاہیئے ورنہ وہ سوداگری ہو جائے گی)

(۴) تشریح:- "جرعہ" گھونٹ "بہش" خفت ہوش۔ ترجمہ:- دل میں شہ لانے پر شراب، معرفت کا، گھونٹ خلق سے  
 لوٹ آتا ہے۔ خیر دار ہوش میں رہا کر یہاں (خمر عشق کا) لبام اور ربہ معرفت کا، جام ہے۔ (توضیح) یعنی جس طرح  
 لبام پر جام کو سنبھالے رکھنے کی ضرورت ہے ورنہ ذرا سی غفلت میں خود بھی پیچھے گر کر ہلاک ہو جائے گا۔ اور جام بھی با قدر  
 جاتا رہے گا۔ اسی طرح طریق معرفت میں بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے دل کے ادنیٰ ثلک شہ پر تمام محنت ضائع ہو جاتی ہے۔

(۵) تشریح:- "آوا" خفت آواز یا آوازے۔ ترجمہ:- خود ہی میں صد لگائے ہوں اور خود ہی اس کی  
 آواز سنتا ہوں۔ مجھے خود معلوم نہیں کہ یہاں یہ کون سا مقام ہے۔ کہ میں اس کے متعلق کچھ بتلا سکوں (یعنی یہ  
 وحدت الوجود کا مقام ہے۔)

(۶) ترجمہ:- "دہم کو لطیف عشق" (سرمے نوشی) سستی اور شیش و مسرت کا حاصل ابے کسی کو کیا معلوم کہ رات دن یہاں  
 دہا رہے ہاں غامہ دل میں اکون رطلوہ افزون رہتا ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ حاصل ہے۔)

(۷) ترجمہ:- جام شراب کے بادل سے ساقی کے رخسار کا چاند ہم کو انفر آگیا۔ اللہ کا شکر کہ یہاں (مگر کہ عشق میں)  
 دامنِ تلی رہتی ہے۔ حافظ گوید:- مادیہ الیکس رخ یا ریدہ ایم۔ اے بے جز لذت عشرتِ مدام

عائشہ زیدہ بازم نشو و یک ساعت ۸ آنکہ رم خوردہ زوہم ہد رام ست اینجا

فیض آب خضر از نظم نظیری ریزد ۹ کہ صفائے سحری تا دم شام ست اینجا

از چاہ غم بخش بدر آرد ۱۰ مردہ ماہ را ۳۶ ہر ماہ عقرب سیہ اش بستہ ماہ را

عابد کہ بندش بدر آید ز خانقاہ ۲ سلطان کہ بایدش بگذار و سیہ را

گر روز حشر پردہ نہ رویش بر افکنند ۳ اینز و بروئے بندہ نیار و گناہ را

(۸) تشریح: "رم خوردن" بجاگ جانا "رام" تابع ہلایا ہوا۔ ترجمہ: ایک گھڑی کے لئے بھی وہ میری کھلی ہوئی آنکھ سے اوجھل نہیں ہوتا۔ ایس یہ سمجھو کہ جو دشکار وحشی کہ سمجھوں کے وہم سے بچ کر نکل گیا وہ یہاں رام ہے یعنی ہم کو خدا کا جلوہ ہر وقت نظر آتا ہے حالانکہ وہ عام نفروں سے پوشیدہ ہے)

(۹) تشریح: "خضر" ایک مقدس سستی کا نام جن کے متعلق مشہور ہے کہ آب حیات پانی لینے کی وجہ سے زندگی جاوید رکھتے ہیں کہ "بیانیہ یا تخلیلیہ۔ ترجمہ: نظیری کے اشعار سے آب حیات کا سا فیض جاری ہے کہ یہاں شام کے وقت تک صبح کا سا نور رہتا۔ یعنی آب حیات گونا گویا کی میں ہے مگر اس کے پینے سے دل مرایا نور بن جاتا ہے۔ اور حیات جاوید حاصل ہو جاتی ہے اسی طرح نظیری کے اشعار میں کامل نورانیت اور حیات جاوید کی خاصیت پائی جاتی ہے۔

بحر: مضارع من ازب کفون خندوت ۱۱ کان و تقطیع: شش ۲

(۱۱) تشریح: "چاہ غم بخش" مراد ٹھوڑی کے نیچے کا گرہا، یہاں باضافت بھی درست ہوا اور بلاضافت بھی "ماہ" مراد رخسار "عقرب سیہ" مراد زلف "بدر آرد" وہ "میں بدر گو یہاں باہر کے معنی میں مستعمل ہوا ہے مگر اس کے ایک معنی مہ کامل کے بھی ہیں۔ اس لئے یہاں مہ را ہو گیا ہے۔ چاند کے کنوئیں سے طلوع ہونے سے قصہ ماہ غم بخش کی طرف تلج ہے اور عقرب سے دوسرے حکم کے قصہ کی طرف اشارہ ہے جس نے ایک فلسفی بچھو بنایا تھا جو ماہ غم بخش کا راستہ بند کر دینا تھا۔ عقرب ایک برج کا نام ہے، برج چاند اس برج کی آخری منزل میں ہوتا ہے تو بخوبی اس وقت تک کام کرنا ممنوع قرار دیتے ہیں۔ ترجمہ: اس کو بچھو بنایا، اس کے غم بخش تو چاہ دقن سے ماہ رخسار کو باہر نکالا مگر زلف کے سیاہ بچھو نے اس روشن چاند کے آگے راستہ بند کر دیا۔ یعنی زلفوں نے اس کو چھپا لیا گو باہر چاند طلوع ہوتے ہی غروب ہو گیا۔

(۱۲) تشریح: "کہ ہر دو مصرعہ میں کو صوفی ہے یا شرطیہ" ش "غیر معمولی راجح بسوئے محبوب۔ ترجمہ: دوست کے حسن کا یہ عالم ہے کہ اگر اس کو عابد دیکھ پائے تو خانقاہ سے در سوائے عشق ہنکر، نکل آئے اور اگر بادشاہ اس کو باہر تو اپنی فوج کو بھجو کر دے اور اس کے در کی غلامی کو فرمائیے)

(۱۳) تشریح: "پردہ از رو افکندن" نقاب ہٹانا۔ ترجمہ: اگر قیامت کے روز اس کے چہرہ سے نقاب الٹ دیں تو خدا بندہ کے سامنے اس کے گناہ و عشق کو پیش کرے یعنی اس کا دل فریب چہرہ خود ہمارے جرم عشق کا عذر خواہ بن جائیگا۔



آن کجکلمہ چو با صفت عشاق بگذرد ۴  
 از ہیبت بجائی دیدار سو خستیم ۵  
 عاجز شد دست و پیدہ ز اوراک حسن او ۶  
 بارے چو در نعل ہمہ خرم نمی رود ۷  
 امید هست که ز سر آں بام بگذرد ۸  
 خاکش بفرق کن کہ بجایاں کے رسد ۹  
 شاہان ز سر نہند سوائے کلاہ را  
 برق آورد بشارت باران گیاہ را  
 در حوض جہاں گنجہ نگاہ را  
 پیچا وہ در کنار کشتہ برگ سہاہ را  
 پاو مہبان کوئے کشتہ ویم آہ را  
 عاشق گرفتار اتفاقات کند مال و جاہ را

(۴) تشریح :- ”ہوئے چہرے از سر نہاد“ کسی چیز کی خواہش دماغ سے نکال دینا، ترجمہ :- وہ آڑی ٹوپی لگائے والا (مستحق) اگر اپنے عشاق کی جماعت کے ساتھ بیٹے توڑے بیٹے بادشاہ تاج کی خواہش دماغ سے دور کر دیں۔ (اور اس کی غلامی میں آجائیں) (۵) تشریح :- ”دو سر امہرہ حال بھی قرار دیا جاسکتا ہے اور علت بھی پہلی صورت میں مضمون استعجاب ہوگا اور دوسری صورت میں دعویٰ مع دین اور شعریں ایجاز و حذف ہوگا۔ تقدیر عبارت یہ ہوگی اگر از ہیبت تجلی دیدار سو خستیم، انا امید کریم داریم بخیر۔ ترجمہ :- رات کہ ہم دہری دیدار کی تجلی کی ہیبت سے جل گئے (حالانکہ تجلی گھاس کے لئے بارش کا مژدہ لایا کرتی ہے تو کیہ کیسی بجلی ہے کہ جس نے ہمارے خرم سنی کو جلادیا) (دیگر، دیدار کی تجلی کی ہیبت سے ہم جل گئے (نہر ساتھ ہی باران لطف کی امید بھی ہے اسلئے کہ) بجلی گھاس کیلئے بارش کا مژدہ لایا کرتی ہے۔

(۶) تشریح :- ”ادراک“ علم۔ ”را غلامت اغمافت۔ ترجمہ :- آنکھ اس کے حسن کے احساس و علم سے عاجز ہو چکی ہے کیونکہ نگاہ کے حوصلہ میں اس کا جمال نہیں سما سکتا۔ اشارہ :- لا تقدر ان کہ الا بصار کی طرف تلخ ہے۔

(۷) تشریح :- ”بیجاہ“ کہہ یا۔ ترجمہ :- قلب مصرعین :- کہہ یا گھاس کی پتی کو رہی اپنے پہلو میں کھینچ لیتا ہے۔ جب کہ پورا خرم اُس کی پھل میں نہیں جل سکتا۔

(۸) تشریح :- ”ادراک“ کامل نامکمل ہے تو کم از کم کہہ یا کی مانند قوت جذب سے کام لینا چاہیئے۔ اور قضا کچھ حاصل ہو سکے کر لیا جائے۔

(۹) تشریح :- ”قلب مصرعین“ ہم نے آہ کے پاؤں کو پھردوست میں کھول دیئے۔ اسلئے کہ امید ہے کہ شاید وہ اُس بام پر سے ہو کر گزر جائے (اور اس طرح شاید اس کو ہمارا حال دل معلوم ہو جائے)

(۱۰) تشریح :- ”خاکش“ میں شش نیم خیز و رفق کامضاف الیہ ہے (راج بسوئے عاشق یا مال و جاہ۔

ترجمہ :- اس کے سر پر خاک ڈال اس لئے کہ عاشق اگر مال اور عزت دینا کی طرف توجہ کرے گا۔ تو وہ محبوب تک نہیں پہنچ سکتا۔

گراں عیش بخل نظریٰ جاں رود ۱۰ جویم ز سلسبیل بآتش پناہ را  
برائے خشت خم جویم گواں پیر نرسا ۳۷ کریم بازیم طہاں خرد مشت گل را  
جہاں رانیست آن مٹی کہ بانیقذائے کرب ۳ الف باخوان ہر کتب شگافاں ممتا را  
نجد از بہر حسرت داد را ہم ورنہ معلوم ۳۸ ز دریا چند در آغوش گنج موج دریا را  
ہمیں بس شادی اختیار ہماؤ مشتاقی ۳۹ کہ عذر از جانب یوسف بود جرم زلیخا را

(۱۰) کشمیریہ: "عیش" پیاس "سلسبیل" نہر جنت "آتش" مراد دوزخ "ترجمہ": اگر اے نظیری! جنت میں یہ پیاس (یعنی سوزش دل) جان و روح سے نکل جائے گی تو میں "سلسبیل" چھوڑ کر دوزخ کی آگ میں بٹا ہوں گا۔ (یعنی ہمارا مقصد ہی در طلب ہے) کفر کا فراویں دیندار را : ذرہ در دت دل عطار را

بجحد: ہرج مٹن سالم  
اور کان: و تقطیع شش

(۱) کشمیریہ: "خشت خم" وہ اینٹ جو شراب کے ٹیکے پر شراب کا جوش معلوم کرنے کیلئے رکھ دیتے ہیں "بازیم طہاں" مراد دنیا "پیر نرسا" پیر میکہ۔ مراد رہنما حقیقت "ترجمہ": ہم شراب کے ٹیکے کی اینٹ بچانے کیلئے کار آمد ہیں اُس پیر میکہ سے کہہ دو کہ وہ بچوں کے بازی گاہ سے ہماری ٹھٹی بھڑٹی کو خرید لے۔ (توضیح) معلوم ہے کہ بچے مٹی سے کھیلا کرتے ہیں۔ اس لئے کہتا ہے کہ اس دنیا میں ہماری مٹی بچوں کے کھیل کا ذریعہ بن رہی ہے اس سے تو پیر میکہ ہمارا بچہ سے خشت خم ہی بنائے تو ابجہاں تاکہ پیر مرگ بھی قرب شراب حاصل رہے۔

(۲) کشمیریہ: "ممتا" اسم مفول از تعجب یعنی ہستیاں "ترجمہ": اس دنیا کے کوئی ایسے معنی نہیں ہیں کہ اس کے متعلق سوچنا پڑے بلکہ ہر کتب کا الف با پڑھتے والا اور اس مٹے کو مل کر سکتا ہو۔ (یعنی شخص جانتا ہو کہ دنیا ایک بے معنی چیز ہے) (۳) کشمیریہ: "علامت اخافت" ترجمہ: مجھے رخصت، حسرت میں مبتلا رکھنے کے لئے اپنی طرف متوجہ بنایا ورنہ سب کو معلوم ہے کہ موج دریا کے آغوش میں دیا میں سے کتنا حصہ آسکتا ہے؟ یعنی کچھ بھی نہیں، موجیں آغوش ضرور پھیلاتی ہیں مگر تپتی آغوش ہی رہ جاتی ہیں۔ اسی طرح ہم اس محبوب کو آغوش میں لینے کے لئے ہر جہر کرتے ہیں۔ مگر حسرت ہی اٹھاتے ہیں۔

(۴) ترجمہ: عاشقوں کی مجبوریوں کے (ثابت کر نیے) لئے بس یہ ہی گواہ کافی ہے کہ جرم زلیخا کے لئے عذریوسف کی جانب سے ہوا۔ (توضیح) زمان مہر نے زلیخا پر طعن کیا تھا تو اوپر دیتا تھا افسوس کہ اپنے غلام کو پھسلاتی ہے اس کی تدبیر زلیخا نے یہ کہ ان کو مجلس میں جمع کر کے ترخ اور چھری ان کے ہاتھ میں دی اور یوسف کو باہر بلایا۔ یوسف کو دیکھتے ہی عورتیں حیران رہ گئیں اور ہاتھ کاٹ لئے اس پر زلیخا نے کہا ذلک لکن الذی مُنّنتی فیہ یہی جس کے بارے میں تم نے مجھے نشانہ کلامت لہرا تھا۔ تو کیا یوسف کے حسن کا ظہور جرم زلیخا کیلئے عذر خواہ ہوا۔ اسی سے عاشق کی مجبوری معلوم ہوگی۔

خوشی نزل عشق آرم کہ بردر گاہ سلطانا ۵  
 ہمیں مقدار میخوایم از رخ پردہ بزدلی ۶  
 نظیری خاطر از داغ دل آزدہ تزداد ۷  
 تو اگر ز کعبہ راندی و گرا ز گشت مارا ۸  
 چو حدیث راست گو یاں ہمہ مذاق تلخیم ۹  
 (۵) (تشریح: "نزل" یہاں نکلان ہرنے، "گرا" کا چل چڑھانے ہوئے۔ "تزداد" سلطان عشق کی ضیافت، میں خاموشی سے کرتا ہوں۔ ایسے کہ بادشاہوں کی درگاہ میں بازوئے قوی کو کمان کا چل چڑھانے ہوتے ہیں لایا کرتے یعنی عشق پر کسی کا زور نہیں چلتا یہاں تو خاموشی کے بغیر چارہ نہیں ہے

عشق پر نہ رہیں، یہی وہ نقش غالب ہے کہ لگائے لگے اور بچھائے نہ ہے

(۶) (تشریح: ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ تو اپنے اچھے سے نقاب الٹ دے تاکہ ہم نادان اور نادان کی بیانی کا اندازہ کر لیں۔ یعنی دونوں ادراک حسن سے عاجز ہیں یا مراد یہ ہے کہ جو دانہ ہے وہ ہزار جان سے تیرے رخ زیب کا شیدائی بن جائے گا۔ اور جو نادان ہے وہ محروم رہے گا۔

(۷) (تشریح: نظیری (انک) داغ دل کی وجہ سے طبیعت بہت آزدہ رکھتا ہے تو تیری تو کیا ہستی ہے ذرا ہشتیار ہو کر یہاں (وادعی عشق میں) قدم رکھنا اس لئے کہ (بس یہ سمجھ کے کہ، تو خون میں قدم رکھ رہا ہے یعنی یہاں اول مرحلہ پر جان کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ بس درہ منزل لیلیٰ کہ فطر ہا مست بجاں بہ شرط اول قدم آگشت کہ مجنوں باشتی)



نچر :- دل نمون مشکول اذکان اغلاق فاعلاق، فعات فاعلاق دوبار

تقطیع :- مت اگر ز کعب راندی و گرا زکشت مارا غم بندہ پرد تو بدر سے ن ہشت مارا

فعات فاعلاق فعات فاعلاق فعات فاعلاق فعات فاعلاق

(۱) (تشریح: "گشت" تشکہ۔ معید ہو۔ بلکہ۔ (تشریح: تو نے اگر ہم کو کعبہ اور تشکہ دونوں کو نکال دیا تو کوئی حرج نہیں کہ تیرے بندہ پر دغ (عشق) نے ہم کو اپنے دروازہ کے سوا کسی اور دروازہ پر نہیں چھوڑا۔ (توضیح: یعنی ہم کو دیر دردم سے کیا مطلب ہم کو تو تیرے در کی غلامی درکار ہے اور وہ بظیل غم عشق حاصل ہے۔

(۲) (تشریح: "سفینہ" بیاض۔ (تشریح: سچ بولنے والوں کی بات کی مانند ہم سب لوگوں کے مذاق میں کڑواہٹ، اس لئے، ہم کو (یعنی ہماری سرگزشت کو) اعتریزوں کی بیاض میں نہیں لکھا جاسکتا کہ مبادان کا عیش تلخ ہو جائے۔)

گل و برگ خانہ ماہمہ لمبلان مست لاند ۳ کہ بعاشقی برآمد ہمہ کار و کشت مارا  
 کہ نشست نیم ساعت بر باز لال طبعان ۴ کہ زپردہ بر نیامد ہمہ خوب زشت مارا  
 ز غائب تلخ ساقی دل ما غیب ردارد ۵ بحلاوت حریفان نمود اندر شست مارا  
 ہمہ روز دستِ حسرت چو گل ز دور لیسیم ۶ کہ سر آستین مہمان بشکر نہشت مارا  
 نہ صنم بجائے یابی نہ گلے آب و روق ۷ ز خطا ہم ہر آمد ہمہ خاک فرشت مارا

(۳) تشریح: ”گل و برگ“ مراد سامانِ زینت۔ ”کار و کشت“ حاصلِ مصدقہ ترکیبی مرکب از امر و فعل ماضی، مراد کار و بار۔  
 ”را“ بمعنی برائے یا علامتِ اضافت۔ ”درجہ“۔ ہمارے گھر کا سامانِ زینت تمام مست و بخود بلبلیں میں اس لئے کہ ہمارا کار و بار  
 صرف عاشقی میں منحصر ہو چکا ہے (اور حسبِ دستور جیسا کسی کا کار و بار ہوتا ہے اسی کے مناسب گھر کی زینت کا سامان ہوتا ہے  
 دوسرا ترجمہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے گھر کا پھول ہے تو پھول اور پتہ ہے نوینہ بلبل کا حکم کہ کتاب ہے الخ۔

(۴) تشریح: ”لال طبع“ عافِ دل۔ ”را“ علامتِ اضافت یا بمعنی برائے۔ ”درجہ“۔ ہم صاف دل والوں کے پاس  
 کون شخص تھوڑی دیر کے لئے بیٹھا کہ ہمارا بھلا برادرِ حال اسبِ ظاہر نہ ہو گیا ہو؟ (یعنی ہمارے پاس تھوڑی دیر بیٹھنے والا بھی اتنا  
 صاف دل ہو جاتا ہے کہ ہمارا تمام حال اس پر منکشف ہو جاتا اور ہم بھی صاف دلی کی وجہ سے کچھ چپا کر نہیں رکھتے۔ مگر اکو برائے  
 کے معنی میں لیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ ہم ایسے صاف اور آئینہ طبع میں کہ جو شخص تھوڑی دیر بھی ہماری پاس بیٹھ جائے تو اس کا تمام  
 حال ہم پر ظاہر ہو جاتا ہے۔

(۵) تشریح: ”حریف“ ہمیشہ ہم پریشانی کی وجہ بنتی ہو جاتی ہے او کہیں وجہ دوستی لیکن اگر حریف سر دشمن اور رقیب مراد  
 ہوتا ہے۔ ”درجہ“۔ ہمارا دل ساقی کے تلخِ غائب کی وجہ سے ایسا غبارِ (ربخ) رکھتا ہے کہ ہم مشربوں کی شربتی (عیش) میں ہم کو شامل  
 نہیں کیا جا سکتا (یعنی ان کے عیش میں بھی نکلد پیدا ہو جائیگا بعض شاربین نے غائب تلخ ساقی کو دل کیلئے وہ غبار قرار دیا جس سے  
 آئینہ صاف کیا جاتا ہے تو گویا اس کے غائب سے ہمارا آئینہ بھی ہو جاتا ہے۔ پس رقیبوں کی قسمت میں گو محالوت آتی ہے مگر وہ اس  
 رتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ مگر غبارِ آشتینِ دل کے یہ معنی ”تکلف نہیں ہیں۔“

(۶) ”درجہ“۔ تمام دن کبھی کی طرح میں (برابر) دوری دور رہتے ہوئے دستِ حسرت کا ٹٹا اور چٹا رہتا ہوں کہ مہمان (رقیب)  
 کی آستین نے ہم کو شکر (لبِ شربین) دوست) پر نہیں چھوڑا۔

(۷) تشریح: ”ہم“ گل۔ ”کان تلخِ خاکِ خشت“ یہ ہے کہ صنم خشت و سنگ کا بنتا ہے اور پھول خاک سے نکلتا ہے اس لئے شعر میں  
 لغت و شعر غیر مرتب ہے۔ ”درجہ“۔ قلبِ مصرعین۔ ہماری خاکِ خشت گناہوں کی وجہ سے ایسی تباہ و برباد ہوئی کہ نہ تو صنم کو اپنی  
 جگہ پر قرار پایگا۔ اور کیسی پھول کو تروتازہ یعنی اگر ہماری خاک سے گل پیدا ہوا و خشت سے صنم تراشا جائے تو گل پیر مردہ ہو گا  
 اور صنم شکستہ اور ایسا نحیف اپنی ہی خطا اور گناہ سے۔ ”ہم“ براؤر۔ ”کی صورتیں“ یہ جملہ دعائے ہو گا یعنی اسے خدا ہماری خاکِ خشت

بتواضع ہم دے سہرا فروں سیاید ۸ کہ حدیث عشق و سہوا شدہ سر نوشت را  
 بصدع غم نظیری زخما را دہ رستم ۹ نکلند دماغ آخو شہو کل صہبت را  
 جز تا مہنم نقش کن لوح چہیں را ۱۰ چاپ کنی راست نحو انہد نکس را  
 از شوق شہیدان حرم ہم سر کویش ۱۱ چوں دانہ در آغوشش یخزد زین را  
 پیدا ست رہائی من از ضعف امیدم ۱۲ رہ زرد پیرے رسد آوار خزین را

(۸) ترجمہ :- جمید و غیر دے ساتھ انکادی کرنے کے لئے ہمارا سر پی ہیں ہو سکتا۔ اسنے کہ عشق اور خون (توق) ہماری سر نوشت بن چکا ہے یعنی عاشق عروج دنیا رکھے والوں کے آگے نہیں جھکتا اسنے کہ عشق سے بالاتر کوئی رہ نہیں  
 (۹) تشریح :- ”صدع“ درد سر ”خمار“ نشہ ٹوٹنے کی حالت ”علامت“ اضافت تقدیر عبارت یہ ہوگی ”گل صہبت“ دماغ ماخوش ہو نکلند۔ ترجمہ :- اسے نظیری غم عشق اس کے درد سر کی وجہ سے ہم شراب کے خمار کی تکلیف اسے چھوٹ گئے اور یہ درد سر ایسا ہے کہ ہمارے دماغ کو سو بہنتوں کے پھول دہیں مگر مضطرب و سرور نہیں کر سکتے یا ہمارا دماغ ان کو سونگنا نہیں پاتا ہوتا۔ اس لئے کہ وہ غم عشق کا طالیابے فرحت کا خواہاں نہیں)



بجز ہرچ شمن خرب کوف خذوف اراکان بہ و قلعیح مثل ۱۳

(۱۳) تشریح :- ”نقش کردن“ نقش کرنا کھودنا۔ ”کئی“ مضارع منفی از گندنا۔ ترجمہ :- اسے طالیاب حقیقت اپنی پیشانی کی لوح پر بت کے نام کے سوا کچھ اور کدہ نہ کر داس لئے کہ جب تک تو نگینہ کو آٹا نہیں کھ دیا تو لوگ اس کو نہ دیکھ نہیں پڑھ سکیں گے۔ (یہ) بعض اے ایچا ترا قنطریۃ الحقیقۃ عشق مجازی عشق حقیقی کا زمینہ ہے۔ ایشا ورہہ تنہیل کی خوبی قابل حد آخر ہے۔

(۱۴) تشریح :- ”دا“ علامت اضافت تقدیر عبارت یہ ہوگی ”دراغوش زمین نکلند“۔

ترجمہ :- اس کے کوہ کے حرم سرا کے شہید قایت شوق کی وجہ سے دانہ کی مانند زمین کی آغوش میں نہیں سما سکتے یعنی جس طرح زمین کو پھاڑ کر دانہ باہر نکالتا ہے اسی طرح شہداء نے عشق پیوند زمین نہیں بن سکے بلکہ وہ زندہ جاوید ہوتے ہیں۔

(۱۵) تشریح :- ”رہ بسر رسیدن“ راستے طے ہو جانا۔ ”را“ علامت اضافت۔ ترجمہ :- میری امیدوں کی کمزوری سے (ہی) میری رہائی ظاہر ہے (جیسا کہ) نگین آواز کا راستہ جلد ہی طے ہو جاتا ہے (اور وہ صہب کے کانوں تک پہنچ جاتی ہے) یعنی راہ عشق میں امیدوں کا کمزور مضطرب ہو جانا ہی ذریعہ کامیابی ہے)

من دام بہ پنجہ کہ انداختہ بودم ۴ شیر آمد و گرفت زمین دام و کھین را  
 آب رُسے از آب گفتم برسانم ۵ وادی بر ہم ریخت لَف آب دھیں را  
 باتیغ بہ تیسیم باضمم بشفقت ۶ با مہر بدل ساختم از عشق تو کین را  
 بیرون ہم از خویش اگر با تو نظیری ۷ یک پایہ فرو تہم عرش بریں را  
 دل شکستہ بود تھہ سخرینہ ما ۸ نلین ملک تو ان ساخت را بکینہ ما  
 تو کار غیب چہ دانی کہ حسیٹ طعنہ مر ۹ کہ چہ بصلحتے نشکند سیفہ ما

(۴) تشریح :- ”پنجہ کہ“ مراد دنیا ”شیر“ مراد موت ”کین“ ٹکات۔ ترجمہ :- میں نے ہوا و ہوس کا، جال شکار گاہ (دنیا) میں بچھا رکھا تھا کہ آگاہ شیر داخل، آہو بچا اور بچھ سے دام و کین چھین کر لے گیا یعنی سب حشریں دل کی دل میں ہی رہ گئیں۔  
 (۵) ترجمہ :- میں نے دل میں سوچا تھا کہ (پاؤں کے) آبلوں سے آبرو دلاں کہ رنگا مگر افسوس کہ یہ آرزو بھی پوری نہ ہوئی اسلئے کہ آبلہ پھوڑ دینے والی تپش صحرانے میرے راستہ میں ڈال دی (جس سے آبلہ پھوٹ کر ریت میں جذب ہو گئے)

کاتھوں کی زباں سوکھ گئی پیاسا یارب :- کوئی آبلہ پا وادی پر فرائیں آوے

(۶) ترجمہ :- قلب مدح و عین :- ”اے دوست میری عشق کے سبب میں نے کینہ و عداوت کو ہر فحشت کے ساتھ تبدیل کر لیا چنانچہ (میں) (پیری) تلوار کے ساتھ گردن چھکائے کینہ آمادہ ہوں اور دشمن کے ساتھ شفقت کر نیکی نے (یعنی عاشق کا دل) کینہ سے پاک ہوتا ہے۔

(۷) ترجمہ :- اسے نظیری اگر میں اپنی خودی سے ایک قدم باہر رکھ دوں تو عرش بلند و برتر کو بھی اپنے سے ایک درجہ نیچا کر دوں یعنی نرک خودی کے جب سالک اللہ سے وصل ہو جائیگا تو گویا وہ اللہ کی ساتھ عرش پر متمکن ہو گا اسلئے عرش کا ایک درجہ نیچے ہو جائیگا پھر :-

محرور بخت نمن مجنون محذوف از کالہ و قلعہ شش

(۱) ترجمہ :- ہمارے خزانہ سینہ کا تحفہ ٹوٹا ہوا (نیشہ) دل ہے مگر ہمارے اس آ آگینہ سے ملک و عالم کی انگشتی آگاہینہ بنایا جاسکتا ہے۔ توضیح :- یعنی بمقتضائے ”نیشہ جو بگشت“ ہمیں ہی شود ہمارا دل بھی بگشتگی کے بعد مرتبہ بلند پائے اقبال کا شریک ہے تو چھپا چھپاکے نہ رکھو اسے زرا آئینہ سے وہ آئینہ کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں۔

(۲) ترجمہ :- تو غیب کے معاملات کو کیا جانے کہ (وہ) کیا ہیں (ہیں) وطن وطن نہ کر اس لئے کہ (خضر طافیت) ہمارے سختی (دل) کو بدون مصلحت کے نہیں ٹوڑتا ہے۔ توضیح :- ”شرع میں واقعہ خضر و موی کی طرح ہے کہ خضر نے ظالم بادشاہ سے بچانے کے لئے سختی کوڑائی نبرد کر دی تھی اور موسیٰ نے عدم واقفیت کی بنا پر اعتراض کر دیا تھا ٹھیک اسی طرح ہمارے سفینہ دل کی لنگری میں بھی کوئی مصلحت ہے کہ ہمیں علم نہ ہو اس لئے معاملات غیبی پر اعتراض نہ کرنا چاہئے۔ عسی ان کو کھو اٹھیں آ وھو خیر لکم یعنی بہت ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو مالا لکہ وہ تمھارے بھلے کی ہو۔

مکن بکشتن آشوبرت کہ تا بودہ است ۳  
ہزار کار درست از شکست با گرد ۴  
یگانہ ایم بہ بے قدری ارچہ بر درست ۵  
چراغ صومعہا زندہ نے توان کردن ۶  
ز بعد کعبہ نظری زیارت مکن ۷  
زیاں پیام موس داشت ششم انشا را ۱۲

(۳) التشریح: ”تا بودہ است“ کا فاعل ضمیر راجع ہوئے کینہ۔ ترجمہ: ”اے (دوست) ہمارے قل کے بارے میں مشورہ کر بلکہ ذرا ناں قتل کروں اس لئے کہ جب کینہ کا آغاز ہوئے ہمارا کینہ (دوست کی ناں میں مبارک ثابت نہیں ہوا۔) اس لئے اس نامبارک چیز کو دور کرنے کی صورت یہی ہے کہ تو ہم کو قتل کروں تاکہ تجھ کو اس نامبارک غلش سرہانی حاصل ہو جائے۔“

(۴) التشریح: ”طلسم“ نقش پر فریب ”برخوردن“ قاعدہ اٹھانا۔ ”ترجمہ“ ہمارا شکست (بربادی) سے ہزاروں کام ٹھیک ہو سکتے ہیں اس لئے اے (دوست) ہمارے پرفریب نقش برستی (کو توڑاؤ۔) ہمارے سیدے میں (دیے ہوئے خزانے کا فائدہ اٹھا۔) تو صبح یعنی ہمارے سینہ میں بھی دیوار تعمیر کی طرح دولت عشق و ایمان موجود ہے۔ طلسم برستی کی وجہ سے ظاہر نہیں اس سے نفع اٹھانے کے لئے اس طلسم کو توڑنا چاہیے اگر ایسا ہو جائے تو سب کام درست ہو جائیں۔

(۵) التشریح: ”فریبہ“ ”فریبہ“ ترجمہ: اگرچہ ہم بے قدری میں دوستانہ کے دروازہ پر فردوس کے شل میں رہتی تھی کوئی چیز بے قدر نہیں ہے جتنے کہ ہم میں مگر ہمارے مرتبہ کو راقیہ حقیقت کے سامنے (درہ کی برابر جانا چاہئے) گو وہ آفتاب کے مقابلہ میں پیچھے گر جائے اور کی صلاحیت بھی اسی میں ہے اور کسی میں نہیں اسی طرح ہم بھی باوجود بے قدری کے مرتبہ باندھ رکھتے ہیں۔

(۶) التشریح: ”صومعہ“ عبادت خانہ غیر مسلم۔ ”بدستی“ با قیسم ہے یا بار و بیل۔ ترجمہ: ”ہمارے سینہ میں عشق کی ایسی آگ بھری ہوئی ہے کہ بہترے عشق یعنی ہمارے سینہ کی سوزش بخندہ دل کو چراغ روشن کئے جاسکتے ہیں یا تیری بدستی کی قسم کہ ہمارے سینہ کی سوزش کو (۷) ترجمہ: ”اے نظری کعبہ کی زیارت کے بعد ہماری زیارت کرنا کہ ہمارے مدینہ (دل میں بھی) ایک نہایت (مٹیج و حسین دلربا) موجود ہے (یعنی معشوق حقیقی کا جلوہ ہمارے مدینہ دل میں ہے جس کی زیارت کعبہ ظاہر کی زیارت کے برابر ہے۔) حاجی کعبہ میں حج کرنے کے بعد زیارت ثانی کے لئے مدینہ جایا کرتے ہیں۔“



بحر: محبت شمن جنون مخدوف ارکان: ۱۔ وقلیج مثل ۳۱

(۱) ترجمہ: ”میری زبان حرص و ہوس کا پیغام دے رہی تھی اس لئے میں نے خط کو دھو ڈالا اور مرغ امتنا کا سر میں نے (نفس) سینہ میں کاٹ دیا کہ عشق صادق میں اظہار تقابلی زیبا نہیں ہے۔“

چہ گو نہ عرض تمت کتم کہ حُسنِ غیور ۲ نہ دادہ راہ دریں پر زہر وایہارا  
 در آں نظارہ کہ یرتیغ و کفِ شہور بود ۳ ز رشک سوختہ بود آگہی زینخارا  
 ذخیرہ ز جنون بہیارتہادیم ۴ کم سرت سودنکسایگان سودارا  
 نوازش از کرم می کند محبت نیست ۵ تو اس شناختن از دوستی مدارا  
 گراز و ریح بگداز ابدان قد رچ نہ و مند ۶ چہ بالغت حسد یغان بادہ پیارا  
 گذشت شوق ز اندازہ گوشہ نظر سے ۷ گمے خموش کند مست بے محابارا

(۲) "تشریح: غیور" غیرت مند، "رہزہ ایما" اشارہ و کنایہ، "ترجمہ: میرے پاس اظہارِ تمنا کی کیا صورت ہے جبکہ اس (دوست) کے غیرت مند حسن نے اس پر دوسرا سے عشق میں اٹھا دیا۔" ایشا و کنایہ کی گنجائش نہیں رکھی یعنی اشارہ سے بھی جب اظہار مدعا کی اجازت نہیں ہے تو صراحت کیسا ہے تو کہاں ہو سکتی ہے۔ کوئی امید بر نہیں آتی، نہ کوئی ضرورت نہیں آتی۔

(۳) "تشریح: تیغ" چھری، "شہور" خبر دہیان، "آگہی" عقل، "ترجمہ: در جمالِ دوست کے اس نظارہ میں کہ جہاں نانِ مصر کو بھری ادرائے کاجی دہیان نہ تھا، نہ بھائی عقل و خرد نشہ کی وجہ سے دل چن کر رہ گئی تھی، یعنی زینخارا کو اس پر رشک تھا کہ یہ عورتیں میرے محبوب کو کیوں دیکھ رہی ہیں۔

(۴) "تشریح: ذخیرہ" می، "تکلیفِ تحفہ و قلتِ کافانہ" دیتی ہے، "تکسایہ" تھوڑی پونجی والا، "ترجمہ: (انسوس کہ موسم بہار کے جنون میں سے ہم نے کچھ بھی ذخیرہ (ٹھاکر) نہ رکھا، درکاب کام آتا ہے کہ جنونِ عشق اکامریا کہ رکھنے والوں کو نفع بھی کم یا بکلی نہیں ہوتا، تو صبح، موسم بہار میں جنون میں زیادتی ہوتی ہے اگر اس وقت کچھ ذخیرہ رکھ لیا جاتا تو اب موسمِ خزاں میں کام آتا مگر ذخیرہ تو اس وقت رکھا جاسکتا ہے جبکہ سرمایہ بہت ہو، یہاں موسم بہار میں اتنا جنون نہیں جتنا کہ کم چاہتے ہیں)۔

(۵) "تشریح: نوازش" حاصلِ مصدر از نو آختن، "مدار" خاطر داری، "ظاہر" حسی سلوک، "ترجمہ: اگر وہ (دوست) اپنے اصلی کرم کی وجہ سے ہم پر نوازش کرتا ہے تو یہ کوئی محبت کی علامت نہیں، ظاہر داری اور محبت میں امتیاز کیا جاسکتا ہے، تو صبح یعنی ہم کو دو دوست کے اس کرم کی ضرورت ہے کہ جو اس خیال کے پیش نظر ہو کہ وہ ہمارا دوست ہے کیونکہ ظاہر داری اور محبت کی نوازش میں بڑا فرق ہے۔

(۶) "ترجمہ: اگر زائد (اپنے) تقویٰ کی وجہ سے بچھ، اگر لے دیکھ، (کو ساغرِ شراب) نہیں دیتے ہیں نہ دیں، بسکین ہمارے ہمیشہ نے توشوں کو کیا چیز مانے ہے۔ یہ کیوں نہیں بلاتے یعنی ان کیلئے تو درعِ تقویٰ کا بند بھی نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ خود پیئیں اور ہم کو خود کم دیا ہے۔ میں اور ہم سے یوں تشنہ کام آؤں پھر گریں گے کی تھی تو بہ ساقی کو کیا ہوا تھا۔

(۷) "تشریح: گوشہ نظر" مفعولِ فعل کن، "بے محابا" بے باک، "ترجمہ: ہمارا خمارِ شوق اندازہ سے بڑھ چکا ہے (خدا کے لئے پیغمبر آؤں) ایک اشارہ ہماری طرف فرما دینے باک مست کو شراب (ہی) اٹھاؤں گے کر سکتی ہے۔



بکینہ دل بے رحم کافرت نازم ۸ کہ کردہ است بین دوست کبر و ترسارا

بدیہہ سنج نظیری اگر تو خواہی بود ۹ شکر فروش کند طوطی شکر خارا

برگہ قسم کیم تو عذر گناہ را ۱۲ ریزم چو خامہ از مژہ خون سیاہ را

شاید کہ شرم زلت بار اگر ان خرمند ۱۶ آنجا کہ خرمیست بہا برگ کاہ را

مطرب رہ ہمارا آہنگ می زند ۳ صوفی حنائقاہ غلط کردہ راہ را

(۸) (تشریح: "بکینہ" جو سی "ترسا" انش پرست۔ ترجمہ: تیرے بے رحم کافر دل کے کینہ پر میں خرونا ز کرتا ہوں کہ جس نے کبر و ترس کو بھی امیر دوست بنادیا یعنی عاشقی میں دوست نے ہم کو ایسے ایسے آزار پہنچائے کہ دشمنوں کو بھی ہم پر ترس آنے لگے۔ اس رنگ سے اٹھائی کل اس شہر کی نش۔ دشن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے)

(۹) (تشریح: "بدیہہ" وہ کلام جو بغیر سوچے کہا جائے۔ "شکر خارا" اسم فاعل ترکیبی مراد شیریں گفتار کند۔ "کا فاعل ضمیر راجع بسوچے بدیہہ سنجی جو بدیہہ سنج سے مفہوم ہوتی ہے اگر کند کے بجائے کئی ہو تو زیادہ بہتر ہے لہذا ہر ایسا ہی ہو گا، کنایت کی غلطی سے کند لکھا گیا۔ ترجمہ: اسے نظیری اگر تو (اسی طرح) بدیہہ گو رہے گا تو دیری یہ بدیہہ سنجی طوطی شیریں گفتار کو شکر فروش بنادگی۔) (یا تو بنا دے گا یعنی تیرے کلام شیریں سے وہ اس قدر شکر جمع کرے گی کہ دوکان لگا کر بیٹھ جائے گی مراد یہ ہے کہ دوسرے لوگ بھی تجھ سے فصاحت و بلاغت سیکھ لیں گے)



چکر: مقام عشق ازرب کونف و خدوت ارکان: و تقطیع مش ۲

(۱) ترجمہ: جس وقت میں تجھ کو اپنے گناہوں کی معذرت لکھتا ہوں تو ظلم کی طرح بلکوں سے خون سیاہ بہاتا ہوں یعنی حسرت و ندامت میں خون کے انسو روتا ہوں)

(۲) ترجمہ: بقلب مست بین: ہم کو یہ توقع ہے کہ اُس باذلیل، بھال کہ ایک گھاس کے تنکے کی قیمت (نعمتوں کا، ایک خرمین قرار دیجاتی ہے ممکن ہے کہ ہماری ذلت و شرمساری کو دیکھی اگر ان خرید لیں یعنی ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری شرمساری پر نظر فرماتے ہوئے عفو و کرم کی بنے انہما نعمتوں سے ہم کو نواز دے گا۔)

(۳) (تشریح: "مطرب" گویا "ہمارا" آہنگ نہ "مقام موسیقی" راہ "برودہ موسیقی" رہ "ذن" ذاکر ڈانبا بہاں مراد پردہ ساز پر گانا۔ ترجمہ: بد مطرب راگ کے پردہ کو خاص نعمہ کے ساتھ چھڑتا ہے کہ سننے والوں کو دیر میں لے آتا ہے۔) (۴) صوفی نے راستہ غلط اختیار کیا کہ وہ ہمارا سے منع کرتا ہے یا وہ خود گمراہ ہے اس کو بجائے خانقاہ یہاں آنا چاہیو تھا کہ یہی راہ حق ہے دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ مطرب آہنگ کے ساتھ یعنی لہکارا کر رہا ہو دو نوع میں رہنری کر رہا ہے اور جو اس راستہ پر آتا جس کا دل ایمان لوٹ لیتا ہے خانقاہ نشین صوفی انہماک سے مامون تھا کہ اب بھی راستہ بھول کر ادھر لٹکا اسلئے اس کے ذہن و ایمان کا خدا حافظ۔)

آں عارفان کہ در رمضان بادہ میخورند ۴  
معراج ما نہایت اُفتادگی بود ۵  
آنجا کہ بے تفاوتے روح و جوت است ۶  
گر خون یک قبیلہ ازالہ طلب کنند ۷  
گر غبن عشق بازی و مستی شود حساب ۸  
عشق آمد و بحر قہ نہیں فروختیم ۹  
بیشتر در زلال قدح عکس ماہ را  
در عشق قرب سدرہ بود قعر پاہ را  
بدخواہ انفعال و ہر نیک خواہ را  
سلطان ز داد خواہ خواہ گواہ را  
فردا گنہ برد بشفاعت گناہ را  
تشریف شاہ اکبر و عباس شاہ را

(۴) التشریح: ”عارف“ خدا شناس ”زال“ آب صاف و شیریں۔ ”ماہ“ مراد رخسار و دست، ترجمہ: وہ عرفا جو رمضان میں (بچائے روزہ رکھنے کے) شراب پیتے ہیں، وہ ساحر کی شراب صاف میں دیکھ کے چاند کا عکس دیکھتے ہیں یعنی دوست کو رخسار کا عکس عید بنکر انکو نظر آتا ہے اسلئے رمضان بھی انکی عید کا حکم رکھتا ہے اسلئے شراب پیتے ہیں ۵ یا دیکھا کہ عکس رخ یا دیدہ ہم بسلسلے خیر زلالت شراب مدلم ما (۵) التشریح: ”معراج“ میٹھی، ”مجاز“ ترقی و کمال۔ ”سدرہ“ مقام جبریل، ”قعر گہرائی، تلی، ترجمہ: وہ ہماری (انہماکی) فردنی و عاجزی ہی معراج کمال ہے کیونکہ عشق میں کنوئیں کی تلی کو سدرۃ المنتہی کی سی رفعت اور قربت حاصل ہے۔ تو صبح، قعر پاہ سے حضرت یوسفؑ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور واقعی ان کو عشق آلی میں باوجود کنوئیں میں نیک سدرۃ المنتہی کی سی نزدیکی حاصل تھی۔

(۶) التشریح: ”روح“ وسعت علوم، ”بدخواہ“ مراد بد عمل گنہگار ”نیک خواہ“ مراد نیک عمل، پرہیزگار۔ ترجمہ: وہ (اس بارگاہِ خلدنی میں کہ جہاں رحمت کی وسعت اور دعاء ہونے میں کوئی تفاوت اور امتیاز نہیں بد عمل، نیک عمل کو شرمندہ کر سکتا ہے یعنی گنہگار نیز مہر مسد پرہیزگار مضر و پرہیزگیت سے جا بگاڑا)

(۷) ترجمہ: اگر اس رخ (دوست) سے ایک قبیلہ کے قبیلہ کا خون بہا طلب کریں تو پادشاہ فریادی سے گواہ کا مطالبہ نہیں کرے گا یعنی رخ دوست خود اس امر کا شاہد ہے کہ واقعی اس نے قتل عام کیا ہے اس لئے قتل ثابت ہو جائے گا مراد یہ ہے کہ ہمارا عشق بڑا جانتا ہے)

(۸) التشریح: ”غبن“ نقصان، ”بشفاعت“ سفارش۔ ترجمہ: اگر قیامت میں ہماری عشق بازی اور بیخودی کی کمی و نقصان کا جو ہمارا ناقابلِ غفلت گناہ ہی حساب ہوئے لگا تو ہمارا ایک گناہ سفارش کیلئے دوسرے گناہ کو پیش کرے گا۔ تو صبح، یعنی ہمارا مہر یا اعمال صرف عشق بازی و مستی ہے اور اس میں بھی ہم سے کوئی تائید نہیں ہوئی اگر اس پر ہم سے مواخذہ ہوتا تو کوئی نیکی تو ہمارے پاس ہے نہیں۔ ہاں گناہ ہے ثما میں اس لئے ہماری سفارش گناہی کر سکتے ہیں۔

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کیلئے داد: یارب اگر ان کردہ گناہوں کی منہا ہے

(۹) ترجمہ: (سلطان) عشق آیا اور ہم نے شاہ اکبر اور شاہ عباس کی عطا کردہ غلظتوں کو بیل کی گدڑی کے بدلے فروخت کر ڈالا۔ تو صبح، یعنی عشق کی نظر میں شوکت دینوی بیچ ہے، سلطان عشق کی بارگاہ میں بجز فروختی و رکاوٹ ہے۔

کردیم خاکِ مسکنت و نیستی بسر ۱۰ تعظیمِ صدرِ منزلتِ بارگاہِ را

سرگشته اند غلقِ نظیرِ ہیا کہ ما ۱۱ روشنِ کینم زمرہٴ خائفہ را

نگاہِ گم شدہ براہِ کوئے یار مرا ۱۲ گسستہ عقدِ کھر گر یہ دیکھنا مرا

خود از محبتِ جانانِ بخودِ حسدِ دارم ۱۳ ز رشکِ عینِ کنولِ برگزشتہ کار مرا

ز ہر نقیص کہ شود صافِ سینہ صاف ترم ۱۴ غبارِ دلِ نشوم گر کئی غبار مرا

(۱۰) تشریح :- "مسکنت" عاجزی و ذلت، "را" یعنی برائے، ترجمہ: قلبِ معرین، ہم نے بارگاہ (رجالِ حقیقت)

کے مندرجہ صدر کی تعظیم کیلئے اپنے سر پر خاک ڈال لی یعنی انتہائی فروشی کا اظہار کیا اور ہمارے لئے ایسا ہی زیبا تھا

اس لئے کہ حقیقت کے سامنے مجاز کی کوئی حیثیت نہیں)

(۱۱) تشریح :- "زمرہ روشن کردن" نغمہ تیز کرنا، ترجمہ :- اسے نظیری، مخلوقی (شہادت کی تائیدی میں) سرگشتہ و پیر

ہے تو آتا کہ ہم (ملک) خائفہ کے تنوں کو روشن (تیز) کر دیں تاکہ مخلوق کو ہمارے نفوس سے نورین حاصل ہو اور اس گشتگی

سے نجات ملے)

\*\*\*

بجزِ بختِ ثمنِ بخونِ مخدوف ارکان :- و قطعِ نسل ۱۵

(۱۱) تشریح :- "مرا" میں را ہر دو مصرعین علامتِ اضافہ یعنی نگاہ من، کنارتی "بحقہ" لڑی، ترجمہ :- میری نگاہ

کو پہ دوست کے راستہ میں کھو گئی ہے (کہ اگر یہ وزاری نے میری آغوش میں (اشکِ کم موتیوں کی لڑی تو ڈی ہے

دکھ سلسلِ اشکِ ٹپک رہتے ہیں اور نظر آنا بند ہو گیا ہے)

(۲) ترجمہ :- معشوق کے عشق و محبت سے میں خود اپنے اوپرِ حسد و رشک کرتا ہوں، دکھ ہے میں بھی کیوں اس سر

محبت کرتا ہوں) اب غیر پر رشک کرنے سے میرا معاملہ گزر چکا ہے (گویا مجھے اپنے سے بھی بدگمانی ہے، اسی مضمون کو

غالب نے یوں ادا کیا ہے ۵

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پر رشک جاسے :- میں اسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے

(۳) تشریح :- "یقین" علم بے شبہ، "سینہ صاف" اسمِ فاعلِ ترکیبی یعنی صاف سینہ والا، ترجمہ :- ہر اس یقین سے بھی

کہ جو بالکل صاف دینے نہیں ہو ہیں۔۔۔۔۔ زیادہ صاف دل ہوں کہ اگر اسے دوست ہو تو مجھے دھوکہ کر کے میری

خاک کو، غبارِ نبی بنا دے گا تو میں کسی دل کے لئے غبارِ دینی یا عفتِ آزار، نہ ہوں گا۔

توضیح :- یعنی بغیرِ عشق ہم علیحدگی کے مقام پر پہنچ گئے ہیں، کسی سے کینہ و پر فاش نہیں ہے کہ باعثِ آزار

نہیں۔

بے بری مز تم طعنه کز ہزار چین ۴  
 ز روزگار چہ منت کہ پرہیز من نیست ۵  
 خدا ز آفت پزیر دگی نگہ دارد ۶  
 مزاج دوست نحوستی خرد دے چہ کنم ۷  
 تعلق تو نظیری بہ پستیتم دارد ۸  
 تو بچے کہ کند دوست و آگاہ را ۹

امشب خوش آشناست برنش نگاہ ۱۰  
 گویا حجاب سوخته از برق آہ ۱۱

(۴) "تشریح"۔ "مزخم" میں میخم غیر مفہولی ہے۔ ترجمہ: میرے درختہ جو کو بے ثمر ہونے کا طعنه دے اس نے کہ ہزاروں روز جو کہ نگہ داروں میں سے صرف اچھی کو قضا و قدر نے یہاں بطور یادگار کے چھوڑا ہے۔ توضیح: یعنی خواہ میں یہ شرمی مگر ہزار چین کی یادگار ہوں کم از کم اسی کا خیال کر کے مجھے طعنه نہ دے۔ یعنی اسلاف کی یادگار صرف ہم رہ گئے ہیں۔ پہلے میں باہر سے بہر حال قابل قدر ہیں۔

(۵) "ترجمہ"۔ زمانہ کا کوئی احسان ہے جو میرے سر پر نہیں لپٹی اس کا یہ ایک احسان تمام احسانات کے قائم مقام ہے کہ آئندہ سے مجھے تیرے عہد میں پیدا کیا۔

(۶) "ترجمہ"۔ قلبی مصرتین۔ اس بہار سے میرا (چند) دل و طبیعت کھل گیا (دعا ہے کہ اب) اللہ اس کو پشیمردگی و آخر دگی کی آفت سے بچائے رکھے (غور: بالذات من الجور لعل الکر یعنی کمال کے بعد زوال نہ ہو)

(۷) "تشریح"۔ "مزاج" یعنی طبع۔ "ترجمہ"۔ دوست کا مزاج (میرا) خاموش رہنا چاہتا ہے مگر میں کیا کروں میں عشق و محبت کا پھول ہوں اور یہ نہ دلائی میرا کاٹتا ہے "وکل بے حاکم کہ دیہ یعنی گل بدون خار کے نہیں پایا جاتا تو مجھ سے نارہ کیسے جدا ہو سکتا ہے اور کاسٹہ دور کرنا پھول کے بس میں نہیں ہے)

(۸) "تشریح"۔ "تو بچے" کے بعد فعل کن حذف ہے۔ "والدار"۔ آزاد۔ "ترجمہ"۔ اسے نظیری تیرا تعلق ہے پستی میں ڈال دے ہوئے ہے۔ (یعنی خودی اور تعلق دشوی کی قیدیں گرفتار ہوں ایسی دنی تو جو کہ دوست (حقیقی) مجھے (قید تعلق سے) آزاد کر دے۔

—:~::~~::~—

• حکم و مضارع مشن اخبار کفون حذف و ارکان و قطع و مثل ۱۲

(۱) "ترجمہ"۔ آج کی رات ہماری نگاہ اس دوست کے چہرہ سے خوب آشنا ہے (یعنی اس کا دیدار حاصل ہے) گویا ہماری آنکھ کی بجلی نے اس کا انقباجا دیا (یعنی یہ ہماری آنکھ کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ اس کے برعکس حالت بدیل عدم نظار کا مضمون غالب نے خوبنا بذا ہے۔) نظارہ نے بھی کام کیا و ان نقاب کا  
 مستی سے ہرگز ترسے رخ پر کھر گئی

از بسکہ میں شریکِ بھرت جدا از ۲ خونِ می جلیدِ روز و دایع از نگاہِ ما  
شغلِ محبتِ سستِ کربانِ زطاعتِ ۳ روزِ جزا بس سستِ میں عذرِ خواہِ ما  
دوزخِ اگر بچا شنی آتشِ دلِ سستِ ۴ اہلِ بہشتِ رشکِ بر بند از گناہِ ما  
دلِ بزمِ مبادِ کزین فیضِ گشتِ است ۵ رحمتِ لطیفہٴ نفسِ شمعِ گناہِ ما  
صدیلِ وصلِ آمد و صد نشنہٴ تازہ شد ۶ سرگز نبود نشو و نما در گیاہِ ما  
ماخلِ مائیسہ نظیری زما حذر ۷ غمگینِ شود کیمیکہ بود در پناہِ ما

(۲) ترجمہ :- چونکہ بے حد حسرت و رنج کے ساتھ ہم اس (محبوب) سے جدا ہو رہے تھے اسلئے جدائی کے دن ہماری آنکھیں خون  
ٹپک رہا تھا۔ اس شعر میں کیفیتِ جدائی کا بیان ہے)

(۳) ترجمہ :- جو چیز ہم کو طاعت و بندگی سے روکنے والی ہے وہ مصروفیت و مشغولیتِ عشق ہے لہذا ایامت کے دن یہی چیز  
ہماری طرف سے عذرِ خواہی کے لئے کافی ہے۔ توضیح :- یعنی عشق میں ہم ایسے خود بخود ہیں کہ طاعت کا ہوش ہی نہیں اسلئے  
ہماری یہ مدد ہوتی ہی ہم کو معذور ثابت کر دے گی۔

(۴) ترجمہ :- دوزخ کی آگ اگر دل کی آگ دوسرے عشق کے برابر لالچ ہوئی تو جنت والے ہم دوزخیوں کے آگناہ  
پر رشک کریں گے کہ ہم نے یہ گناہ کیوں نہ کیا تاکہ یہ لذتِ سوز ہم کو بھی حاصل ہوتی)

(۵) تشریح :- ”یہ غمت میں تادل کا مصافحہ ہے اور خطاب اپنے نفس سے ہے یا دوست سے خطاب ہے اور تقدیر  
عبارت یہ ہوگی : ”دل میں بے غم تو مباد“ ”فیض“ تابع ”ترجمہ :- خدا کرے اسے نظیری“ ”تیرا دل کبھی غم سے خارج نہ ہو  
یا میرا دل کبھی تیرے غم عشق سے خالی نہ ہو کیونکہ رحمتِ خدا دندی“ ”آہ سحر گاہی کے تابع اسی فیضِ غم سے بنی ہے یعنی  
یہ غم عشق کا اثر ہے کہ جنتِ خدا دندی متوجہ ہو گئی ہے)

(۶) تشریح :- ”تازہ“ ”سیراب“ ”نشو و نما“ ”بڑھنا“ ”بالیدگی“ ”گیاہ“ ”ترکھا سس“۔

ترجمہ :- ”وصل (دیار) کے سینکڑوں سیلاب آئے اور سینکڑوں پیاسے (عاشق) سیراب ہوئے (مگر اسے بدبختی) (اگر)  
ہماری گیاہِ دل و روح میں بالکل نشو و نما نہیں ہوا۔ یعنی ہم بد نصیب محروم رہے اور دوسرے وصلِ دوست  
سے شاد کام ہوئے)

(۷) تشریح :- ”ماخل“ ”درختِ خرما“ ”حذر“ ”پرہیز کرنا“ ”خوف و خطر“

ترجمہ :- اسے نظیری ہم غم و اندوہ کے درخت میں ہم سے بچا اور اس لئے کہ جو شخص ہماری پناہ میں آئے گا وہ  
بھی غمگین ہو جائے گا۔

ازیں ویرانہ ترمینو استم ویرانہ خود را ۱۵۱  
 حریفان نشہ مہر و محبت راستہ دانند ۲  
 نہ مورش خواب را زنی نہ غمش چنیدار زنی ۳  
 زبیم آنکہ طبل رطلے ناگاہ بنوازند ۴  
 عزیزان دیدہ از خاکسرم سازند نورانی ۵  
 بآیات زبور و نغمہ داؤد و نغمہ و ششم ۶  
 بحر، ہر جنش سالم  
 ارکان و قلعہ، ش +

(۱) ترجمہ :- میں اپنے ویرانہ (سینہ) کو اس سے بھی زیادہ ویرانہ بنانا چاہتا تھا راستے اس ویرانہ سے میں اپنے (دل) دیوانہ کو بہرے جاتا ہوں (کیونکہ اس کی ویرانی دل کی دیوانی کے مطابق نہیں کوئی اور ویرانہ تلاش کرنا چاہئے مراد یہ ہے کہ عاشقی میں اس امر کی ضرورت ہے کہ دل ماسوا اللہ سے بالکل خالی ہو جائے)

(۲) لکھنؤ، "بحرین" ہم پیشہ، ہم پیشہ شخص کبھی دوست ہوتا ہے اور کبھی دشمن اسلئے حریف کے معنی کہیں ہم منسوب موافق کے آتے ہیں اور کہیں رقیب و مخالف کے۔ ترجمہ :- ہم شرب لوگ مہر و محبت کی شراب کے نشہ کی قدر و قیمت کو نہیں سمجھتے (اس لئے مجھو!) میں اپنے دشمن کے ہاتھ میں اپنا جام دیتا ہوں (یعنی ہم خیالوں سے امید و فائز نہیں رہی حتیٰ کہ دشمنوں سے امیدیں وابستہ کر لینی چاہیں)

(۳) لکھنؤ، "مورش و غمش" شمشیر و خیمہ معنی ہے "خون" کھلیاں، انبار غلہ ترجمہ بقلب مصر علیہ :- میں اپنے دانہ ہستی کو کسی خراس کی بنس سے نہیں پاتا (کیونکہ اس کو سختی کی وجہ سے چبھتی رکھا) چاہتی ہے اور نہ کوئی پابندہ تنگی کی وجہ سے اس کو اٹھاتا ہے (یعنی کوئی بھی میرا خدا ہاں نہیں)

(۴) لکھنؤ، "رطلے" کوچ، درگاہ، چوکھٹ، دہلیز، راستہ اضافت یعنی "رخت بردرگاہ" خانہ خود دارم۔ ترجمہ :- اس خون سے کہ کہیں اسانہ ہو کر کوچ کا نقارہ اچانک بجا دیں میں سامان سفر ہمیشہ گھر کی چوکھٹ پر رکھ رہتا ہوں (یعنی میں میرے دنیا سے سفر کرنے کے لئے ہر دم آمادہ ہوں)

(۵) ترجمہ بقلب مصر علیہ :- (اے خوب!) تو اپنے پرانہ کو جلا کر محفل تمہاری کی شمع بنا دیتا ہے (چنانچہ دیکھ لو کہ) عزیزان اگر اسی قدر میری راگہ سے رانی آجکھوں کو متذکرہ تم میں زنجی عاشق آتش عشق میں جل کر ایسا بلند مرتبہ پالینا ہو کہ پھر لوگ اس کو آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں)

(۶) لکھنؤ، "زبور" وہ آسمانی کتاب جو حضرت داؤد پر نازل ہوئی "نغمہ داؤد" داؤد کا نغمہ اور خوش آواز میٹھو رہے۔ ترجمہ بقلب مصر علیہ :- میں اپنے عشق کے درد بھرے بیان اور مستانہ نعروں کو زبور کی آیتوں اور داؤد کے نغمہ کے

نظیری قصہ فرماؤ خسرو دہشتا نشہ ۷  
 آنکہ بر ما رقم کیں زدہ از کینہ ما ۱۱  
 عید و نوروز بود مکتب ما را ہر روز ۱۲  
 محضر سلطنت عشق اگر ہر خوانند ۱۳  
 توراہ دل نغمہ از آن عمر کہ ترائی دخت ۱۴  
 تو کہ صد بار فرزد و بوختہ سینہ ما

بدے ابھی، تہیں فردخت کر گستاخی میرا بیان اور میرے لئے زہر اور نغمہ دادو سے زیادہ بیش قیمت ہیں،  
 (۷) ترجمہ: اسے نظیری فرماؤ خسرو کا قصہ عشق ایک تمدن راجستان بن گیا (اسے) اب میں بھی اپنے انسائے عشق کی  
 کتاب تیار کرتے دیتا ہوں (کیونکہ میں بھی عاشقی میں کچھ ان سے کم نہیں)

سحر: رتل مثنیٰ مجنون محذوف ارکان و قطع: مش ۱۵

(۱) تشریح: ہر قسم "نقش" تحریر اور الزام، ترجمہ: جس شخص نے ہم سے کینہ رکھنے کے سبب ہم پر کینہ دہی کا الزام لگایا  
 اس نے اور حقیقت، اپنے آئینہ کا عکس ہمارے آئینہ میں دکھائے، تو صبح، دو آئینے جب ایک دوسرے کے بالمقابل رکھ دیئے  
 جائیں تو ایک کا عکس دوسرے میں نظر آنے لگتا ہے اس تئیں کے پیش نظر کتاب ہے کہ ہم تو صاف دلی ہیں مگر جو شخص ہم پر کینہ کا الزام  
 لگاتا ہے وہ حقیقت وہ اپنے (دل پر کینہ) کے آئینہ کا عکس ہمارے دل شفاف کے آئینہ میں دکھا کر اپنی زادانی سے یہ جھٹکتا ہے کہ  
 کینہ ہمارے دل میں ہے۔

(۲) ترجمہ: ہمارے مدرسہ عشق کا ہر دن عید و نوروز ہے (چنانچہ) ہمارا شہنشاہ اور محمد (رسول) محبت میں گزارتا ہے۔

توضیح: یعنی مکتب عشق میں باوجود کسی دل چھٹی نہ ہونے کے ہم گہر و زخیر و نور و زکی سی مسرتیں حاصل ہیں۔

درس ادیب اگر روز ہر مہمجتے: جمعہ مکتبہ آور و فضل گریز پائے را۔

مکتب عشق کا دستور: الا لکھا: اس کو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد رہا

(۳) تشریح: "محضر" فرد، فرمان، خاتم و سکہ، یعنی مہر، ترجمہ: اگر سلطنت عشق کے فرمان یا مہر سے کو پڑھیں گے تو تکمیل  
 کے لئے سکہ و مہر ہمارے ہی خزانہ سے نکال کر لائیں گے (یعنی فرمان عشق کی تکمیل ہمارے نام سے ہوگی جس طرح فرمان شاہی  
 کی تکمیل شاہی مہر سے ہوتی ہے)۔

(۴) ترجمہ: قلب مصرعین: اسے چارہ گر تو نے اگر چٹو بار (بلکہ اس سے بھی زیادہ) ہمارے سینہ کے چاک، کور و کور  
 ہے مگر ادب کی بار ادل نے اس عمرہ و دوست سے وہ زخم کھایا ہے کہ اس کو تو نہیں سی سکتا، (یعنی یہ زخم کاری لگا ہے اور اب  
 ہلاکت یقینی ہے)

زاں نگاہے کہ بد بنا لہ چہمت نرسید ۵ خوں فردی چکہ از خستہ پشیمینہ ما  
 آزمودیم بزور سئ سال نبود ۶ قدحے داشت خم از بادہ پارینہ ما  
 طاقہ شورے سحر از سینہ نظیری بر غایت ۷ ساخت کار ہمہ را گریہ و دوشینہ ما  
 غبار از دل ہر گاہ و نیم نشان را ۸ باب دیدہ شویم خال و جویم آستان را  
 زمستی اے شوق آں بلبل شویدہ احوالم ۹ کہ نشاسد اگر صد پارینہ آستان را  
 اثر میکرد گاہے نالہ ام از بسکہ نالیدم ۱۰ کنوں از نالہ من خواب آید پاسان را

(۵) (تشریح: "دونالہ" پچھلا حصہ اور گوشہ "چم" خرقہ گزری۔ ترجمہ: اسے دوست تیری اس نگاہ سے جو ابھی تک تیری آنکھ کے گوشہ تک بھی نہیں پہنچی ہمارا دل ایسا زخمی ہوا کہ ہمارے اُدنی خرقہ سے خون ٹپک رہا ہے یعنی تیری ہم نگاہ نے میں گھان کر دیا) (۶) (ترجمہ: قلعہ مصطفیٰ میں ہم شراب میں ہماری گزشتہ سال کی شراب میں سے ایک پیالہ پیا ہوا تھا ہم نے اس کو آزمایا اس سال کی شراب کے زور کے برابر نہیں نکلا۔ حالانکہ پرانی شراب زیادہ تیز موتی مگر یہ شراب عشق ہے جس کا نیا کھونٹا پہلے سے زیادہ تیز اور زوردار ہوتا ہے)

(۷) (ترجمہ: اسے نظیری صبح ایک عیب شور و فغاں ہمارے سینہ سے اٹھا کر کل کی رات کی گریہ و زاری نے سب کے کام بنادیئے یعنی جانتے آہ موثر ثابت ہوئی اور ہمارے ساتھ سب کی مرادیں حال ہو گئیں یا یہ کہ شور و فغاں نے سب کا کام تمام کر دیا)



### بکھرہ ہزج مثنیٰ سالم ارکان و تقطیع، مثل ۱۰

(۱) (ترجمہ: میں پلوں کی جا روپ سے دل سے غبار آلودگی دینا، کو صاف کرتا ہوں اور اس دوست کا نشان دیکھتا ہوں کہ آیا چمکایا نہیں اور اسلوں سے خاک دآلودگی کو دھو تا ہوں اور اس کا آستانہ ڈھونڈتا ہوں یعنی دل سکون و دوست سے مکر اس پر تعلق دینوی کا اگر دغبار چھا گیا ہے اس نے جا روپ ہر گاہ اور آب دیدہ کے ذریعہ سے اس کو صاف کر کے اس قابل بنانا چاہتا ہوں کہ دوست پھر جلوہ افروز ہو سکے)

(۲) (ترجمہ: عشق کی سرستیوں کی وجہ سے میں ایسا پریشان حال بلبل بن گیا ہوں کہ اگر وہ تنہا بھی اپنے آشیانہ کو دیکھے تو نہ پہچان سکے یعنی ہم عشق میں ایسے گم ہو گئے ہیں کہ اپنی اور اپنے مقام کی کچھ خبر نہیں۔ سعدی لکھتے)

ایں بیان و طلبش بے خیر اند : کا نرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

(۳) (ترجمہ: میرا لالہ کبھی کسی وقت، اثر کیا کرتا تھا مگر چونکہ میں برابر اسے کرتا رہا تو اب اس کے دربان کو میرے نامے سنکر نیند آنے لگتی ہے کہ کیونکہ اس کے لئے میرے نامے سننا کوئی نئی بات نہیں رہی، سنتے سنتے عادی ہو چکا ہے، گویا نامے افسانہ کا کام دینے لگے اور بالکل یہ اثر ہو گئے۔)



ہمہ در عشق اواز رشک باسن دشمن جانند ہم کہ باسن مہرباں ساز دل نا مہربانش را  
 مرا زین عشق شور انگیز در رشک ابد شد ۵ کہ ہر کس بر سر مر کوئے خواند دانستاش را  
 سوال بوسہ کردم از آن رخ لب گزند از قہر ۶ ضیافت کرد ابرانش بستی نبانش را  
 نظیری قاتلے دارد کہ آمرزیدہ میگرد ۷ سگان از کوئے او گر گزند از خواتش را  
 ہر روز جویم آب رخ روز رفتہ را ۸ گویم بفسخ رنگ ز مردم نہفتہ را

(۸) ترجمہ: سب لوگ! اس کے عشق کے بارے میں رشک کی وجہ سے میرے جانی دشمن بن گئے ہیں تو اب کون ایسا چیز خواہ بقی، جو اس دوست کے نا مہربان دل کو مجھ پر مہربان بنائے گا! یعنی اس کے عشق میں ہم نے دینا سے دشمنی مول لے لی ہے، اب کسی سے امید بھری کرنا فضول ہے)

(۵) ترجمہ: مجھے اس جنون خیز عشق کی وجہ سے ہر روز دروازہ پر رشک آنے لگے گا۔ اس نے کہ ہر شخص ہر ایک کو پیر میں اس کی داستان (عشق) پڑھ رہا ہے۔ تو صبح بہ داستان میں فحیم کا مرجع عشق اور معشوق دونوں کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ پہلی صورت میں اپنے عشق کے چہرے پر اظہار رشک ہے اور دوسری صورت میں معشوق کے طلبگاروں کی کثرت پر)

(۶) "تشریح: ابرام" غصہ کرنا، "خند" مراد دشتنام۔ ترجمہ: میں نے اس کو جواب دے، رضا سے بوسہ مانگا تو وہ جہنما کر ہونٹ کاٹے لگا، یعنی اس کی ضد یا گالیوں نے اس کے بوس کی مٹھائی سے تواضع کی۔

تو صبح ۱۔ دشتنام دوست کو شبیرنی قرار دیا ہے اور اس اہر پر اظہار تعجب کرتا ہے کہ سوال تو میں نے کیا تھا اور ضیافت بوس کی ہوئی۔ یعنی سوال دیگر جواب دیگر۔

(۷) "تشریح: ۱" ادھیر راج بوسے قاتل، "استخوانش" شش فحیم راج بوسے نظیری۔

ترجمہ: بر نظیری ایسا قاتل رہا سادت رکھتا ہے کہ اگر اس کے کو چہ سے سکتے نظیری کی ہڈیاں سے گزر جائیں تو نظیری کی بخشش ہو جائے یعنی ہماری بڑی خوش نصیبی ہو اگر ایسا ہو جائے)



بحرہ مضارع مشن انرب کفوف محذوف ارکان و تقطیع و۔ شش ۲

(۱) "تشریح: ۱" آب رخ "آبرو" رنگ "بدنامی کی بات"۔ زمر دم نہفتہ "صفت تنگ

ترجمہ: میں ہر روز گزرے ہوئے دن کی آبرو یعنی رسوائی کو تلاش کرتا ہوں۔ چنانچہ لوگوں سے چھپی ہوئی بدنامی کی باتوں کو دھجی میں فخر کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ تاکہ رسوائی کی تکلیف ہو جائے کہ رع بدنام شدن در دو جہاں غایت نام اسٹ)

لب بستم از سخن کہ دریں مجت نفاق ۳۔ بیری یا قسم ز گفتہ حدیث نہ گفتہ را  
 ہرگز شہب امید بد و راں من نید ۴۔ جام من دو سالہ و ماہ دو ہفتہ را  
 خفاش بخت من چونہ بنید چہ فائدہ؟ ۵۔ گر سر مہر آفتاب کثر چشم خفتہ را  
 درخول ہمیشہ نشتر ہر گاہ تنگستہ ام ۶۔ امانتہ کردہ اسم ہمہ در ہائے سفتہ را  
 فراش کوئے دست ثوای نالہ یک سحر ۷۔ در چشم بخت کن خلس و خاشاک فتنہ را  
 زہرست آبیدہ نظیری نہ شاکستخ ۸۔ در دیدہ آب میلکم الماس فتنہ را  
 دلاک از کہ آئینہ کردہ شکستہ ترا ۹۔ کہ ام صقیل ابر و ز دو وہ رنگستہ ترا

(۲) تشریح: "لب بستم" خاموش ہو جانا، "نفاق" دل میں کچھ ہو اور زبان سے کچھ ظاہر کرنا۔ ترجمہ: میں نے بات کرنی ہی چھوڑ دی اس لئے کہ اس نفاق کے صبح میں میں نے نہ کہی ہوئی بات کو کہی ہوئی بات سے بہتر یا یاد کو یاد کو کہی ہوئی بات کو کہی ہوئی بات سے روکتا ہے۔  
 دریں مشہد کہ انوار تجلی است سخن دارم دے ناقتن اولی ست

(۳) ترجمہ: امید و دل، اولی رات نے میرے عہد میں دو سال کی پرانی شرب اور چوہوں کے چاند یعنی ہزار دوست کو ہرگز نہیں دکھا اس محدودی کی بھی کوئی حد ہے۔

(۴) ترجمہ: میرے نصیب اور مقدر کے چنگاؤ کو جب کہ نظری نہیں آتا تو اگر وہ ربی، موتی موتی رند آکھ میں آفتاب کا سر میری لگائے تو کیا فائدہ؟ ربی بے سودی بلکہ اور اندھا ہو جائیگا مراد یہ ہے کہ ہماری بد بختی کے درہم کی کوئی تدبیر نہیں۔  
 اشارہ: چشم خفاش میں سر مہر آفتاب لگانا نظیری جیسے سخن گری کا کام ہے۔

(۵) ترجمہ: میں نے تون کے اشکوں میں ہمیشہ ہلکوں کے نشتر توڑے ہیں، رافسون کہ چند سے ہوئے موتیوں کو میں نے بے بندھا بنادیا۔ توضیح: اشکوں کو موتی اور ہر گاہ کو نشتر اور میرا قرار دیا ہے جس سے موتی میں سورخ کیا جائے پس جب ہلکے اشکوں کے ساتھ ٹوٹ گئیں تو گویا یہ صورت ہوئی کہ برے کی نوک سورخ کرتے وقت ٹوٹ گئی اس لئے بندھا ہوا موتی پھر بے بندھا رہ گیا اور شل مشہور ہے کہ جو بندھا گیا سو موتی رہ گیا سو چھتر۔

(۶) ترجمہ: اے میرے نالہ! ایک مرتبہ ہی صبح کو تو میرے دوست کے کوچہ کا جار و بکش بنجا اور بھاڑ دے سیٹھ ہوئے کوٹے کو میرے بخت کی آنکھ میں ڈال دے (شاید اسی کی برکت سے چشم بخت نورانی ہو جائے)۔

(۷) تشریح: "اشک استخ" اشک تلخ غم کی وجہ سے کہی جاتے ہیں اور "خاشاکستخ" بھی تلخ ہونا ہے۔ الماس فتنہ سے مراد آنکھوں کی سپیدی ہے جو رونے کی حالت میں رخ ہو جاتی ہے۔ ترجمہ: قلب مصححین: اے نظیری میں کبھی سرخ پتے ہوئی ہیر کو (گیلا کر) پانی بنا رہا ہوں (اسے میری آنکھوں کا دھبہ) پانی نہر ہے (مچھلی تلخ آنسو نہیں ہیں) اس لئے کہ میرا ہر کام کرتا ہے۔



بغتمہ دگر دم زندہ ساز اسے مطرب ۶ چہ مجرست کہ در پردہ نیست جنگ ترا  
تو حرف تلخ فروشی و من شکر نوشم ۷ کہ چاشنی ہزار آشتی ست جنگ ترا  
تو از نسیم نظیری بشوئی آبی ۸ چو گل نہاں نتواں کرد بدو رنگ ترا  
کردم ز شکوہ منع دل از خویش را ۹ انداختم برو ز جہنم کار خویش را  
وقت نظارہ بُست پرہیزگار خویش ۱۰ شویم بگریہ دیدہ خونبار خویش را  
(۱۱) (تشریح :- دگر دم "کایم غیر معولی ہے۔" ترا "میں را علامت اضافت "جنگ" سارنگی۔

ترجمہ قلب مصرعین :- اے مطرب (حقیقتاً) کونسا معجزہ ہے تیرے ساز کے پردہ میں نہیں ہے؟ اگر ایک نغمہ سے  
مجھے تو نے ہلاک کیا ہے تو) دوسرے نغمہ سے مجھ کو زندہ کر دے۔

(۱۲) (تشریح :- "حرف تلخ فروشی" براہِ عمل کہنا۔ گالیاں دینا۔ آشتی "صلح" ترجمہ :- تو مجھ کو گالیاں دیتا ہے او میں گویا  
شریت (کے) گے گوشت) پیتا ہوں اس کے تیری لڑائی میں بھی نہ اڑوں صلح کا سا حزمہ ہے۔ تو صبح یعنی بحکم ضرب الحجب  
نر بیب معنوی کی گالیوں میں بھی مزہ آتا ہے حافانہ نے کہا ہے :- بدم گئی و خرم غم عفا کا لفظ گونگی :- جو تلخ میزید بیدل شکر قمار  
غالب نے کہا ہے :- کئے شیر میں ہیں تیرے لب کر قریب :- گالیاں کھانے کے مزہ نہ ہوا۔

(۱۳) (تشریح :- "نسیم" صبح کی ہلکی ہوا۔ "شور آمدن" مضطرب ہو جانا۔ شور برپا کرنا۔ ترجمہ :- اے نظیری تو صبح کی ہلکی ہوا سے شور مچا  
چائے لگتا ہے گویا بھول کی مانند تیری ہوا اور رنگ و ریشم کو بھی چھپایا نہیں با سکتا۔ تو صبح :- یعنی بھٹھارے دیوانہ راہو کیسے  
تو بھی ادنیٰ سے حرکت سے نالہ و فغان کرنے لگتا ہے۔ نالہ و فغان کو عاشق کی صفت کے لئے رنگ و بو قرار دیا ہے اور باز نسیم  
دونوں کے لئے چاک گریبان کا باعث ہوتی ہے۔



بحرہ۔ مضارع مشق اخربا خوف مخذوف ارکان و تقطیع :- مثل +

(۱) ترجمہ :- میں نے اپنے ناتواں دل کو شکوہ و شکایت رکرنے سے منع کر دیا اس لئے کہ اس کا حاصل کچھ نہیں ہیں نے تو اپنا حال  
قیامت کے دن چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ عشق کی جزا و جزا میں ہی مل سکتی ہے)

(۲) (تشریح :- "بُست" معنوی "پرہیزگار" "مقی" گریہ "مراد آب گریہ" دیدہ خونبار "خون کے آنسو روئے والی آنکھ۔ خون جاری نہاں  
ہوتا ہے۔ ترجمہ :- میں اپنے پرہیزگار معنوی کے دیدار کے وقت گریہ و شادی کے پانی سے دہنا بہہ جریں) خون برسانے والی آنکھوں

کو دھو لیتا ہے (یعنی پاک کر لیتا ہوں) کیونکہ اس بُست کی پرہیزگاری کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا دیدار بھی پاک آنکھیں کریں)  
اشارہ :- گریہ و شادی کی کیا خوب و بد بیان کی ہے ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں دیدہ خونبار کو اس لئے دھو لیتا ہوں تاکہ وہ  
مجھے اپنا عاشق نہ کہے کیونکہ یہ امر اسکی حیا اور پرہیزگاری کے خلاف ہے۔

جرم میں دست پیش تو تو قدر میں کم است ۳۴ خود کردہ ام پسند خرمیدار خویش را  
صد مشتری است جنس دلم را چو آفتاب ۳۵ من گرم سے تخم تو باز از خویش را  
ترسم کہ رفعتہ رفتہ بہر سیدہ را خو کنی ۳۶ برکس مدار طبع مستم کار خویش را  
اسے دل چھو نجات کہ صیا و پیشگان ۳۷ در دام سے کشند گر آفتار خویش را  
عزت بود کہ دوستش نظیری بیا تو ۳۸ آسان نو و مردن دشوار خویش را

(۳۴) ترجمہ :- (اسے محبوب!) اگر تیری نظیر میری قدر و قیمت کم ہے تو یہ میرا خرم ہے (کیونکہ) میں نے اپنے خریدار کو خود پسند کیا ہے (خریدار نے مجھے کو پسند نہیں کیا) اور یہ قاعدہ ہے کہ جب گاہک ضرور دینارہ ہو اور مال زبردستی اس کے سر منڈھا جائے تو مال کی قیمت سگر جاتی اس میں خریدار کا کیا قصور؟

(۳۵) (تشریح مشتری) "صیغہ اسم فاعل از مشتری خریدار مشتری ایک سیارہ کا نام بھی ہے اس لئے آفتاب کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس میں ایہام پیدا ہو گیا ہے "چو آفتاب" صد مشتری کے ساتھ لکھی نہیں ہو سکتی ہے اور جس دل کے لئے صد مشتری ہو سکے واسطے یہ بتاؤ اگر کم کردن "کہ وہی بڑھانا، تر چھو، بر سے خارج دل کے سینکڑوں آفتاب کے شل و دھرو) خریدار میں یا جس طرح آفتاب کے سینکڑوں سیارہ خریدار میں ای طرح میری جنس دل کے سینکڑوں گاہک میں دھیر میں نے تجھی کر کیوں انتخاب کیا؟ اسلئے کہ) میرے دیر سے اپنے بازو کو (اور) روٹی دینا چاہتا ہوں (کہ) وہ تو چون صاحب شے ذوق خریدار ان شود پیدا، یعنی گواہی دینا بہت ہی سہی اگر تجھ سا کوئی نہیں (تجھ سے میرے دل کی اور گرم بنادی ہو جائیگی) (۳۶) (تشریح رفعتہ رفتہ) "نادی بن جانا، ترجمہ: بڑھنے، ختم ہے کہ (ایسا ہو کر) اور رفتہ رفتہ ظلم کرنے کا عادی بن جائے (اسلئے) اپنی ظالم طبیعت کو (چاری) (تجھ پر) نہ (جائے) نہ کہ (مراد واضح ہے)

(۳۷) (تشریح صیا و پیشگان) "صیغہ فاعل ترکیبی یعنی شکاری" "تجھ" کے معنی ہے اگرچہ جو تیرے ہی معنی درست ہو سکتے ہیں۔ "نجات" سے مطلقاً آزادی مراد ہے یا نجات از دام صیا و تر چھو :- اسے دل (آزادی طلب نہ کر اسلئے کہ) دروغ دل کے یہ ہتھاری اپنے گزدار کو حال میں (دھڑا تپا کر) مار دیتے ہیں، (پس) آزادی کا حصول نامکن ہے) :-

لے واسے میرا ہرے کو یاد رفتہ است ۳۹ در دام باخدا باشد و خداوند باشد

و دیگر :- اسے دل (دام گیسوے) (است) نجات کی خواہش نہ کر اس کے کہ وہ ہتھاری اپنے امیر کو (ال) میں دج کر دیتے ہیں۔ (اور ہتھاری آدمی ہے) و دیگر :- اسے دل نجات کی کوئی دلیل نہ کر اس کے کہ یہ ہتھاری (است) ظالم ہیں کہ (دام میں ہی اپنے شکار کو مار ڈالتے ہیں) لیکن نجات کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے :-

(۳۸) (ترجمہ :-) (اسے فانی!) تیری عمر دواؤں کے کس رات نظیری نے تیری باؤں اپنی دشوار موت کو آسان بنایا (یعنی تیری یاد سے اس کا کام تمام کر دیا)

فراق و دستاں بسیار پیش آمد دل مارا ۱  
 گل افشان بود بانو ہر سہ خار دہانے ۲  
 عفاک لہ بقر عشق از ہستی برآوردی ۳  
 اگر قبول اگر مرد و حرکت ما اثر دارد ۴  
 مرثیت ما خواص ہر و طبع دوستی دارد ۵  
 ہمہ افسانہ کیسو و رخسار تو نے گویم ۶

(۱) تشریح :- ہو اسے منزل آرزو سے قیام گاہ - ترجمہ :- چونکہ دوستوں کا فراق ہمارے دل کو بہت پیش آیا ہے راستے؛ موت کے غم نے ہم سے جاری مقام کی آرزو کو چھین لیا ہے۔ تو صبح : یعنی چونکہ دوستوں کا انجام زندگی دیکھ کر ہم کو اپنا انجام بھی محارم ہو گیا ہے۔ اس لئے اب دنیا میں قیام کی آرزو نہیں رہی۔

(۲) تشریح :- گل افشان "اسم فاعل سماعی" حاصل پیداوار از نشاط - ترجمہ :- (اسے محبوب) تیرے ساتھ رہنے کے زمانہ میں ہم کا شاد و چہرہ بھی ہمارے لئے اچھول پرسانے والا تھا اپنی تیری محبت ہمارے لئے باعث حد و سرمت و نشاط تھی مگر (تو جب یہاں سے چلا گیا تو ہماری رکشت دل کی پیداوار پر آفت نازل ہو گئی۔ رسمعی گفتہ سے

پاسے در زنجیر پیش دستاں :- یہ کہ باجنگان نگان دروستان

(۳) تشریح :- عفاک اللہ عفا فعل ماضی کا غیر خطاب مقول اللہ فاعل اور جملہ دعا تہم ہے ترجمہ :- (اے دوست!) اللہ تجھے عافیت میں رکھے تو نے قید عشق میں گرفتار کر کے جھکوی قید تھی (دینا سے آزاد کر دیا) (الحمد للہ) تو نے ایک مشکل کے ذریعہ سے جاری ہزاروں مشکلوں کو حل کر دیا یعنی غم عشق ایک مشکل ہے اور غم دنیا ہزار مشکل

(۴) تشریح :- اگر "تکرار حرف شرط سے تکرار کا فائدہ حاصل کیا ہے۔ سحر باطل" جھوٹا جا دو۔ مراد سخن - ترجمہ :- خواہ تو کلام ہو یا مردود اگر ہماری بات میں اثر ہے (اس لئے) ہمارے کلام باطل کو یا زور کا تو یزید بنا یا جاسکتا ہے کیونکہ اب اثر نہیں ہے ہمارا کلام مقبول ہوتا ہے تو دوست آمادہ ہر ہو جاتا ہے اور اگر مردود ہوتا ہے تو آمادہ غضب پس ہر ہر بغضب ہماری بات کا اثر ہے۔ (۵) تشریح :- خواص "جمع خاصہ" طبع "مزاج" مرثیت "خیر طبعیت" - ترجمہ :- ہمارے خیر میں محبت کی خاصیتیں اور دوستی کا مزاج موجود ہے (حتی کہ یہ خیال ہوتا ہے کہ) شاید ہر جن جاری رہی، خاک خاک کا بت بنانا ہے کہ اس میں بھی ہر وہ خجستہ کے خواص پاسے جاتے ہیں)

(۶) ترجمہ :- میں تیرے رخسار اور زلف کا پورا افسانہ (ان دونوں فطرتوں میں) کہے دیتا ہوں کہ ہماری رات، ہماری محفل کے چراغ کو نہ عطا کیا کرتی ہے۔ تو صبح : یعنی جس طرح شب کی تاریکی میں چراغ کا نور زیادہ نمایاں ہو کر اکتاپے اسی طرح تیری زلف کی کی وجہ سے تیرے رخسار کا نور اور زیادہ نمایاں ہو گیا ہے کہ رخ و لب و لہذا اللہ تبت اللہ یعنی چرخ اپنی اقدار سے پوری

پشتار سے درگزر و اہم و شانہ و نظر و اہم ۷  
 بدیدار تو چشم افتادہ بخت مقبل مارا ۸  
 دریں صحرانظیری نیست الاخر تر ز جسد ۹  
 کہ بر نفس اک سہل بعد و شکار کسل مارا ۱۰  
 زحرانم سے ور خاطر یاراں شو و پیدا ۱۱  
 چو پیاسہ سے کہ حشرش پر پرستار راں شو پیدا ۱۲  
 چو پیدار دم از سہل چنار راں مند از من ۱۳  
 کہ بدستے میدان چمن مشیا راں شو و پیدا ۱۴  
 طرح نمایاں ہو جاتی ہیں۔ عرفانی پہلو یہ ہے کہ کثرت کی قلت ارشاد و عدت کے لئے کونعت کی مانند بظاہر حجاب ہے مگر اس کا  
 پورا ظہور بھی اسی تقابل سے ہوتا ہے۔

(۸) التشریح :- "نوش خبری" درگزر و اشتیاق مصروف آمد و رفت رکھنا "مقبل" نصیب و در اعلیٰ امت اضافت۔  
 ترجمہ بقدر سب مصرعین :- (۱) دوست (۲) پاسے نصیب و رخصت کی نگاہ تیرے دیدار پرچہ پر پڑ گئی ہے جس کے فیض  
 سے اب ہم ہمیشہ معشوق حقیقی (کو نظروں میں اور خوشخبریوں کو مصروف آمد و رفت رکھتے ہیں) (دوسری جگہ اسی معنوں  
 کیوں ادا کیا ہے)

دوستے کمال مست وصالے بدام مست :- امر و ہما منزلت عشق تمام مست

(۸) التشریح :- "فترک" شکار بند اوہ قسم جو زن کے دائیں اور بائیں جانب شکار کے لئے باندھ دیتے ہیں۔

ترجمہ :- اسے نظری اس دشت عشق میں ہم سے زیادہ دُلا اور ناتواں شکار اور کوئی نہیں (تو پھر) کون اپنے فترک  
 ہمارے (اس) نیم جان شکار کو باندھنا ہے (تو) (اپنی) ناتوانی اور ناتاہل شکار ہونے پر اظہار حسرت کرتا ہے۔ اسی  
 معنوں کو آگے چل کر یوں ادا کیا ہے :-

از نگاہے شد نظیری سید دین و در افعال :- زانکہ ایں وحشی غی از زہد ہاے تیرا

—:—:—

بھڑ :- ہر جن عشق سسالم  
 از کالان و تقطیع بخل :-

(۱) التشریح :- "سرمائے خردی" پرستار "تیار دار" ترجمہ :- میری خردی سے دوستوں کے دل میں (ایسا) غم پیدا ہو جاتا  
 ہے جیسے کہ وہ بیمار کچن کی موت تیار داروں پر ظاہر ہو جائے۔ تو صبح :- مرلیش کی صحبت سے جب ایوی ہو جاتی ہے  
 تو گو تیار داروں کو اس کا غم ہوتا ہے مگر چونکہ وہ تیار دار ہی سے عاجز ہو جاتے ہیں اس لئے خدا سے چاہتے ہیں کہ مرلیش کا جند  
 خاتم ہو جائے تاکہ نجات ملے۔ چھٹک پہلی میرا حال ہے کہ اس خردی کے درہوئے کی کوئی امید نہیں، دوست عاجز آچکے ہیں۔  
 اس لئے چاہتے ہیں کہ میرا قفس ہی پاک ہو جائے تو اچھا ہے۔

(۲) ترجمہ :- جب میں کسی راستہ سے (ناگاہ) سامنے آ جاتا ہوں تو دوست چچ :- ایسے بھاگتے ہیں جیسے کہ کوئی بدست  
 (درواہ) ہوشیاروں کے مجمع میں آ جائے (یعنی عشق میں میری دیوانگی کا یہ عالم ہے)

- کے نگرینہ ادا کرنا اگر ایں تقویٰ بردوں آئیم ۳  
 سچا زحلقہ پریمیز گاراں برے خیزد ۴  
 پشیمانی کش از بیج من کیں سہل قیمت را ۵  
 زینجا گو میاں از زم و فرش دلبری مقلن ۶  
 چراغ زندہ میخوای در شب زندہ داراں زن ۷  
 نظیری کاش بنامی کہ در سناوہ میدار ۸
- طرب کہ ما مدد کوئے میخوایاں شود پیدا  
 کہ بر مردم مسلمانی دیں داراں شود پیدا  
 تو جوں صاحب شوی نوق خریداراں شود پیدا  
 کہ نیش یوسف بزندان گرفتاراں شود پیدا  
 کہ بیداری بخت از بخت بد لال شود پیدا  
 کہ پیش زابداں قدر گنگاراں شود پیدا

(۳) التشریح: "از چہرے بردوں آمدن" کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ "طرب" خوشی۔ "نشاط" ترجمہ: اگر میں اس پر ہر نگاری کو چھوڑ دوں اور بارہ نوشی شروع کر دوں تو دھیرا کوئی ہم سے بچھا کے دیکر سب خوشی خوشی ہم سے ملے لگیں اس لئے کہ جو خوشی کہ ہم سے دوہنگی وہ شراب نوشوں کے کوچہ میں بچ جائے گی۔ توضیح: یعنی بوجہ پریمیز نگاری اس وقت ہم خوش ہیں مگر بارہ نوش ہماری اس حالت سر بخندہ میں تو جب ہم پریمیز نگاری چھوڑ دیں گے تو جو مسرت ہمارے پاس ہے جائیگی وہ بارہ خواروں کے پاس پہنچ جائے گی اور اس وقت ہم خود بھی ایں شامل ہونگے۔ لہذا بلکہ تخصیص سب سرور ہونگے اور کوئی ہم سے بوجہ مشرب بنجانیکہ پریمیز بھی نہ کرے گا۔

(۴) ترجمہ: زابداں کے حلقہ سے کوئی بُت پیدا نہیں ہوتا کہ لوگوں پر دان (دینداروں کی مسلمان اکابر ہم کھل جائے۔  
 توضیح: اُن کا زہد اس وجہ سے کہ انھوں نے صنم کا مشاہدہ نہیں کیا اگر کر لیتے تو دینداری چھوڑ کر بُت پرستی شروع کر دیتے۔

(۵) التشریح: "بیج" بیچنا، خریدنا۔ "سہل قیمت" "استا"۔ "را" سلامت، اضافت۔ ترجمہ: (دوست) میری خریداری پر تو غور مند نہ ہو اس لئے کہ اس سے سودے کا (یعنی میرا) جب تو مالک بن جائیگا تو اس کی خریداری کا اچھا کھوں کو شوق پیدا ہو جائیگا (یعنی جس کو دوست پسند کر لے وہ محبوب خلائق ہو جاتا ہے)

(۶) ترجمہ: زینجا سے کہہ دو کہ وہ دو حال کیلئے، محض آراستہ نہ کرے اور دلبری کا فرش نہ چھائے یعنی اپنی آرائش نہ کرے، اس لئے کہ وہ یوسف جس کی وہ طالب ہے ہیزم میں نہیں آتا بلکہ قیدیوں کے قید خانہ میں نواد ہوتا ہے۔ توضیح: مراد یہ ہو کہ جس طرح زینجانے اپنی اور اپنے گھر کی آرائش کی اور یوسف سے مقصد برائی چاہی مگر یوسف نے قید خانہ کو ترجیح دی اسی طرح مشوق حقیقی کا دو حال دنیا طلبی کی حالت میں نہیں ہو سکتا، زندانِ عشق و بلا میں گرفتار ہو کر ہو سکتا ہے۔

(۷) التشریح: "چراغ زندہ" روشن چراغ۔ "شب زندہ دار" یا "خدائیں راتوں جائے" والا۔ ترجمہ: اگر تو دل کے روشن چراغ کی خواہش رکھتا ہے تو شب زندہ داروں کے دروازہ پر دستک دے (یعنی انکو نہ بٹانا) اس لئے کہ نصیب کی بیداری میدار (دل) لوگوں کے نصیب سے حاصل ہوتی ہے۔

(۸) ترجمہ: اسے نظیری کاش تو ظاہر کر دے کہ تیرے پیالہ میں کوئی شراب ہے تاکہ شراب کو حرام قرار دینوالے زابداں کو سامنے (بارہ نوش) گنگاراں کی قدر و منزلت ظاہر ہو جائے (یعنی ہمارے جام میں شراب ملہو عشق ہے اگر یہ ظاہر کر دی جائے تو ہمارا مرتبہ



انہیں آشوبِ مادر زلف داردشانہ را ۳۳ شورش زنجیر در شور آورد دیوانہ را  
 حسن بنیاد محبت بر پریشانی نہاد ۳۴ تانہ شور دغا کہ را دہقان نہ ریزد دانہ را  
 حور و جنت جلوہ بر زہد دہد در راہ دوست ۳۵ اندک اندک عشق در کار آورد بیگانہ را  
 عشق کامل نیست تا در نہ مال و مکنی ۳۶ آن زمان آتش علم گرد کہ سوز خانہ را  
 ہر جہ ز دغہ در آتش محو آتش گشت و رفت ۳۷ در حقیقت شعلہ بال پیر بود پیر دانہ را  
 جائے یک ناخن درستی و در سر پایم نماند ۳۸ ہر زمان دیوانہ ویران تر کند ویرانہ را  
 بلند اور زہد دس کا سر خجالت کی وجہ سے نیچا ہو جائے

بحرہ: دل میں محذوف ارکان و تقطیع: ش ہے

(۱) التشریح: ”آشوب“ پریشانی ”شانہ“ انگٹھا۔ ترجمہ: (وہ محبوب) ہم کو پریشان بنانے کے لئے زاپنی (زلف میں کنگھا کرنا ہے) (اسلئے کہ) دیوانہ تو زنجیر کی آواز سے شورش (دغوغا) کرنے لگتا ہے کہ دیوانہ راہوئے بس (سست) اشارہ ہے۔ (دوسرا مصرعہ) تیش ہے جس میں زلف کو زنجیر سے تعبیر کیا ہے۔

(۲) ترجمہ: ”حسن نے محبت کی مینا دپریشانی (دعاشق) پر رکھی ہے (جس طرح کہ) کسان جب تک زمین میں ہل چلا کر ٹٹی کو منتشر نہیں کر لیتا اس وقت تک بیچ نہیں ڈالتا (اسلئے اس پریشان حالی سے عاشق کو مایوس نہ ہونا چاہیئے)

(۳) ترجمہ: ”جنت اور حوریں دوست (حقیقی) کے راستہ میں راہ کے سامنے جلوہ گر ہیں (یعنی اس لالچ میں وہ مصروف عبادت ہے مگر کوئی مضائقہ نہیں) عشق آہستہ آہستہ (ایک) نا آشنا کو کام میں لگا رہا ہے۔ توضیح: ”یعنی عشق کا جادو گر زہد کو ظلم جنت و حور کے ذریعہ حقیقت کی طرف کھینچ رہا ہے۔

(۴) التشریح: ”آتش علم گشتن“ بلند ہونا۔ ترجمہ: ”جب تک کہ تو مال اور گھر کے چکر میں ہے (یہاں) عشق کامل نہیں ہے۔ (اس کی مثال) ایسی کجگو کہ آگ اسی وقت پوری بلند ہوتی ہے کہ جب وہ گھر کو جلا ڈالتی ہے (اسی طرح عشق اس وقت کامل ہوتا ہے جبکہ فاؤل کو آتش عشق سے جلا کر خاکستر بنا لیا جائے)۔ (در مال و مسکن کا خیال تک باقی نہ رہے)

(۵) ترجمہ: ”جس نے اپنے آپ کو عشق کی آگ میں ڈالا وہ آگ میں محو اور نا بود بگیا حقیقت میں پروانہ کے لئے بشعلہ شمع (پروانہ کا کام دیتا ہے جس کے ذریعہ وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح عاشق جب محو دوست ہو جاتا ہے اس وقت اپنے مقصود کو پا لیتا ہے)۔

(۶) التشریح: ”سر پای“ میں آفت عطف کے لئے ہے مراد تمام جسم۔ ترجمہ: ”میرے تمام جسم میں ایک ناخن کے برابر بھی (جگر) گھج و سالم نہیں رہی (قاعدہ ہے کہ) دیوانہ ہر لمحہ (اپنے) دیوانہ کو اور زیادہ دیران کیا کرتا ہے۔ توضیح: ”یہی حال میرے جنون عشق کا ہے کہ میرے دل دیوانہ نے فائدہ ہستی کو بالکل دیرانہ بنا دیا ہے۔

گر رود عشق از مزاج پیر لذت کارود ۷  
 عقدہ دل در شکنج زلف نشاید بچل ۸  
 سرگزشت عہد گل از نظیری بشنود ۹  
 ز عاشق میشود معشوق را نام و نشان پیدا ۱۰  
 خود بہا محو کرد گر تو از رخ پردہ برداری ۱۱  
 گماں پوشیدہ گرد و ہر کجا گرد و عیاں پیدا ۱۲

(۷) ترجمہ :- بوڑھے کے مزاج میں سے اگر عشق نکل رہی (جائے تو اس کی لذت کب نکل سکتی ہے جیسا کہ پچانہ کو توڑو  
 تو شراب کی خوشبو پھر بھی باقی رہتی ہے) دوسری جگہ یہی مضمون اس طرح ادا کیا ہے :-

از جوانی ہست دوتے در سرم : از ننگ ماندست شوے در کباب

(۸) تشریح :- ”نکج“ ”ننگ“ ”در ہم“ ”پریشان“ ”در ہم“ ”سیاہ“ ”شانہ“ ”نگہا“ ”ترجمہ :- زلف و دست کی شکن میں (ہمارے)  
 دل کی گرہ دھولکی ہوئی ہے وہ ناخن عقل کے ذریعہ سے نہیں کھل سکتی (اس لئے کہ) اس زلف پریشان (یا سیاہ) کی ایک لک  
 گرہ تو تونگو لکھیوں کو توڑ دیتی ہے اور خود نہیں کھلتی یعنی پتھر عشق سے رہائی کی کوئی سیل نہیں)

(۹) تشریح :- ”سرگزشت“ ”حکایت“ ”آشفہ“ ”پریشان“ ”پراگندہ“ ”ترجمہ :- جہد گل کی حکایت نظیری سے سنو، کیونکہ بلبل کا  
 افسانہ کو زیادہ پراگندہ صورت میں بیان کرتی ہے۔ توضیح :- شعر کے دو مطلب ہو سکتے ہیں اول یہ کہ سرگزشت گل نظیری سے  
 سننی چاہئے اس لئے کہ بلبل باغ اس کو مسلسل اور مرتب طور پر بیان نہیں کر سکتی ہے۔ دوم یہ کہ خود بلبل قرار دیکر کہتا ہے کہ سرگزشت  
 گل مجھے سنو کیوں جن عشق کا بلبل ہوں اور بلبل ہی اس افسانہ کو زیادہ پریشان کن صورت میں بیان کر سکتا ہے۔ اور پریشانی  
 اس افسانہ کا وصف خاص ہے۔

\*\*\*

حکمر :- ہر جن منہ سالم ارکان و قطعہ :- مثل +

(۱) ترجمہ :- معشوق کا نام و نشان (شہرت) عاشق سے ہوتا ہے جس طرح کہ اگر باغبان نہ ہو تو باغ میں پھل اچھا نہیں آتا،  
 (مطلب واضح ہے)

(۲) تشریح :- ”گمان“ ”وہ علم جس میں خلافت کا امکان ہو“ ”عیسا“ ”یقین علم بلا شک“

ترجمہ :- (۱) و دست (۱) اگر تو اپنے چہرہ سے پردہ ہٹا دے تو تمام (خود) محو ہو جائیں جس طرح کہ جب یقین ظاہر  
 ہوتا ہے تو گمان و قیاس پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ توضیح :- جس طرح یقین گمان و شک کو نیست و نابود کر دیتا ہے اسی طرح تیرا  
 چہرہ تمام لوگوں کے پندارستی کو فنا کر کے چھوڑ دے گا۔ کیونکہ وہ سب وہم و گمان ہیں۔ اور تیری ہستی یقین و عیاں۔

\*\*\*

من آل روزیکہ برنج فتنہ پیشدہن میگہ ۳ کہ رونے خوش نخواستہ گشت بگزود جہاں پیدا  
 درال صحرائے بے پریش کہ بہر راہزن بنا ۴ دل مجروح گرد کارواں در کارواں پیدا  
 تنبہ گمراہن سیم شود آب را دوا سازم ۵ چہ سازم سوز عشق را کہ شد دستخواں پیدا  
 تمنائیں چو گرد گرد و خاطر مضطرب گردم ۶ چو عتاب سے کہ گرد و در سرایش مہاں پیدا  
 بغل از نامہ احباب پر گرد و نئے خواند ۷ کہ می ترسد بشود مکتوب من ہم در میان پیدا  
 نیدانم زمن در جہاں سپار بہا چہ نقصان شد ۸ کہ اکثر شے شود و بد گمانی امتحان پیدا

(۳) ترجمہ :- ای روزیکہ برنج فتنہ پیشدہن (دوست) پر زلف ربا عشت، فتنہ بن ہی غمی کہہ رہا تھا کہ اب دنیا میں کوئی خوشی کا دن نہ آئے گا (کوئی خوش و خرم چہرہ نہ وادار نہ ہوگا یعنی سب کے سب ہمیشہ کیلئے غم عشق میں مبتلا ہو جائیں گے)  
 (۴) ترجمہ :- اس عشق کے جنگل میں کہ جہاں دکھی کی، پوچھ نہیں اور رہنا رہنری کا کام کرتا ہے۔ زخم خوردہ عاشقوں کے دل قافلہ در قافلہ آتے ہیں اور لوٹے جاتے ہیں یعنی جبکہ بہری رہنری بن گیا ہو۔ تو پھر حفاظت کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

(۵) ترجمہ :- اگر میرے جسم کو بخار لاحق ہو جائے تو اس کی میں دوا کروں (مگر سوزش عشق کا میں کیا بناؤں کہ وہ تو ہڈیوں تک میں پیدا ہو گئی ہے۔ توضیح :- جب بخار ہڈیوں تک سرایت کر جاتا ہے تو مزمن اور لا علاج ہو جاتا ہے اس لئے کہتا ہے کہ سوزش عشق معمولی بخار نہیں ہے جس کی دوا ہو سکے یہ مزمن اور لا علاج مرض بن چکا ہے۔  
 مراد دیت اندر دل اگر گویم زباں سوزد :- دگر دم در کشم تو سم کہ مغز امتحان سوزد

(۶) ترجمہ :- اس (محبوب) کی آواز و جب میرے دل کے آس پاس (دھبی) آجاتی ہے تو میں اس مفلس کی مانند پریشان ہو جاتا ہوں کہ جس کے گھر میں (اچانک) کوئی مہمان آجائے۔

توضیح :- یعنی اس کی تمنا مہمان ہے اور ہم یہ نوافلس ہیں کہ اس مہمان کی کچھ بدارت نہیں کر سکتے۔

(۷) ترجمہ :- (دوست نے) بغل و دستوں کے خطوط سے بھر لی ہے مگر پڑھتا نہیں اس نے کہ (دستا ہے کہ) (ایسا نہ ہو کہ) ان میں میرا خط بھی نکل آئے (اس سے) التفاتی اور عتاب کی بھی کوئی حد ہے!)

(۸) ترجمہ :- نہیں معلوم میری جانب سے جان نثار کرنے میں کیا کمی رہ گئی کہ (دوست میری آزمائش کر رہا ہے) اسلئے کہ اکثر بدگمانی کی حالت میں امتحان ہوا کرتا ہے۔

توضیح :- یعنی بظاہر جان نثاری میں ہماری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی پھر نہ معلوم اس کی بدگمانی کا کیا سبب ہے جس کی وجہ سے وہ ہمارے اخلاص و وفا کا امتحان کر رہا ہے۔

نظیری سوڈاؤ کم روک امر درست یا فردا ۹ کہ از خاکسرت ہم نیست ز کوشش پیدا  
 ز بس بود دل خود کام تا سپاس مرا ۵۵ زروئے ہم رسد اندوہ نے قیاس مرا  
 بلا مقام مرا پیش ازین نمی دانست ۲ غم تو کرد درین شهر و شناس مرا  
 چہ روز بود کہ تشریف عشق پوشیدم ۳ کہ خوش دلی شناسد درین لباس مرا  
 ز رشک زدن جنین در ہم کہ توان برد ۴ بزم وصل تو امشب بالتماس مرا  
 رُخے کہ داشت ملک میش از تو چہ غیر ۵ چنان نمود بحشیم کہ شد مرا

(۹) ترجمہ: اسے نظیری اس کی طرف کم جا اس لئے کہ کل میں ہی دینا یہ حال ہو جائے والا ہے کہ تیری راکھ کا نشان بھی اس کے  
 کوپہ میں نہ ہوگا۔ تو صبح، یعنی انجام عشق فنا ہے اگر اکراس کے لئے آمادہ نہیں ہے تو اس کے کوپہ میں نہ جانا غالب نہ کہا ہے سے  
 ہاں وہ نہیں خدا بہرست جاؤ دیو فاسی : جس کو ہو دین دل عزیزا کی گئی ہیں جاؤ کیوں

بحر: محنت مشن جنون محذوف ارکان و تقطیع مثل

(۱۱) ترجمہ: چونکہ میرا دل بہت زیادہ خود غرض اور ناغرا ہے اس لئے مجھ کو بے حد رنج پہنچے ہیں (ظاہر ہے کہ خود غرض اور ناغرا  
 ہمیشہ رنج و محنت کا شکار رہتا ہے)

(۱۲) ترجمہ: اس سے پہلے مصیبت میرا مقام نہ جانتی ہے (اسے دوست!) تیرے غم (عشق) اسنے مجھے اس شہر میں مشہور کر دیا کہ  
 اب جو بلا آتی ہے وہ سب سے پہلے میرے مکان پر پہنچتی ہے سے  
 ہر بلائے کز آسمان آید : خانہ انوری کجا باشند

(۱۳) ترجمہ: وہ بھی کیا دن تھا کہ جس روز میں نے عشق کا خلعت پہنا تھا کہ اب خوشی مجھے اس لباس میں نہیں پہچانی یعنی مجھ کو اوپر  
 سمجھ کر خوشی میرے پاس تک نہیں آتی مطلب یہ ہے کہ عاشق مصائب اور مشکلات سے ہی دوچار رہتا ہے)

(۱۴) (تشریح: ہم "غم" اتناس "درخواست کرنا" ترجمہ: کل رات کے رشک سے میں ایسا غم زدہ ہوں کہ آج کی رات  
 درخواست کر کے بھی مجھے تیری وصل کی محفل میں نہیں لے جایا جاسکتا۔ یعنی وصل کے باسے میں مجھے خود اپنے اوپر رشک آتا  
 ہے اور رشک درج کی کیفیت اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب درخواست بھی کی جاسے تو میں بزم وصل میں نہ جاؤں گا۔ یا مطلب یہ ہے  
 کہ بزم وصل میں چونکہ میں نے دوست کو خیر کی جانب ملتفت دیکھا اس لئے اس رشک کی وجہ سے میں آئندہ نہیں جانا چاہتا۔

(۱۵) ترجمہ: وہ چہرہ جس کی رغبت فرشتہ (یعنی) رکھتا تھا دقیب کی طو توجہ کرتے سے یا دقیب کی توجہ اور بہکانے سے مجھے ایسا  
 غضب ناک نظر آیا کہ مجھ پر نفرت ماری ہو گیا۔

ازاں از آہ نظیری فراغتے داری ۴ کزیں فسرده دلال کردہ قیاس مرا  
 شرم مے آید ز قاصد طفل محو ب مرا ۵۶ بر سر رایش بیند ازید مکتوب مرا  
 دست پرورد تو ام لے عشقی یاس من بدلا ۲ ہر کہ بیند از تو بے داند بد و خواب مرا  
 فرصت باو آگمی باید ستمگارے چنین ۳ ایں قرار و طاقت و ایں صبر ایوب مرا  
 ناز پرورد و صالم گوش بر جرم کن ۴ آرزو بسیار باشد طبع محو ب مرا  
 بے سولے خون خود در حشرے مجنم باو ۵ زانکہ داغم از طلب عارست مطلوب مرا

(۶) تشریح: "فسرده دل" مرے ہوئے دل والا "قیاس کردن" اندازہ کرنا۔ ترجمہ: "مرے دوست! نظیری کی آہ سے تو اس نے بے فکر ہے کہ ایں۔۔۔ مرده دلوں میں سے تو نے مجھ کو بھی سمجھ لیا ہے حالانکہ میں زندہ دل ہوں اور میری آہ پر تاثیر ہے۔ تیرے آواز آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن: اجابت از در حق بہر منتہیال سے آید اشارہ: شعر میں مثبت سے تکلم کی طرف التفات ہے۔



بحر: رمل منہن مخدوف ارکان و تقطیع: جن ہے

- (۱) تشریح: "محب" شرمگین صیغہ اسم مفعول از حجاب۔ ترجمہ: میرے شرمیلے کم سن معشوق کو قاصدے شرم آتی ہے (اسلئے) میرے خط کو اس کے راستہ میں ڈال دو تاکہ وہ شرم محسوس نہ کرے اور میرے خط دیکھ کر اٹھائے)
- (۲) تشریح: "دست پرورد" اسم مفعول ترکیبی۔ "یاس" لحاظ۔ ترجمہ: اسے عشق میں تیرے ہاتھوں کا پلا ہوا ہوں کچھ تو میرا جناح کرالے کہ جو شخص بھی ہمجھ کو، دیکھے گا وہ میری بھلائی برائی کو تیری جانب سے سمجھے گا (کیونکہ غلام کے افعال کا مدار آقا مہرناہے جو اسکی پروردگار ہے پس میرے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں تیرا بھی بھلا ہے) اشارہ ۱۵۔ غرض استعطاف قابل دہ ہے۔
- (۳) تشریح: "فرصت" مہلت، مرقع مراد درازی عر۔ "ایوب" ایک پیغمبر کا نام ہے جنہوں نے بیماری پر صبر کیا تھا اسلئے صبر ایوب ضرب المثل ہے۔ ترجمہ: خدا کرے تجھ کو کہ عمر سے فائدہ اٹھانیکا) موقع ملے کہ میرے اس، ایوب کے سے صبر اور اس ضبط و سکون کو (برباد کرینگے) واسلئے، ایسے ہی شکر کی ضرورت تھی (جیسا کہ تو ہے)
- (۴) تشریح: "ناز پرورد" نازوں کا پلا ہوا، اسم مفعول ترکیبی۔ ترجمہ: میں وصل کے نازوں کا پلا ہوا ہوں، تو میری باتوں پر کان نہ دردا اسلئے کہ میری شرمیلی طبیعت کی آرزو میں بہت میں (تو کہاں تک پوری کرے گا)
- (۵) ترجمہ: میں جن حشر میں بغیر سوال کے اپنا خون اس کو بخشتا ہوں اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ میرے محبوب کو مانگنے سے عار آتی ہے۔ توضیح: یعنی میرا قتل تو اس پر ثابت ہو چکا ہے مگر میں از خود معاف کئے دیتا ہوں کیونکہ وہ سوال کو عار سمجھتا ہے اس لئے حشر میں بھی میں اس کی مرضی کے تابع ہوں۔

شوخی طبعی ز احتلاط غیر مغت چون کنم ۵  
 امشب از یوسف خجتم نظیری رو ۶  
 ویدش در دل ہفتسم بہ ہر تاثیر را ۷  
 پائے رفتن نیست زین بزم کہ در برون ۸  
 خوش دل از غیرم کہ در بزم وصال اونیت ۹  
 از کند عشق جستن مے شود ترک ادب ۱۰  
 بیش ازین نتوان شنیدن حرف لکوب مرا  
 باز نوئے ہست در کاشانہ یعقوب مرا  
 در کماں از بسکہ وز دیدم شکستم تیرا  
 بخت دارد در کماں بجز گریباں گیرا  
 ذوق در داغ طرب و لذت تغیر را  
 ورنہ طغیان جنوں از ہم کند زنجیر را

(۱) ترجمہ :- دے دوست! تو بہت جلدی طبیعت کا ہے، غیر رقیب کے ساتھ میل جول رکھنے سے میں تجھ کو کیونکر دوں، کیونکہ اس سزا دہ تو میری دل آزار باتوں کو نہیں سن سکتا یعنی بوجہ شوخی طبعی تو کب میری بات سن سکتا ہو اور جبکہ وہ تیری مرضی کی خلاف بھی ہو (۲) (تشریح :- ”یوسف رخ“ یوسف کے سے چہرہ والا، اسم فاعل ترکیبی ”یعقوب“ نام پیر یوسف علیہ السلام۔ کاشانہ چھوٹا سا معمولی مکان، جھونپڑا۔ ترجمہ :- آج کی رات نظیری کی آنکھیں ایک یوسف کے سے چہرہ والے (حسین کے دیدار سے) منور ہیں (جھل) پھر میرے یعقوب (چشم) کے چھوٹے سے میں نور موجود ہے (۳) کہ حضرت یعقوبؑ کی طرح کہ حضرت یوسفؑ کو گھر سے لے کر کھانے کے بعد ان کا گھر پہلے رونق اور آنکھیں پہلے بصیرت ہوئی تھیں)

\*\*\*

### بحر :- رمل مشن محذوف ارکان و تقطیع بیش ۱

(۱) (تشریح :- ”نیر در کمان“ ز دیدن) ”نیر کو کمان میں دبائے رکھنا۔“ ترجمہ :- میں نے اس (محبوب) کو دیکھا اور بہر تاثیر آہ (کے تیر) کو میں نے دل میں چھپا لیا (یعنی اس کے دیکھتے ہی وہ کیفیت طاری ہوئی کہ آہ بھی نہ کر سکا تو گویا) اس کمان (سینہ) میں تیر (آہ) کو تندا ہلا کر اس کو کمان میں ہی (توڑ) دیا (یعنی آہ کے تیر میری سینہ ہی میں پیوست ہو کر رہ گئے)۔

(۲) (تشریح :- ”پائے رفتن“ غافلانہ) ”جانے کی طاقت نہ ہونا۔“ ”بزم“ میں میم یعنی مرا۔ ”کین“ گھٹات۔ ترجمہ :- مجھ میں اس بزم سے جانے کی طاقت نہیں اسلئے کہ دروازہ کے باہر دیرا نصیب اگر بیان تمام لینے والے ہر کوئے کھڑی۔ توضیح :- یعنی چونکہ مجھ کو اب ہجرت برداشت نہیں رہی اسلئے بزم وصال سے جاتے ہوئے سخت خائف ہوں۔

(۳) (تشریح :- ”غیر“ رقیب۔ ”ذوق“ مزہ۔ ”تغیر“ بد حالی۔ ترجمہ :- میں رقیب سے خوش ہوں کہ (اچھا ہوا) کہ اس نے اس (دوست) کی محفل وصال میں بے چینی اور بد حالی کے بعد لذت اور مزہ نہیں پایا (عشق میں خواہ حالت وصل ہو یا فراق اضطراب و درد میں ہی مزہ ہے چونکہ رقیب کا عشق جھوٹا ہے اسلئے وہ اس لطف سے محروم رہا اسلئے ہم خاموش ہیں)۔

(۴) (ترجمہ :- ”عشق کی کندہ سے چھلانگ کر نکل جانا ہے“ ادبی ہے ورنہ دہمارا) طوفان جنوں زنجیروں کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہے (بس ادب عشق کا بچا ہے کہ گھر قمار بستے ہوئے ہیں)۔

بے سبب دادی گر آزارم مجھ ازمن مسلک ۵ کردہ ام خاطر نشان خویش صد قصیر  
گشتہ دل پامال حسرت عشوہ درکاش کن ۶ قلب ز راند و دما ضائع کن راکیر  
ارتکبات شد نظیری صید و من ذالفعال ۷ زانکہ ایں وحشی غمی از دہائے تیرا  
کجا بودی کہ امشب سوختی آزرده جانے را ۸ بقدر روز و محشر طول دادی ہر زمانے را  
سوائے کن زمین امر و تا غوغا بہر افتد ۹ کہ اعجاز فلاںے کرد گو یا بے زبانے را  
بہر جسے کہ میکشد اخلاص و وفا خوبست ۱۰ پس از عمرے گزرا افتاد بر کاروانے را  
کتاب ہفت ملت گر بخواند آدمی عامی ۱۱ نحو انداز جزو آشنائی دانستے را

(۵) ترجمہ :- (اے دوست!) اگر تو نے مجھ کو بغیر کسی وجہ کے ستایا ہے تو مجھ سے شرمندہ نہ ہوا مسئلہ کہ میں نے سینکڑوں خطائیں اپنے دل نشین کر لی ہیں اسی مضمون کو پہلے یوں ادا کیا ہے ۵

تا منفعل ز رنجش بیجا دینمش ❖ می آرازم اعتراف گناہ بندہ را

(۶) تشریح :- ”در کار کردن“ صرف کرنا۔ ”زراندود“ اسم مفعول ترکیبی ”اکسیر“ کیا جس سے تا ناسونا بناتا ہے۔ ترجمہ :- (ہمارا) دل حسرتوں میں پامال ہو چکا ہے (اے دوست! اب) عشوہ وادار کے اکسیر کو اس پر صرف نہ کر کیونکہ) ہمارا سونے کے طبع والا ریس (دل اکسیر کو بھی) ضائع کر دے گا۔ توضیح :- کثافت فاب اس قدر زائد ہو چکی ہے کہ اب اسکے پوری طرح صاف ہونے کی نہیں (۷) ترجمہ :- (نظیری ایک سی دیر) نظر سے شکار ہو گیا اور میں شرمندہ ہوں اسلئے کہ (دخست عشق کا) یہ وحشی تو میری قیمت کے برابر بھی نہیں۔ توضیح :- یعنی اسی قدر لاغر و ناتواں ہے کہ اس کو شکار کرنا تیرا ضائع کرنا ہے پس اگر محبوب نے تیرے ضائع ہو جانے کے متعلق سوال کر لیا تو میرے پاس کیا جواب ہو گا۔ اسی مضمون کو پہلے اس طرح ادا کیا ہے ۵

دیہن صحرانظیری نیست لاغر تر از اھیکہ ❖ کافر اک نے بند و شکار بکسل مارا

— ❖ —

بکھر۔ ہرج منہن ساسلم ارکان و تقطیع۔ مثل ۱

(۱) ترجمہ :- (اے دوست!) تو کہاں تھا کہ تو نے آج رات (جبریں) ایک آزرده جان دعا عشق کو جلا ڈالا اور سر لمحو کو قیامت کو دن کا ساطع پیدا یعنی جبریں ایک ایک پل کا لٹانا مشکل ہو گیا ہے غالب کہا ہے یہ نہیں کہ مجھ کو قیامت کا عشق انہیں بے شرفیاق سور و جزو ازیا نہیں (۲) ترجمہ :- (اے محبوب!) آج تو مجھ سے ایک سوال کر لے یعنی صرف اتنا پوچھ کہ ”تیرا کیا حال ہے؟“ تاکہ شہر میں شہر پیا ہو جائے کہ فلاں شخص کے معجزہ نے ایک بے زبان و خاموش کو بولنے والا بنا دیا یعنی تیری ایک جیش لب سے مجھ کو گویائی عطا ہو جائیگی اور میں اپنا سچاں کہتا ہوں (۳) ترجمہ :- (اخلاص و وفا کو جس) جس کے بدنے میں اچھا ہی ہے اس نے کہ ایک مدت دراز کے بعد ہم پورا خریداران و فاکے ایک قافلہ کا گزر رہا ہے (اسلئے جو قیمت اٹھ جائے غنیمت سمجھو ورنہ اس زمانہ میں کوئی اس جنس کا قدر دان نہیں ہے)

بافسوں موم آہن کر دن آسان ازاں باشد ۵ کہ از کیں بر سر مہر آورم نامہربانے را  
 بعشق اشک گرم رنگے داز بہر آن اوند ۶ کہ استغنا فرو آزند مستغنی جوآنے را  
 اگر از غار فارسیو فانی ہائے گل نبود ۷ سحر کہ عندیہ پر نہ خیز و گشتانے را  
 دلا سیلاب غول را از تنگای سینیہ بر کن ۸ کہ امشب سودہ ام بردیہ خاکستانے را  
 نیدانم نظیری کیست چیں نی آدم زان ۹ بحال مرگ دیدم بر سر رہ تاوانے را

طم ہلال میدہد زہر فراق آت آب را ۵۹ تالغ کردی عیش من شیریں ندیدم جواب را

(۵) تشریح: بہفت ملت "تخف بہتاد و دولت، اہل سنت و الجماعت کے علاوہ اہل گروہ پچھ ہیں رافضیہ، خارجیہ، مجریہ  
 قدریہ، جہمیہ، مرجئیہ، پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرتے ہیں۔ "عامی" جاہل۔ ترجمہ: اگر تمام ملتوں اور فرقوں کی کتابیں بھی آدمی  
 پڑھ لے مگر جب تک وہ کتاب مہر و محبت میں نہ ہو تو اسے کچھ ہے اور باقی سب فضول ہے۔  
 (۵) ترجمہ: منتر اور جادو سے لوہے کو موم بنا دیا میرے لئے، اس سے زیادہ آسان ہے اور ایک نامہربان (دوست) کو کینہ دہی سے  
 ہٹا کر محبت و مہر پر آمادہ بنا دوں۔ توضیح: یعنی محال ممکن ہو سکتا ہے مگر دوست کا مہربان ہونا ممکن نہیں۔

(۶) ترجمہ: عاشق کو زرد رنگ اور گرم آنسو اسلئے دیئے ہیں تاکہ ایک بے پروا جوان (یعنی دوست) کو (مرتبہ) بے پروائی سے نیچے  
 اتاریں۔ توضیح: یعنی ممکن ہے کہ دوست عاشق کا یہ حال دیکھ کر اس پر رحم کھلے کیونکہ ایسی حالت کو دیکھ کر دشمن بھی ترس کر کہاں گئے ہیں  
 (۷) تشریح: "خانہ غار" نمکرا لفظ سے کثرت مراد ہے۔ ترجمہ: اگر یونانیوں کے خارزا (س) امید و فاکا، پھول پیدا نہ ہو تو صبح کی وقت  
 کو بیل باغ دیں جانے، کیلئے نہ اٹھے۔ توضیح: یعنی گو مشوق کی ہونا مایاں حد سے گزرجی میں مگر میں اب بھی اس امید و فاکا،  
 جس طرح کہ بیل خارزار میں پھول پیدا ہونے کی توقع پر باغ میں جاتی ہے

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

(۸) ترجمہ: اسے دل خون کے سیلاب کو سینہ کے سوراخ سے باہر نکالنے کے لئے آنکھوں کی راہ سے نکال، اسلئے کہ میں نے آج کی رات  
 (دوست کے) آستانہ کی خاک کو آنکھ میں (بطور مرمر) لگا یا ہے (ایسا ہنوکہ) خاک بہ جائے، غالب نے سیل خون آنکھوں سے بہا یا ہے چنانچہ  
 فرماتے ہیں سے جوئے خون آنکھوں سے پیچھے دو کہ ہے شام فراق میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہو گئیں، فرق یہ ہے کہ نظیری  
 نے خاک آستان یار کی خوب قدر کی اور غالب نے شام فراق میں سامان روشنی ہم ہتھیایا، دھڑلے مضمون اپنی اپنی جگہ ہے نظیری میں۔

(۹) ترجمہ: وہ تو میں نہیں جانتا کہ نظیری کون ہے اہاں اتنا جانتا ہوں کہ (جب میں اس (دوست) کے کوچر سے آ رہا تھا تو بھائی  
 کی حالت دیکھ کر آواز اٹھ کر اس سے (چڑھا ہوا) دیکھا تھا (شاید وہی نظیری ہو) اشارہ: شمر میں صنعت تجربہ (اور تجاہل عارف  
 مستحق صدر فرین ہے)



درہائے رحمت برتر نعم ہا شام مردن واکند ۲  
 از دولت گم گشتہ ام شاید نشانے وادہند ۳  
 ز اہل دروہل بائش ترند آنا نکہ بیرون روند ۴  
 طوقاں ہر جانب بردگشا معلم بادبان ۵  
 وعظ طیب و صبر من بر جاں گوارا گشتہ اند ۶  
 بحر: رجز مشن سالم  
 ارکان: مستغفل، مستغفل، مستغفل

ٹپے ہل ہل می دہد زہرے فراقت آب را تالغ کر دی عیش من شیریں ندی دم خاب را  
 تقطیع: مستغفل، مستغفل، مستغفل، مستغفل، مستغفل، مستغفل، مستغفل، مستغفل

(۱) التشریح: ”طعم“ مزہ، ”ہل ہل“ زہر قاتل، ”عیش تلخ کردن“ چینا شکل کر دینا۔ ترجمہ: (اے دوست!) تیرے فراق کا نہربانی کو بھی ازہر قاتل کا مزہ عطا کرتا ہے (یعنی حالت فراق میں پانی بھی زہر معلوم ہوتا ہے) جب سے تو نے میری زندگی تلخ کی ہے میں نے تیند کو شیریں نہیں پایا (اسی معنوں حضرت حافظ نے یوں ادا کیا ہے) نہ زانم کہ دہر زہر فراق تو ام چنانہ قدہ در مذاق عیش مرا خورد و خواب تلخ۔

(۲) التشریح: ”رودیت“ مرکب، ”تباہی“ فسخ الہاب، ”دروازہ کھولنا“ ترجمہ قلبی مصرعین: ”اگر میری آنکھ ایک با صبح کو تیرے (دیدار) رخ سے (اپنے) دروازہ کو کھولے (یعنی تیرا دیدار نصیب ہو جائے) تو در کا کٹنا، قضا و قدر، موت کی شام تک (کیلئے) رحمت کے دروازے میرے سامنے کھولے رکھیں (یعنی تیری ایک نظر کرم ہمارے لئے عمر بھر کے واسطے باعث رحمت ہے)

(۳) التشریح: ”قلاّب“ چھلی کے تھکا کا لاشا، ”آکٹرا“ ترجمہ قلبی مصرعین: ”میں نے امید کے دریائے رعد و جہد کا ہکا بنا ڈال تو، دیا ہے، شاید کہ میری کھوئی ہوئی دولت کا پتہ نشان دیدیں۔“ توضیح: ”دولت گم گشتہ سے وصل کی دولت یا عمر رفتہ مراد ہے یعنی اس جد و جہد میں لگا ہوا ہوں کہ حصول وصل کی کوئی تدبیر نکل آئے یا عمر رفتہ کی کوئی تلافی ہو جائے۔

(۴) ترجمہ: ”جو لوگ کہ (خلوت خانہ سلطان سے) باہر ہیں وہ اندر والوں سے زیادہ بدہوش ہیں (یعنی ان کی بدہوشی دینی کم ہے اسلئے کہ) بادشاہ اکثر اپنے خاص مصاحبین کو شراب خالص دیتا ہے۔“ توضیح: ”یعنی اہل خلوت شراب معرفت سے بالکل بدہوش ہیں اور جو غرافہ اہل خلوت نہیں ہیں انکو شراب خالص نہیں ملتی اگرچہ وہ بالکل محروم بھی نہیں رہتے تلچٹ لمباتی ہے اسلئے ان کی مستی میں کمی ہے۔

(۵) التشریح: ”معلم“ علاج، ”بادبان“ کشتی کے وہ پردے جن سے ہوا لگاتی ہے اور کشتی کے پتلے میں مدھتی ہے۔ ”لنگر کشتی“ کو بھرانے کا آلہ ”بے پایاب“ بے تھا، جس کی گہرائی معلوم نہ ہو۔ ترجمہ: ”ہمارے کشتی کو حادثات کا طوقاں ہر جانب بہانے لے جاتا ہے اسے علاج (دہنا) یا دیان کھول دے (اور پیدا اس طوقاں سے کشتی کو نکال لے جا) کوئی (عاطل) شخص بے ہتاد ریا یں لنگر نہیں ڈال کرتا۔

توضیح: یعنی غفلت اور ذہن بستیاری اسی میں ہے کہ جلد طوقاں حوادث اور ہوا دہوس سے نجات حاصل کر لی جائے۔

(۶) ترجمہ: ”چارہ گر کا دغا و فصاحت اور بہر (صبر کرنا میری) جان کو (دونوں) گولہ ہو گئے، میں بچا پنچہ میں مرض (عشق) کو اور سخت کرتا ہوں

باغایت بے طاقتی از عشق نتوانم گر بخت ۷ گونی کہ آتش بسترہ از طرفت سیمائے  
در انتظار رحمت لب تشنگان آقا دہ اند ۸ ساقی بکوثر زن قدح دریاب و دوا صاحب را  
کار نظیری در رضا غم خوین خوش بودت ۹ دارم سے مراد از انوشیروان و شایب را

## ردیف الباء

خانہ در کوئے مغال کردم خراب ۶۰ عاقبت ہم طبع گشتم با شراب  
وہر پیرم کرد اما ذوق عشق ۲ گر متر دار و مرزاجم از شباب

اور وہ جلاب (دعظ) کو توضیح یعنی پیارہ گر کی نصحت و لامرت سننے سننے میں اس کا عادی ہو چکا ہوں اور رنج عشق بہتہ بہتہ مجھے  
رنج بہتہ کی بھی عادت ہو گئی ہے اس لئے اب دونوں سے کوئی ناگواری نہیں ہوتی۔

(۷) ترجمہ :- انتہائی کمزوری و ناتوانی کی وجہ سے میں (آتش) عشق سے بچ نہیں سکتا گویا آگ نے پارہ کاہر طرف سے راستہ روک لیا ہے۔  
رغائب نے کہا ہے :- عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب ہے کہ گٹائے لگے اور بجھانے نہ بنے

(۸) تشریح :- ”لب تشنہ“ اسم فاعل ترکیبی ”کوثر“ عوض جنت ”قدح“ پیالہ۔ ترجمہ :- تیری رحمت کے انتظار میں پیالے سے بڑے  
ہوئے ہیں، اسے ساقی (دعوض) کوثر میں پیالہ ڈال اور جلد اپنے ساتھیوں کی خبر لے۔ اشارہ :- شعر نغیہ ہے۔

(۹) تشریح :- ”رضاً“ نام مقام از مقامات عارف جس میں سالک احکام قضا پر راضی رہتا ہے، مراد ”اسم فاعل ترکیبی“

ترجمہ :- نظری کا کام مقام رضا میں غم (عشق) کھانا اور خوش رہنا ہے میں یہ مردوں کی آزمائش کرتی ہوں شراب رکھتا ہوں، ہر بوڑھے  
اور جوان کو مبارک ہو جس کا جی چاہے یہ شراب پئے مگر یہ یاد رہے اس کو پی کر غم کھانا اور خوش رہنا پڑتا ہے مراد یہ ہے کہ ہمارے سوا کوئی اتنا  
باہمت نہیں کہ اس شراب کو پی سکے غالب کہتے ہیں کہ کون ہوتا ہے حریف سے مراد افسانہ عشق ہے، مگر لب ساقی پہ صلا میرے بعد

\*\*\*

بکھرہ - دل مسدس مقصور ارکان و علائق فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن دوبارہ

تقطیع :- خانہ در کوئے مغال کردم خراب + عاقبت ہم طبع گشتم با شراب  
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

(۱) ترجمہ :- میں نے (اپنا) گھر سے سازوں کے کوچہ میں برباد کیا ہے ونا آنکہ، بالآخر میں شراب کے ہم مزاج ہو گیا یعنی میری طبیعت  
میں وہ تیزی اور گرمی پیدا ہو گئی جو شراب کا خاصہ ہے)

(۲) تشریح :- ”پیرم“ میں بیم فیمر معقولی ہے۔ ترجمہ :- زمانے نے (گو) مجھ کو بوڑھا کر دیا مگر عشق کے ذوق نے میرے مزاج کو جوانی  
سے (بھی) زیادہ کرنا دیا ہے۔ (یعنی بڑھا ہے میں) جوانی کے سے جذبات رکھتا ہوں)

از جوانی ہست دوتے در سرم	۳	از نیک ماندست شوئے در کباب
ہر چہ خوانم در ورق از اشک آہ	۴	عشقم افتادست بر درس کتاب
زندہ دارد مرد را آثار مرد	۵	نام گل باقی بیت چوں گرد گلکاب
گوش بر تشریف فرمانم کہ بہت	۶	جان مشتاقم سواش را جواب
بر امید او بجز بستہ ام	۷	باور ابر خاک و آتش را باب
چارہ ناسور شکیم ست و بس	۸	خلق مریم می نہند از اضطراب
از چہ پوشم چشم ازین دل خفتگان	۹	روئے بیداراں مگر بنیم خواب

تسليم خواہ از دوتے در سرم  
تسليم خوانم در ورق از اشک آہ  
تسليم زندہ دارد مرد را آثار مرد  
تسليم گوش بر تشریف فرمانم کہ بہت  
تسليم بر امید او بجز بستہ ام  
تسليم چارہ ناسور شکیم ست و بس  
تسليم از چہ پوشم چشم ازین دل خفتگان

(۳) ترجمہ:- جوانی کا وقت دوسرے ہی ہے گویا کباب (گوشت چکاہے گراس) میں نیک کا کھاری پن (مزدہ) باقی ہے یعنی اگرچہ بڑھاپا آگیا ہے مگر طبیعت میں ابھی تک نیکی باقی ہے)

(۴) تشریح:- "ہر چہ خوانم در ورق" بنتا ہے اور "از اشک آہ" خبر ہے حرف ربط "است" محذوف ہے دوسرے نسخے کی صورت میں "ہر چہ خوانم" "تسليم" کا مفعول ہے۔ عشقم میں ہم غیر مجرور متصل ہے اور دوسرے نسخے کی صورت میں ضمیر مفعولی۔

ترجمہ:- میں در وقت دوستی میں جو کچھ پڑھتا ہوں (سب) آہ و اشک سے (متعلق) ہے گویا مجھ کو ایک کتاب پڑھنے کا شوق ہو گیا۔  
دیگر:- جو کچھ میں پڑھتا ہوں اشکوں کے ذریعہ درق سے متاثر ہوتا ہوں گویا عشق نے مجھ کو ایک کتاب پڑھنے پر مجبور کر دیا ہے (مرا یہ ہے کہ عشق میں میرا کام آہیں کرنا اور دنا ہے)

(۵) ترجمہ:- مرد کو آثار مردانگی زندہ رکھتی ہے (یعنی زندگی میں جو کام کر جاتا ہے مرنے کے بعد بھی اس کا نام زندہ رہتا ہے دیکھ لو) گل جب عرق گلاب بن جاتا ہے تو نام گل بھر بھی باقی رہتا ہے (سعدی لفظ سے)

قارہ ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت ۔ نو شیر داں نمرود کا نام نگو گناہ داشت

(۶) ترجمہ:- میں (دوست کے) حکم کی شرفیابی پر کان لگائے ہوئے ہوں اور میری پرشوق جان اس کے سوال کا جواب ہے۔  
(یعنی جس وقت وہ حکم جان نثاری دے میں حاضر ہوں)

(۷) ترجمہ:- اس (کے) اہل کی امید میں نے اعجاز کے ساتھ ہوا کو خاک کے ساتھ اور آگ کو پانی کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے (یعنی امید وصل نہ ہوتی تو کب کا ان عناصر کو پریشان کر کے فنا ہو گیا ہوتا) (اشارہ:- عناصر میں سبب اختلاف مزاج تضاد پایا جاتا ہے۔ ان کا ہم ملا رہنا اعجاز نہیں تو اور کیا ہے۔ زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور و حرکت کی ہے، انہی اجزاء پریشان ہوتا۔

(۸) ترجمہ:- (میرے) ناسور (دل) کا علاج (جو) التقدیر کر دیتا ہے اور بس لوگ راجح (اعظاب کیو جہر مریم لگاتے ہیں) یعنی عرض عشق لا دوا ہے)

(۹) ترجمہ:- میں (ان غافل دل والوں سے) کس نے اپنی آنکھ بند رکھتا ہوں؟ (اسنے کہ) ممکن ہے کہ میں بیدار دل لوگوں کا چہرہ خوب میں (ہی) دیکھ لوں (یعنی دنیا دار مردہ دل ہیں ان کی طرف سے) انہیں بند کرنے کے بعد ہی سیدار دل عرفا کی زیارت ہو سکتی ہے۔

## چشمہ حیوان نظیری ترج نیست ۱۰ عالم تارک قحط آفتاب

- ۱۱- چشمہ در جام و ماہم تا سحر روز نیست آفتاب  
۱۲- دو دستم تا بوقت صبح طوق گردنست آفتاب  
۱۳- دو چشمم جملہ آئین بستہ انداز گریہ شادی  
۱۴- در و بام از چرخان شرکم روشن ست آفتاب  
۱۵- شمار می تا سحر دستم بزلطف در ہے دارد  
۱۶- گر بیا تم گر بیا نیست دامن دامن ست آفتاب  
۱۷- ہمہ شب برب و رخسار و گیسوی زخم بوسہ  
۱۸- مفتی میکساری می کند ساقی نو اسازی  
۱۹- بدل طرح وصال جاودانی نقش می بندم  
۲۰- گرم خود دوست می آید بخلوت و تنم ست آفتاب

(۱۰) ترجمہ :- اسے نظیری چشمہ آب حیات ہے حقیقت شے ہے (اسے کہ) عالم تارک ہے اور آفتاب کا قحط ہے (اگر آب حیات ہوتا تو عالم دل کی تاریکی کا یہ عالم نہ ہوتا، یا مراد یہ ہے کہ چشمہ حیوان کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ ظلمات ہی ظلمات ہیں نور کا نام تک نہیں۔

## بحر :- ہرج منن سالم ارکان و تقطیع پیش لہ (الف)

(۱) تشتریح :- ”میم و ماہم“ میں ضمیر میم جام اور وزن کا مضامین الیہ ہے۔ ترجمہ :- آج کی رات میرے جام میں شراب اور شام ہے صبح تک میرے دل کے اہر و کسے پس چاند سے معشوق کا جلوہ ہے (اور) میرے دونوں ہاتھ صبح تک (اس کی) گردن کا طوق بنے ہوئے ہیں (یعنی الحمد للہ کہ وصل حاصل ہے)

(۲) تشتریح :- ”آئین بستن“ آرائش کرنا، بجانا۔ ”جملہ“ وہ جگہ جہاں کے لئے آراستہ کیجاتی ہے۔ ”چہ کھٹ“ ترجمہ :- میری دونوں آنکھوں نے خوشی کے گریہ (یعنی آنکھوں) سے جملہ پہلوؤں آراستہ کر لیا ہے (میرے) اشکوں کے چرخاں سے در و بام (دخانہ دل) روشن ہیں (یعنی محبوب کی آمد کی خوشی میں یہ سامان آرائش مہیا کیا ہے)

(۳) تشتریح :- ”زلف در ہم“ زلف پریشان۔ ترجمہ :- گویا صبح تک میرا ہاتھ معشوق کی زلف پریشان میں ہے (پس) آج کی رات میسر اگریہ بان گریہ بان اور بہر دامن دامن ہے (یعنی خال غرو مہابت میرا دامن و گریبان ہے باوجود وصل آج دامن دامن کی شکل میں ہے اور گریبان گریبان کی اور حالت ہجر میں دامن و گریبان کا فرق مٹ جاتا یا خیال دوست میں محو ہوجانے کی وجہ سے گریبان و دامن چاک نہ کر سکا، اس لئے دامن دامن رہا اور گریبان گریبان)

(۴) ترجمہ :- تمام رات اس کے لب و رخسار و گیسو کے بوسے لیتا رہا ہوں (گویا) نگاہ انیس اور سنبل کے خرم میں آج کی رات باوصفا داخل ہوئی۔ اشارہ :- لب و رخسار و گیسو کو علی الترتیب گل و نسیر و سنبل و تشبیہ دی ہے اور بوقت بوسہ حرکت لب کو باوصفا کی حرکت کو۔ (۵) ترجمہ بقلب مصرعین :- اس خوشی کی وجہ سے کہ جس سے حاسدوں کی محفل میں آج کی رات کہہ لایمچ رہا ہے (ہمارے ہی ہزم نشاط میں) مطرب شراب پلار رہا ہے اور ساقی نغمہ سنجی کر رہا ہے (یعنی غلبہ خوشی میں ایک نے دوسرے کا کام شروع کر دیا ہے۔



۶ ہنوز بوسے دے پر شام سے آید  
۷ تیر پیا لے جو بر خاک گشتگاں ریزی  
۸ مباد زخم تو جز من بدیگرے آید  
۹ مکش ملال نظیری کہ جسم جان گشت  
۱۰ زلال جام کش و عمر جاوداں ریب  
۱۱ سبزہ عیش ز بوم و بر بحر مال مطلب  
۱۲ نے شکر حاصل مصرت کنعاں مطلب  
۱۳ رسن زلف پے جیلہ در آو و نخستہ اند  
۱۴ در دیار یکہ سجد و خم ابرو رسے مست  
۱۵ غیر محراب کہ تو قبلہ و میراں مطلب

(۶) ترجمہ :- ابھی تک (تو) دل کے جلنے کی بو دیر سے (دماغ میں آ رہی ہے جس دم کہ میرے تمام گھر بار میں آگ لگ جائے تب) جزیلینا تو صبح و شمس سے دو مطلب نلتے ہیں اول یہ کہ دوست سے طنز اکتاہٹ سے کہ بھی جزیلینے کی کیا ضرورت ہے ابھی تو صرف دل جل رہا ہے جیسا تمام خانہ سستی بل جائے جب جزیلینا دو دم یہ کہ سوزش عشق کی نگیں کی خواہش کرتا ہے کہ ابھی تو صرف دل جل رہا ہے جب تمام خانہ سستی بل جائے گا اس وقت دوست کی نظر کرم کا مستحق ہو سکتا ہوں۔

(۷) تشریح :- "تیر پیا لے" ترجمہ "سوختہ ام" میں آتم اتحوان کا مصنف الیہ ہے "خاک" قبر۔ ترجمہ :- "اے دوست! جب تو اپنے) شہیدان عشق کی تیر پیراں کی کچھٹ ڈالے تو (ذرا) میری جزیلینا اے یسنا کہ (آتش عشق سے) میری ہڈیوں کا کو دانک (جل گیا ہے۔  
(۸) ترجمہ قلب مصطلح :- جبکہ تو جفا کا تیر چلہ پر (کھینچ رہا ہے تو نشانہ (ٹھیک لگائے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے سوا کسی اور کے زخم لگ جائے) اور میں محروم رہ جاؤں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تیرا تیر جفا میرے سوا کسی کے نہ لگے)

(۹) تشریح :- "جسم و جاہ کاہ" اسم فاعل تزیینی۔ ترجمہ :- اے نظیری ملال (دنیا) نہ اٹھا اسلے کہ وہ جسم اور جان کو گھلا نینوالا ہے بلکہ جام معرفت کی تھری ہوئی تیرا پ پی اور زندگی دائم حاصل کرے (یعنی سنے عشق حیات دائم عطا کرتی ہے)

—:—:—

بحر :- رمل سخن خجون محذوف ارکان و تقطیع :- ش ۱۵

(۱) ترجمہ و عیش راحت کا سبزہ زار چر کی سرزمین حنہ مطلب کہ (اس میں تو تکالیف و مصدات کے خار زار کے سوا کچھ نہیں) اگر تمامہ کی پیداوار ہے کنعاں تو مطلب نکہ یعنی عیش طرب کی تیرا پے تو اصل دوست کی تیر پیر کرہ مصر و کنعاں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قصد کی طرف بھی تلیج ہے۔  
یعنی کنعاں میں رہتے ہوئے وصال یوسف حاصل نہ ہوا اس لئے مصر جانا پڑا۔

(۲) تشریح :- "چاہ و رخندان" ٹھنڈی کے نیچے کا خوبصورت گڑھا۔ ترجمہ :- (ان مشوقوں نے) زلف کی رستی (مض) جیلہ (اور فریب) کے لئے چاہ و رخندان کی طرف لٹا رکھی ہے پس ان کے چاہ و ذوق سے سوائے پیاسے دل کے اور کسی چیز کی توقع نہ رکھو۔

(۳) تشریح :- "کچ" محراب "مسجد" کا وہ حصہ جہاں امام کھڑا ہوتا ہے۔ ترجمہ :- جن (عشق کے) شہروں میں (مشوق کی) عواظ و پرو

فرض و سنت تماشائے تو ادا یا دم رفت ۴ پر وہ بر مئے فلک یا ز من ایماں مطلب  
بعد از آن کہ چہ نسیاں بد رم آوردی ۵ پیش گزگرم فلک و قیمت ارزاں مطلب  
مہر کہیں نیست کہ ہر جا طلبی یافت شود ۶ آنچہ ہرگز نہ سپرد مدبد و اس مطلب  
لخت دل قوت کن و شکر آجباب خواہ ۷ دود دل ہر مہر کن و گل عفا ہاں مطلب  
آب حیوان ز کف و رکشاں نہ جوشد ۸ گو خضر دشت پمیاں نیاباں مطلب  
ہمہ از کاش عشاق بخولش افزایند ۹ قیمت یاری ازین مہر فروشاں مطلب

میں سجدہ کرنے کی رسم ہے وہاں سوائے قبلہ سے پھری ہوئی محراب اور ویران قبلہ کے اور کسی چیز کی توقع نہ رکھ دینی جہاں شریعت شقی کا دور دورہ ہے وہاں شریعت ظاہر ہے کسی کی حالت میں ہے)

(۴) (تشریح: "آزاد رفتی" بھول جانا۔ ترجمہ:- "اے دوست، تیری زیارت جمال کی وجہ سے فرض و سنت میرے دہیاں سے نکل گئے (اس میں میری کیا خطا؟) مجھ سے ایمان کی توقع نہ رکھ یا دیکھ، اپنے چہرہ پر پردہ ڈال، یعنی فرض و سنت کا بجالانا تجھ سے غفلت کی علامت ہے اور جو تجھ میں محو ہو جاتا ہے وہ سب کچھ بھول جاتا ہے)

(۵) (تشریح: "بدرم" اور "گرم" میں "م" غیر مغوی ہے۔ "نسیان" غفلت۔ ترجمہ:- "اس کے بعد کہ تو نے مجھے غفلت کے کنوئیں سے باہر نکال لیا ہے (تو اب خواہ) چھوٹکے پھیرے کے آگے ڈال دے (مگر) میری قیمت سستی اور کم نہ لینا۔ یعنی یوسف کے بھائیوں کی طرح مجھے چند چھوٹی کوڑیوں میں نہ دے ڈالنا، یوسف کے قصہ کی طرف تلمیح ہے۔

(۶) (ترجمہ:- محبت کی نہدوری نہیں ہے کہ جہاں طلب کرو مل جائے (یعنی محبت ناپا بیٹھ ہے اور کیونکہ فردا فی ہے، جو چیز کے نقصا و نقصان زمانہ کے حوالہ دی) انہیں کی اس کو طلب دیجی، مذکور سعدی نے اسی مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے سے  
یا وفا خود نہ بود در عالم یا اگر کس میں نہمانہ نکرد۔

(۷) (تشریح: "قوت کردن" غذا بنانا، کھا لینا۔ صفا بان "نام شہر جہاں کا سر مشہور ہے۔ ترجمہ:- "راہینے، دل کے ٹکڑے کھا۔ اور دوستوں کی شیرینی (یعنی حسن معاشرت کی) توقع نہ رکھ (اور) اپنے دل کو کڑا ہوں گے) دہویں کو کاجل بنا سے اور عفا ہاں کا سر مد نہ مانگ دینی غیر کا احسان نہ اٹھاؤں کہتے ہیں یہ منیت حضرت عیسیٰ نہ اٹھائیں گے کبھی؟ زندگی کے لئے شرمندہ احسان ہوں گے؟)

(۸) (ترجمہ:- "آب حیات" میخانہ و وحدت کے تجرٹ پینے والوں کے ہاتھ سے جوش، زار ہا ہے (پس) خضر سے کہہ دو کہ (اس کی طلب میں) جنگوں کو طے کر کے اور نہ بیان نوری کرے (کیونکہ کوشش فضول ہے اگر حاصل کرتا ہے تو یہاں آئے)

(۹) (تشریح: "نہر فردش" محبت کی نمائش کرنیوالا "کاش" حاصل مصدر از کا میدان۔ ترجمہ:- "سب کے سب (اپنے) عاشقوں کو کھٹا کر اپنے آپ کو بڑھاتے ہیں ان محبت کی نمائش کرنیوالوں سے دوستی کی (قدر و) قیمت نہ طلب کر رہی اس زمانہ میں محبت کی قدر نہیں اس مضمون کو پہلے یوں ادا کیا ہے از کاش جہاں بر قدر خود فرایند یا بائیں خسیں مردم یاری مگر یارا

جلوہ از حوصلہ بیش مست نظیری ہمدار ۱۰ کشتی نوح نشد ساخته طوفان مطلب

آنکہ شب داد تو بہ ام ز شراب ۶۴ امشیم باز دید مست و خراب

لب ساغرخناں ز نم بوسہ ۲ کہ در آرم حریف را از خواب

مزه کز راح آتشیں گیرم ۳ خاک را در دہاں بگرد آں آب

عضو عضوم پرست از مستی ۴ کاہلی با ہمہ نشند شتاب

ظرف لبریز گردم از بادہ ۵ ہچو ماہ دو ہفتہ از ہمتاں

راہ مستی گرفتہ جانب دوست ۶ میر دم تا بر آرمش ز حجاب

مخو ترے شوم ز خود ہر دم ۷ رفتم از دست مطربا دریاں

(۱۰) ترجمہ :- اسے نظیری (محبوب حقیقی کا) جلوہ حوصلہ و بہت سے زیادہ ہے (ذرا) خبر لے لیا، نوح کی کشتی (ابھی) نہیں بنائی گئی ہے (اسلئے) اشکوں کا طوفان نہ طلب کر (یعنی اگر جلوہ دوست کے طوفانی دریا میں مشغول رہی کی خواہش ہے تو کشتی نوح سادہ سیسے اور حکم حوصلہ کیلئے

۱۰۰

بحر خفیف سدس نبجوں محذوت ارکان :- فاعلاتن مفاعلن فعلاتن دہابہ

تقطیع :- آنکہ شب داد تو بہ ام ز شراب + امشیم باز دید مست و خراب  
فاعلاتن مفاعلن فعلاتن فاعلاتن مفاعلن فعلاتن

(۱) تشریح :- تو بہ ام اور امشیم میں ہم ضمیر مفعولی ہے۔ ترجمہ :- جس شخص نے کر دکل ارات مجھ کو شراب (نوشی) سے توبہ دلائی تھی آج رات اس نے مجھ کو بھر شراب میں است اور بد حال دیکھا (یعنی ہم توبہ پر قائم نہیں رہ سکتے)

(۲) ترجمہ :- ساغرخناں کے لبوں کے میں اس طرح (زور زور) بوسے لیتا ہوں کہ نہ ایم باو قیب کو نیند سے جگا دیتا ہوں۔

(۳) تشریح :- ”راح“ شراب۔ ”آتشیں“ آتش رنگ، سرخ۔ ترجمہ :- میں آتش رنگ شراب کے جومے لیتا ہوں، ان کی وجہ

سے زمین کے منہ میں (ابھی) پانی بھرا تا ہے۔ اشارہ :- زمین کے چاروں طرف پانی ہے گویا زمین کے منہ میں پانی بھرا رہا ہے جس طرح دوسرے کھاتے

پیتے دیکھ کر ہمیں شخص کے منہ میں پانی بھرا تا ہے راح کے معنی ہوا کے بھی ہیں اس طرح عناصر اربعہ کے نام بھی شعر میں جمع کر دیے ہیں

(۴) ترجمہ :- میرا ہر عضو مستی و دینو دی سے پر ہے اور تمام سستیاں (سیدل جہتیں) گھٹی ہوئی خاموشی کی کاہلی زائل ہو کر بدن میں جیتی پیدا ہو گئی،

(۵) ترجمہ :- میں نے شراب سے پیالہ کو اسیا پر کر لیا ہے جیسا کہ چودہویں کا چاند چاندنی سے (پر ہوتا ہے)

(۶) ترجمہ :- مستی و دینو دی کی راہ اختیار کر کے میں دوست کی جانب جا رہا ہوں، تاکہ اس کو پردہ و حجاب سے نکال لاؤں و غالب نے

کہا ہے :- ہم سے کھل جاؤ بوقتے پرستی ایکدن ۶۰ ورنہ ہم پھیریں گے رکھ کر عذر مستی ایک دن

(۷) ترجمہ :- میں دیر (نہ) سخی سے ہر لمحہ زیادہ محو ہوا چاہتا ہوں (پس) اسے مطرب! میں ہاتھ سے جلاؤ (مجھے) تھامنا، ستودا نے



قوم نیست پست کن پر دہ ۸ طاقم نیست گوش چنگ متاب

بر نظیری گریخت آیند ۹ بجز رخ وانے شود این باب

چوں غنچہ دل میند و چو بربہو امتاب ۱۰ بر گل سوار باش عنان از صبا متاب

آمیزش از صلاح دو نیکدل بہم رسد ۱۱ جائے کہ تار مار مثل شد و قاتل متاب

شوقے اگر نجات ز خو و مینیت و ہد ۱۲ بگریز و رخ ز آئینہ ہم ہر قفا متاب

کیا خوب کہا ہے کہ کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا ۱۳ ساغر کو میرے ہاتھ سے لچو کہ جلا میں

(۸) ترجمہ :- (اسے مطرب!) مجھے سہا نہیں ہے پردہ زخمہ کو پست کر مجھے میں طاقت برداشت) ہمیں ہے سارنگی کی گوش مالی نہ کر دینی اس کے لٹو کو نگہ اس نے کہ لغتہ او نیز ہو جائے گا۔

(۹) ترجمہ :- نظیری کے حال پر شاید (خوف) رحم کر دیں (ورنہ) رونے پٹنے سے یہ دروازہ نہیں کھلتا

عرفی اگر گریہ میر شدے وصال ۱۴ صد سال ہی تو اس پہنٹا گریستن، مگر اس سعادت بزور بازو نیست تا ناخشد خدا سے بخشدہ

بحر :- مضارع مشن اخرج موقوف مقصور ۱۵ ارکان : مفعول فاعلات مفاعلات و فاعلات

تقطیع :- شل ۱۶ الف) البتہ ہر دو مصرعہ کارکن آخر ۱۷ اشیاء ۱۸ فاعلات ۱۹ مقصور ہے

(۱۱) ترجمہ :- کلی کی طرح (اپنے) دل کو نہ گھونٹ اور بوکی مانند ہوا پر پریشان نہ ہو بلکہ بوکی مانند پھول پر سوار رہ اور باد صبا کی جانب

سے باگ نہ موٹ بلکہ اپنی باگ اس کے ہاتھ میں دیدے یعنی جس طرح غنچہ باد صبا کے ہاتھ سے پیرا ہن چاک کر کے پھول بچاتا ہے

اسی طرح تو اپنے جامہ کو چاک اور آلودگی سے پاک و صاف کر، غنچہ کی طرح دل گیر نہ رہ

(۱۲) تشریح :- آمیزش "حاصل مصدر از آمیزش یعنی ملاپ" "تار مار شدن" تار مار دو تون خطی اعتبار سے تشبہ میں آہستہ آہستہ

بالکل متماثل اس لئے پیش آن شخصوں کے لئے بولی جاتی ہے جو ظاہر میں متفق... ہوں مگر دونوں کے دل جدا ہوں ایک نسخہ میں "تار مار شدن"

کے لئے مائل نہایت ہے جس کے معنی دل دارو ہاگے کہ ہیں۔ ترجمہ :- دو نیکدل ایک خیال، شخصوں کے بھلاؤ سے ملاپ حال ہوتا

ہے اور جہاں تار مار کی مثل (صاف) ہو یعنی ظاہر میں ایک ہوں اور دونوں میں فرق ہو (دو) دونوں کو باہم ملائے کی کر کشش نہ کر دینی

انکامل ٹھکانا ممکن ہے (یا جہاں ملحد دھاکا نہواں کو دھرانہ ہو کیونکہ ایسے تار مار کھل جائیں گے)

(۱۳) تشریح :- "رخ برفقا ناخن" ہلٹ کر دیکھنا۔ "حقا" "پست سر" "از آئینہ" میں از بیان اضافت کے لئے ہے یعنی رخ آئینہ

ترجمہ :- اگر تجھ کو ذوق (عشق) خود بینی سے نجات دیدے تو (پھر) اسباب خود بینی سے (پہاں تک) بھاگ کہ آئینہ کا رخ (دجی) ہلٹ کر

نہ دیکھ۔ توضیح :- یعنی آئینہ کو مذموم خود بینی کے اسباب میں سے نہیں ہے مگر اس سوچی سمجھی پر سر کر لازم ہے قاعدہ ہے کہ آئینہ دیکھ کر اٹا

رکھ دیتے ہیں تاکہ اگر وہ غبار سے محفوظ رہے، یہ حاکم لے کر "رخ برفقا ناخن" سے تعبیر کیا ہے۔



۱۔ باش و از مزاج حرفیاں نشان طلب ۶۔ با طبع ہر کہ راست نیاید کراں طلب  
 چوں رہ بری بصحبت نیکان گراں مباحث ۲۔ جایب الربصد رہند آستان طلب  
 ہمان کنج باش و قناعت بنجاک کن ۳۔ ہمایہ ہمائے شود استخوان طلب  
 مجموعہ ایست عالم از دانتخاب کن ۴۔ مغلوبہ ایست دیر در و مہرباں طلب  
 در طبع دوستان ز حسد راستی نماند ۵۔ انصاف اگر طلب کنی از دشمنان طلب  
 از حلقہائے زلف طلسم بچنگ آر ۶۔ وز شغل آں زو سوسہ دل اماں طلب

کہے آگ میں ڈال دیتے ہیں جس کے اثر سے وہ مضطرب ہو کر چلا آتا ہے۔ ترجمہ: وہ دے دوست تیرے لبوں کا انوس ہی نظیری کے حق میں کا ہے اس کی محبت اور وفاداری کے امتحان کے واسطے نکل کو آگ میں نہ تیار یعنی ایک نغمہ زبان ہی کہد عذو نظیری کی جانتاری کا نظارہ کرے)

بحر امضارع مشن خرب کفوف مخدوۃ ارکان و تقطیع: مثل ۶۔

(۱) تشریح: ”بے باش“ امر استمراری: ”کراں“ کنارہ ”تحریف“ ہم مشرب۔ مقابلہ درست آمدن ”سازگار ہونا۔ ترجمہ: ہٹھمرا رہ

اور ہم مشربوں کا مزاج معلوم کر جس کی طبیعت کے ساتھ بھاؤ نہ ہو (اس سے) علیحدگی اختیار کر۔

(۲) تشریح: ”گراں شمن“ باعث گرائی ہونا۔ ترجمہ: ”اگر تو نیک لوگوں کی مجلس میں پہنچ جائے تو ان کے لئے ہ باعث گرائی و ناگواری نہ بن (بلکہ فروتنی اختیار کرتی کہ) اگر تجھ کو صدر مقام پر بٹھائیں تو تو آستانہ کا خواستگار بن (حاکم جائے بڑگان شستن خطاست)

(۳) ترجمہ: ”گوشہ تنہائی کا ہمان بنجا اور خاک پر (یعنی ادنیٰ چیز پر) قناعت کرے ہما کا ہمایہ بن کہ دو مردوں کو تجھ سے فیض پہنچے اور اپنی خوراک کے لئے شش ہما بٹھیں کی تلاش کر یعنی اپنا بوجھ دوسروں پر نہ ڈال بلکہ دوسروں کی حاجت روائی کر اور جو بچاؤ اس قناعت کے

(۴) ترجمہ: ”عالم“ رطب و یابس کا ایک مجموعہ ہے اس میں سے (اچھا اچھا) چھانٹ لے اور دنیا تلب و زبردستی کی جگہ ہے اس میں ہر بان کی تلاش کر (مگر ہر بان ملنا مشکل ہے)

(۵) ترجمہ: ”دوستوں کے مزاج میں حسد اور وطن کی وجہ سے سچائی کا مادہ (یعنی) باقی نہیں رہا رہیں اب اگر تجھ کو انصاف کی خواہش ہے تو دشمنوں سے طلب کر (یعنی اس زمانہ میں دوست سے دشمن اچھے ہیں کہ بات تو صاف کہتے ہیں برخلاف دوستوں کے کہ زبان سے کچھ کہتے ہیں اور دل میں کچھ ہوتا ہے)

(۶) تشریح: ”طلسم“ جادو، پرتش نقش ”بچنگ“ آوردن ”حاصل کرنا۔ ترجمہ: ”دوست کی زلف کے حلقوں میں سے ایک پرتش نقش حاصل کر اور اس کے نشنیل میں لگ کر دلی دوسروں سے نجات پالے (صوفیا کی اصطلاح میں زلف عالم ظاہری سے کنایہ ہوتا ہے) یعنی ان مظاہر عالم میں جلوہ دوست کا مشاہدہ کر اور نفس کے دوسروں سے نجات حاصل کر)

دوست کے بد امن محل نے رسد ۷  
 ہر گاہہ یوسف نے ز تو در راہ ماندہ است ۸  
 ننگ است ز طریق کرمای معاملت ۹  
 عشق دہر بادل شوریدہ تاب ۱۰  
 کم نشو و سوز دل از سیل اشک ۱۱  
 آہ کہ عاشق کشد از خامی ست ۱۲  
 با سخن تلخ تبسم خوش است ۱۳  
 دیر رود جاں کہ تویی در دلم ۱۴  
 کو را نہ بر صداے جرس کارواں طلب  
 شیون کن و ز گم شدہ خود نشان طلب  
 جاں از نظیری از طلی اینکاں طلب  
 پرورش ذرہ کند آفتاب  
 آتش سودا نہ نشیند باب  
 دو و کند دل چو نباشد کباب  
 نشہ و ہشید چو گرد شراب  
 شعلہ کند بر سر شمع اضطراب

(۷) تشریح: "کو را نہ" اندھا دھند "جرس" فافہ کا گھنٹہ "محل" عماری، ترجمہ: کسی کا ہاتھ بھی محل (دوست) کے دامن میں نہیں پہنچ سکتا لیکن جتو جاری رکھ اور آگے بند کر کے گھنٹہ کی آواز پر غافلہ کو ڈھونڈو، کے چہ خوش گفتہ ۷  
 دست از طلب ندارم تا کام من نہ آید ۸

(۸) ترجمہ: جب کہ ایک یوسف تجھ سے راستہ میں گم ہو گیا ہے (تو یہ صبر و سکون کیوں ہے؟) ذرا بد وفان کر اور اپنے کھوسے ہوئے (محبوب) کا پتہ چلا یعنی دوست حقیقی تعلقات دنیوی میں پھنس جائیں گی دیر کی تری نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے غفلت کا پردہ آنکھوں سے ہٹا کر اس کی تلاش کرنی چاہیے، مل جائیگا،

(۹) ترجمہ: کریم اور سخی لوگوں کے مذہب میں معاملہ اور دوست نہ کرنا عار و شرم کی بات ہے اسے دوست، نظیری سے اگر جان لینے ہے تو مفت سے لے میں جان کے عوض کسی چیز کا خواہاں نہیں ہوں، کیونکہ ۹

جان دی دی ہوئی اسی کی قہی  
 بحر: سرلیح سدرس مطوی موقوف  
 حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا  
 ارکان: مفعول مفعول فاعلات (دوبار)  
 عشق دہر بادل شوریدہ تاب  
 پرورش ذرہ کند آفتاب  
 مفعول مفعول فاعلات + مفعول مفعول فاعلات  
 تقطیع: مفعول مفعول فاعلات

(۱۱) ترجمہ: عشق (ہمارے) دل پریشان کو نور عطا کر رہا ہے (گویا) آفتاب ذرہ کی پرورش کر رہا ہے۔

(۱۲) ترجمہ: دل کی جلن آنسوؤں کے سیلاب سے کم نہیں ہو سکتی (اسلئے کہ) جنون (عشق) کی آگ پانی سے نہیں بجھا کرتی۔

(۱۳) ترجمہ: وہ آہ جو عاشق کھینچتا ہے خامی (عشق) کی وجہ سے ہے (کیونکہ) دل (اسی وقت) دھواں دیتا ہے جبکہ جھک کر کیا پتہ ہو گیا؟

(۱۴) تشریح: "سخن تلخ" غتاب آمیز کلام اگلیاں مترجمہ: اسے دوست و غتاب آمیز باتوں کے ساتھ ساتھ مسکراتے رہنا

بہت اچھا ہے (کیونکہ) شہید جب شراب بچائے تو نشہ اورستی پیدا کر دینا ہے تبسم کو شہید سے اور سخن تلخ کو شراب سے تشبیہ دی ہے)

در شب ہجران نبود روشنی ۶ گرچہ بود تا بسجہ ماہتاب  
دیدہ نظیری نشانہ رخس ۷ بسکہ گدازد نگہم از حجاب

## رولیف التاء

۱۔ برے بنظر آمد و برتے زمیاں جست ۶۹ صد فتنہ بہر مرحلہ از خواب گراں جست  
انجخت اڑاں طلعت و پرتو دل جانے ۲ وزیر درہ پروں آمد و درقائے جاں جست  
آسودہ ز آفات بہم ساختہ بودیم ۳ ناگاہ خطائے شد و تیرے زکماں جست  
(۵) ترجمہ۔ میری جان میں نکلے گی اسلے کیر جول میں (اے سفید رو!) تو ہے (قلب المؤمن عرش الرحمن) جیسے کہ (شعلہ  
ہوا کے صدات سے) شمع کے سر پر حرکت کرتا رہتا ہے (مگر جب تک روغن اور بتی موجود ہے بجھتا نہیں)

(۶) ترجمہ۔ ہجر کی رات میں روشنی نہیں ہو سکتی اگرچہ چاند صبح تک (نظلاً) رہے  
(۷) ترجمہ۔ اسے نظیری (میری) آنکھ اس (مشتوق) کے چہرہ کو نہیں پہچان سکتی (کیونکہ) میری نگاہ تو (جلوہ) نقاب سے ہی لپٹی  
جاتی ہے۔ توضیح۔ منظر عالم چہرہ قدیم کے لئے بنزلہ حجاب میں پس جب عالم ظاہر چہرہ حقیقت کے لئے نقاب ہے اسی کی  
ابلیش آنکھوں کو خیرہ کئے دیتی ہے تو ذات قدیم کے جلوہ کی ناپ کہاں ہے یا مراد یہ ہے کہ حجاب و دوری کی وجہ سے روتے روتے  
میری آنکھیں جاتی رہیں تو اب چہرہ کو کیسے پہچان سکتی ہیں؟  
محرر۔ ہرج مٹن اخب کفوت مقصور ارکان۔ مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل

۱۔ برے بنظر آمد و برتے زمیاں جست ۶۹ صد فتنہ بہر مرحلہ از خواب گراں جست  
تقطع۔ مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل مفاعیل + مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل

(۱) تشریح۔ یہ غزل فلسفہ آفرینش سے چرچے۔ ”مرحلہ“ پڑاؤ، منزل سفر۔ ترجمہ: (ایک عدم کا) بادل نظر کے سامنے آیا اور  
ایک (وجود کی) بجلی اس میں سے کوئٹ گئی (پھر کیا تھا) سینکڑوں فتنے (سفرِ حسی کے) بہرہ پڑاؤ پر گہری نیند سے جاگ اٹھے (اور ساری  
آفتیں ہمارے وجود نے پیدا کر دیں) اسی لئے غالب نے کہا ہے ع ڈبویا مجھ کو ہونے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا۔  
اشارہ ۵۔ عدم کو ایسے اور فور وجود کو برقی سے تشبیہ دی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ (بقادر مطلق نے) اس تائیدی عدم (اور نور وجود) سے دل یا بدن اور روح بنا کر طے کئے (اور خود) پردہ سے باہر  
آیا اور روح کے خاندن داخل ہو گیا یعنی روح اسی کا فیض ہے اور دل مومن اس کا مسکن ہے،

(۳) تشریح۔ ”بہم ساخن“ آپس میں نبھاؤ رکھنا۔ ترجمہ۔ (بہم تمام) آفتوں سے فارغ رہتے ہوئے آپس میں نبھاؤ رکھتے تھے  
(اور آرامِ جہنم میں تھے لیکن) اچانک ایک غلطی ہو گئی یعنی آدم نے دانگندہ کھانا، اور تیرکان نرگل گیا (یعنی معاملہ قابو سے باہر ہو گیا جسکی



- بے نہایت زبرد باہر مقصد مقام ۲ منزل کوئین طے کر دیم و اعلیٰ منزل است  
 زخم باطلہ ان پید او نہاں دست و تیغ ۳ سخت مقتولے کہ پیش بر جمال قاتل است  
 از کھ فیضے کیا این مشت خاک میخند ۴ حاکمان عرش با بار امانت در گل است  
 عقدہ مار رسول و نامہ متوا مد کشود ۵ بعد ظاہر بین چشم دوری با در دل است  
 بام و در پر جلوه حسن است اعلیٰ حال را ۶ سر کہ صورت و دست میدار و ز منی غافل است  
 سینہ را بخرش در و سے دانہ شمشک ۷ اینکے شوری خاک در پیری نیم رایج حال است

(۴) التشریح: ”بر“ نزدیک مقام جگہ در افاضہ مقرر جہہ ۴ (۵) راہ سلوک میں ہمارے پاس سے (لیکن منزل) مقصود نکہ، رکنا، فاضلہ

بے انتہا تھا کہ، دونوں عالم کی مہر میں ہم نے طے کر لیں اور (یعنی کس پہلی رہی) منزل بہت، مولا نار و دم فرماتے ہیں۔

اسکے برادر بیک نہایت درگے سمت ۲۔ ہر صبر و سہی بر دے ہا است

(۳) التشریح: ”بے“ بطلان، ”سخت مقتولے“ چہ خوش سمت سخت مقتولے۔ مقرر جہہ ۴۔ ہم بدجنوں کا زخم (دل تو) ظاہر ہے اور

قاتل کا، ہاتھ اور تار غائب یعنی ہم قتل کے وقت بھی دوست کو نہ دیکھ سکے، کیا خوش قسمت ہے وہ مقتول جسکی نظر دیکھ کر کم از کم وقت قبل ہی

قاتل کے حسن و جمال پر (تو بڑی) ہے (یا سنو کی فرماتے ہیں۔) دلم بر بود و غائب از نظر بود یعنی دائم کہ (میں) فتنہ گر بود،

(۴) التشریح: ”حاکمان“ جمع حال، اٹھانے والا۔ ”بار دگی“ یوں یا افادہ ”اٹھانے سے عاجز ہو جانا۔

مقرر جہہ ۴۔ اُس فیض کی بڑی کمی وجہ سے جو دفعہ و قدرنے آدم کی اس مٹھی بھر خاک میں ملادی ہے، عرش اٹھائینے والے (دشمن)

بھی امانت و غلافت کا پوچھ اٹھانے سے عاجز نہیں آ سکاں بار امانت متوا است کشیدہ قریبہ قال بنام من دیوانہ زدنہ

(شمارہ ۴۔ ایت کریمہ۔) انا عذرا الامانہ علیٰ ائسوات و الارض و البحر و الفین و این و خلقا و اشکس جہہ ۴ (۵) راہ سلوک میں ہمارے پاس سے (لیکن منزل) مقصود نکہ، رکنا، فاضلہ

(۵) التشریح: ”عقدہ مار“ ”ظاہر بین“ ظاہر نظر رکھنے والا، ”مد کشود“ ہمارے گرد (دول) کہ فائدہ اور خط نہیں

کھول سکتے، کیونکہ ظاہر میں شخص کی دوری تو آنکھ اور نگاہ کی پہنچی ہے اور ہماری دوری دل کی ہے (یہ خط و کتابت سے

دور نہیں ہو سکتی)

(۶) التشریح: ”بے“ ”حالی“ ایک مشاہدہ کی کیفیت، بوضوئیہ پار غاری ہوتی ہے ”را“ علامت اضافت، صورت، ظاہر میں ”بائن

مقرر جہہ ۴۔ کیفیت، حال رکھنے والوں کے (خانہ دل کا) در و بام حسن و دوست کے جلوہ سے پُر ہوا ہے (اور) جو شخص

کہ ظاہر دین کا دلدادہ ہوتا ہے وہ حقیقت سے غافل رہتا ہے۔

(۷) التشریح: ”چراغ شہید“ ”پھیلنا“ ”شورید“ ”زین“ چوتھا، ”کریدنا“

تہجیم بقلم صبر غلیظ:۔ (اے دہقان!) یہ چوتھیں پہل چلا کر بیچ ڈال رہا ہے، بے تہجیم ہے، بلکہ اپنے (سیدہ کی زین)

کو کھو دو اور اس میں آئینوں کے دانے بکھر (بکھر دیکھ) شرم و جل ملاتا ہے یا نہیں)

از حدیث سود و سوداوی روم دیوانہوار ۸ حرفِ یلی گئے تا دانی کہ مجنوں قلمست  
 از کرم شاید درے یر رے مسکین و اسکند ۹ بیشتر شب ہادیں در گہ نظیری راست  
 غیر من در پس ایں پردہ سخن سائے ہست ۱۰ راز و دل نتوان داشت کہ غنائے ہست  
 زحم کار یست صراحی و قدح پرچینید ۱۱ نیم بسل شدہ بر سر پروانے ہست  
 بلبلان گل ز گلستان بشبشاں آرید ۱۲ کہ دریں کنج قفس زمر مہ پروانے ہست

(۸) تشریح: "سود" نفع، "سودا" سامان خرید وخت۔ ترجمہ: وہ (اسے زاہد) میں نفع اور میں دین کی بات سے پاگوں کی طرح  
 بھاگتا ہوں (یعنی عبادت کے بدلے جنت لینا سوداگر کا کام ہے) میں یہ کام نہیں آتا باقی دیے میں پاگل نہیں) (مشوقہ) یلی کی بات  
 کرتا کہ تو جان لے کہ (عاشق) مجنوں عقل و ہوش میں ہے (یعنی طلبِ دوست میں ہم بہت ہوشیار ہیں اور باقی تمام چیزوں سے غافل ہیں  
 (۹) ترجمہ: شاید کہ (اپنے) بخشش و کرم سے کوئی دروازہ (رحمت) اس (مسکین کے سامنے) کھولے دیکھو کہ اگر (بیشتر) راتوں کو  
 نظیری اس درگاہ پر بھکاری بن کر آتا ہے۔

بحر: دل نشین مجنوں مقصود مسکن .. ارکان :- فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن دوبارہ

تقطیع :- مثل ۱۵ : دلف، مگر ضرب و عروض نے بہت مسکن مقصود ہے۔

(۱۱) تشریح: "سخن ساز" باتیں بنانا، چغلوں۔ لگائی، بھائی کرنا والا۔ "غماز" اشارے کرنا والا، چغلوں۔ ترجمہ: اس پردہ میں میری  
 سوا ایک اور لگائی، بھائی کرنے والا ہے (اس نے عشق کے) بھید کو دل میں نہیں رکھا جاسکتا کیونکہ یہاں بھی پہنچنے موجود  
 ہے (یعنی جذباتِ عشق یا خود محبوب حقیقی جو پردہ وجود میں نہیں ہے راز عشق کو انشاء کر دیتا ہے۔

(۱۲) تشریح: "برچیدن" اٹھالینا اور درچیدن، اچھٹا، لگانا۔ "برسر پروانہ" اڑنے کے لئے آمادہ ہونا۔

ترجمہ: (میرا) زخم (دل) کاری ہے، صراحی اور پیالہ اٹھاؤ، عیش و نشاط کا اب وقت نہیں کیونکہ ایک نیم جان  
 رطاب روح اڑنے کو آمادہ ہے (اب روح پرواز کرنا چاہتی ہے، اب جام دینا کا کیا کام۔  
 غالب اس کے برعکس کہتے ہیں)

گو تھوں میں جنبش نہیں آنکھوں تو دم ہے رہنے دو ابھی سا غزوینا مارے آگے

(اسم) تشریح: "شبستان" وہ گھر جس میں رات گزارتی ہیں۔ "زمرہ پرواز" اسم فاعل ترکیبی: "نمہ" سنج "گاہ" والا۔

ترجمہ: اے بلبلو! باغ سے پھول (ہمارے) گھر میں لے آؤ، کیونکہ اس قفس (سینہ) کے گوشہ میں (بھی) ایک (بلبل)،  
 نمہ سنج ہے (تاکہ تمہارے طفیل میں ہم کو بھی دیدارِ دوست نصیب ہو جائے)



گو کہ اس صفت شکنان قصہ ضعیفان نکلند م کہ دریں قافلہ گاہے قدر اندازے ہست  
 تو پسندار کہ اس قصہ بخود میسگریم! ۵ گوش نزدیک بلم آ کر کہ آوازے ہست  
 عشق بازم معشوق مزاجے انداخت ۶ کز نیازیم کہ با دوست بخود نمازے ہست  
 دی نظیری زربیدہ است کہ امر و زود ۷ صحبتے را بود انجام کہ آوازے ہست  
 رہ حریف گرفت کہ شیشہ یار من است ۸ خرد پیادہ شد از من کہ سوا من است  
 جراحتم ہمہ راحت شد از سعادت عشق ۹ گلے کہ در زہ من بشکند ز خار من است

(۳) التشریح: ”صفت شکن“ ترتیب صفت توڑ دینے والا بہادر و مرد مشوق۔ ”قدر انداز“ ایسا نشانہ باز جن کا تیر خطانہ جائے۔  
 مراد دل۔ ”قافلہ گاہ“ قافلہ کے ٹہرنے کا مقام۔ ترجمہ: ”دیکھا کر (کہہ دو کہ یہ صفت عشاق) توڑ دینے والے (مشوق) ہم (ضعیفوں  
 کی تباہی) کا ارادہ نہ کریں اس لئے کہ (ہم ضعیفوں کے) قافلہ گاہ میں بھی یک پتے نشانے والا تیر انداز ہے یعنی ہمارا جذبہ عشق انکو بکرتہ جادینگا،  
 (۵) ترجمہ: ”تو یہ (نہ سمجھ کہ یہ قصہ ز عشق) اس اپنی طرف سے کہہ رہا ہوں (اور اس میں) اقیقت نہیں ہے بلکہ کان میرے لیوں کے  
 پاس لاکر (دل سے) آواز دہی، ہے (پس میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ کوئی کہہ رہا ہے)“

(۶) التشریح: ”عشق بازم“ میں یا سہ مصدری اور ہم معنوی۔ ”نیازیم“ میں یا سہ توصیفی اور ہم معنی مرا۔ ترجمہ: ”مجھ کو عاشقی (مشوق  
 مزاج بنا دیا کیونکہ اپنی نیاز مندی پر، جو میں دوست کے ساتھ کرتا ہوں مجھے نماز ہے (یعنی دوست اگر حسن میں بی مثال ہے تو میں عشق میں بی مثال  
 ہوں۔) (۷) ترجمہ: ”کل (گزشتہ) نظیری (مضمر) (پہونچا رہی) نہیں کہ آج (دو) (سے) چلا جائے (کیونکہ) انتہا (تو) (اسی ملاقات کی  
 ہوتی ہے جس کی ابتداء رہی) ہو رہا ملاقات کی ابتداء ہی نہیں ہوئی تو انتہا کیسے ہو جائے۔“

۔۔۔۔۔

بحر:۔ بحبت مشن مخبون مقصور۔۔۔۔۔ ارکان:۔ مفاعیلن فعلاتن مفاعیلن فعلاتن دو بارہ

تقطیع:۔ مثل:۔ الف) مکر عرض و ضرب مفاعیلن مقصور ہے۔

(۱) التشریح: ”راہہ“ گزشتہ، ”راستہ بند کر دینا“ ”سہریت“ ہم پیشہ، مقابل، دشمن۔ ”پیادہ شدن“ ”سواری سے اتر جانا۔“

ترجمہ: ”میں نے (آج) دشمن (عقل) کا راستہ روک لیا کیونکہ (شراب کی) بوتل میری یاد و دد دگا (ہے) عقل میرے دماغ  
 سے اتر گئی کیونکہ (ستی) شراب مجھ پر سوار ہے۔ خلاصہ: یعنی شراب پی کر ہم مست و بخود ہو گئے ہیں، ختام کا فتویٰ ملاحظہ ہو، رباعی

مے گر بہ حرام مست مداش سے نوش :۔ بانغمہ و چنگ صبح و شامش سے نوش

جائے زلے اعل گرت دست دہد :۔ یک قطرہ ہا کن تماش سے نوش

(۲) ترجمہ: ”عشق کی برکت سے میرے سب زخم (میرے لئے) راحت بن گئے (چنانچہ) راحت و سکون کا جو پھول (مجھ) میرے راستہ  
 میں کھتا ہے وہ میرے خار (درج سے) پیدا ہوتا ہے (یعنی عشق میں تکلیفیں راحتوں سے بدل گئی ہیں) عشق کی تیری پٹیں چھو کر آسان ہوتی

اگر درستی در کار جام و مینا هست ۴ شکستہ بستہ از عمد استوار من است  
 صبا بطرف چمن خواند ابر لب کشت ۴ بہر دو گام حریفہ در انتظار من است  
 شراب و جو میسر نکشت و توبہ نگریست ۵ شفیع حرم خوش بہارے روزگار من است  
 شے کہ با تو قدح نوشم و بے گزم ۶ کند فرشتہ سجودم کہ کار کار من است  
 گلم باتش دل آپ سے خورد ہمہ عمر ۷ شکستہ روئی جبا ویدیا بہار من است  
 بسوز ساز حر لیم باہ و نالہ حریص ۸ غم ست دار و در سے کہ سازگار من است

(۴) تشریح: "شکستہ بستہ" وہ ٹوٹی ہوئی چیز جو چوڑی گئی ہو۔ "درستی" بخٹکی۔ ترجمہ: اگر ہر چاہی اور ساغر کے معاملات میں کوئی درستی (اوپر بخٹکی) ہے تو وہ میرے دی، بخت پیمان (دفا) کی ایک چڑی ہوئی ٹوٹ ہے (توجہ اس چڑی ہوئی ٹوٹ کا یہ حال ہے کہ جام و مینا ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں تو میری بچان و فاک بخٹکی کا حال خود بخود۔ شکستہ بستہ یعنی متفرقہ، متعلیٰ ہوتا ہے) (۵) ترجمہ: باز صبا دیجئے، چمن کی طرف بلاتی ہے اور بال کھیت کے کنارے (اور ہر دو قدم پر ایک دشمن میرے انتظار میں) تو بچو۔ باز صبا دل میں سرچن کا ولولہ پیدا کر رہی ہو، اور بال کو دیکھ کر کان کھینوں کی طرف دوڑ رہے ہوں تاکہ بونے جوتنے میں مصروف ہوں اور ایسے وقت میں کوئی شخص کام میں رکاوٹ پیدا کر دے تو کس قدر ناگوار گزارتا ہے! (ٹھیک اسی طرح نسیم لطف الہی۔ یہ چمن دل بھل رہا ہے اور باران فیض کو دیکھ کر دل کی اصلاح کا خیال ہو کر وہ قدم پر چوڑا ہونے کی ہزن خندانہ بازی اور رہنری کے لئے موجود ہیں۔

(۶) تشریح: "توبہ گری" اس کے خلاصت فاعلیت اور ایسے مصدری ہے اس شعر کی شرح میں مترجمین پریشان ہیں اور بتاتے ہیں کہ پہلا مصرعہ زاہد پر تلخیص ہے جس سے بطور مفہوم مخالف اپنے لئے شراب نوشی کا اثبات ہے اور دوسرا مصرعہ حسن معذرت ہے ایک "نہ نکشت و توبہ گری" سے بجائے "شکستہ و توبہ گری" ہے اس صورت میں مطلب، بلا تاویل درست ہے یعنی جبا، شراب و جو میسر میں تو صبر و توبہ ممکن نہیں۔ ترجمہ: حضرت زاہد کو شراب اور جو میسر نہیں ہوئی تو توبہ گری اختیار کر لی ہے۔ ترجمہ میں توبہ کو دل اس لئے کہ میرے ہر دم کی سفارشی (خود میرے زبان کی مسرتیں ہیں) کہ جبا بھیجے بلاتیں میرے توجہ کیسے بچا، حکیم خیام نے یہی عذر عجیب انداز میں پیش کیا ہے رباعی سے

یارب تو جمال میں مہ ہزار انگیز ۵ آراستہ بسنبل عبسہ بیز  
 پس حکم ہی کنی کہ دروے منکر ۶ میں حکم چناں بود کہ کج دار و مریز

(۶) تشریح: "کار کار من" میں لفظ کے تکرار اور اخافت سے تخصیص اور تعظیم امر کا فائدہ مقصود ہے۔ ترجمہ: جس رات کو دارے عجوبہ! میں ترے ساتھ میلانہ (شراب، پتیما ہوں اور دیر سے) یوں کو بوسہ دیتا ہوں تو فرشتہ بھی بھیجے سجدہ کرتا ہے اسلئے کہ درحقیقت کام یہ ہی ہے جو میں کرتا ہوں۔

۱ باخطراب و لاجاں سیار طالع میرس ۹ کہ اختیار نظیری ہم اختیار میں است  
۲ ذوقے بکمال است و صائے بدوام است ۱۰ امر و زہما منزلت عشق تمام است  
۳ برصوفی نبے و جد و مال است عبادت ۲ برنیشہ کہ طالیست نے سچ و حرم است  
۴ دادیم بمشوقہ و دے دنیا و دین را ۳ یدنام شدن درد و جہاں غایت نام است  
۵ اچھا کثبات و حبس وے حرفیاں ۴ ہتھاب ہمہ روزن و پنج ہمہ بام است

جمعے کہ گرفتاری آیا مٹنا سند ۵ چوں شیرہ از نور گریزند کہ دام است  
می گریم و از گریہ چو ظلم خبر نیست ۶ در دل ہوسے ہست ندانم کہ کدام است  
ساقی غم دوران مخور و لعل گراں دہ ۷ شاد دست جہاں تائے حسن تو بجام است  
گویند بزاہد بچہ عصمت نفرد شد ۸ بوئے دوشینہ منور زم بشتام است  
رجو رولم دید و پیری سبت نظیری ۹ جام سحری چوں خور دماہ صیام است  
ہوا بدیہہ رسانست و باغ موزون است ۱۰ بہر ترنم مرغے سزا مضمون است  
زبان بلبل شوخ از سخن نئے افتد ۱۱ اگر چہ خورہ گل بچو در کمون است

(۵) ترجمہ: وہ لوگ جو نانہ کی قید و بند کو پہچانتے ہیں وہ روشنی (اسباب دنیا) سے چمکاؤں کی طرح بھاگتے ہیں کیونکہ دیکھو اسے (جان)  
(۶) ترجمہ: میں دروہا ہوں اور شیر خوار بچہ کی طرح مجھے رونے کا سبب معلوم نہیں، دل میں ایک طلب ہے لیکن انہیں جاننا  
کہ وہ کون سی چیز کی ہے (یعنی زبان بیان شوق سے عاجز ہے البتہ انھیں عرض حال کر رہی ہیں۔

(۷) تشریح: ”رطل گراں“ بھرا ہوا پیانا۔ ترجمہ: ساقی! زمانہ کا غم نہ کھا اور دیکھو ایک بھرا ہوا پیانا دے (تا کہ میں مست بنوں)  
ہو جاؤں کیونکہ جب تک ترسے حسن کی شراب جام (جہاں) میں ہے عالم شاد و خرم ہے (پھر کس بات کی فکر ہے رطل گراں کیوں نہ ہیں۔  
(۸) تشریح: ”زاہد بچہ“ مخیر استعمال کیا ہے۔ ”عصمت فروختن“ پاک جلا نا۔ ”منور زم“ میں میثم مشام کا مصنف الیہ ہے ”مشام“ داغ  
ناک، جمع شرم سو گئے کا آلہ۔ ترجمہ: اس زاہد کے بچے سے کہہ دو کہ زیادہ پاکبازی نہ بگھارے کیونکہ کل رات کی شراب کی بوداں  
متھے، البتہ میری ناک میں آ رہی ہے (فرق اتنا ہے کہ یہ چھپ کر پتیا ہے اور ہم پر مارا۔

(۹) ترجمہ: ”نظیری جانا“ اور بڑھاپے کا رخ دیکھے ہوئے ہے پھر پیالہ شراب، سحری کیوں نہیں ہے جبکہ (روزوں کا مہینہ دلیکا) ہو  
اشارہ: ”سحری“ یہاں دو معنی ہیں۔ شراب صبح، اور وہ طعام جو روزہ دار آخر شب میں کھاتے ہیں اس لئے اس لفظ سے اہام پیدا  
ہو گیا ہے پھر جام سحری پینے کا عندر کتنا ہمت پیش کیا ہے کہ بیماری غم اور بڑھاپا بنوں موجود ہیں جن کا علاج شراب کے سوا اور کچھ نہیں۔

غالب کہتے ہیں کہ جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو، روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے

بحرہ مجتہد ثمن مخمور مقصود ارکان و تقطیع، شل ۳۱ دلف، مگر عرض و ضرب و قلات اور موشت و قلات بخوری مکتبہ  
(۱۱) تشریح: ”بدیہہ“ غیر فکر کے شعر کہنا ”ترنم“ نغمہ، محانا۔ ترجمہ: ہوا ہمارے داغ میں بے سوچے مضمون پہنچانے والی ہے، اور  
باغ (جی) مناسب ہے بلبل کے ہر چہچہے پر ہزاروں مضمون (ہمارے ذہن میں آ رہے) ہیں۔

(۱۲) تشریح: ”از سخن نیفاں“ چپ در ہنا ”خور و گل“ پھول کا زیرہ۔ ”در کمون“ سیب میں چھپا ہوا موتی۔  
ترجمہ قلب مصرعین: اگر یہ پھول کا زیرہ ابھی سیب میں چھپے ہوئے موتی کی طرح ہے (یعنی ابھی پھول کھلا نہیں، مگر بے بالبل کی زبان چپ  
نہیں رہتی (برہنہ ہو رہی) ہے، پھول کھل جائیگا بعد اس کی نغمہ منائی نہ معلوم کس حد تک پہنچے گی جبکہ ابھی سے یہ حال ہے،

بہوش زنی کہ تو گرا زبروں نے بینی ۳ درون پرودہ بہ بندہ ہرچہ بیرون ست  
اگر بلند لطف نہاں رسی دانی ۴ کہ اندکی تو و زشتت چلو ز افزون ست  
بشور وادی و فریادیل خوش داریم ۵ کز اہل سلسلہ ماست ہر کہ مخون ست  
ز رُسے دوست بیدار بود سعادت دوست ۶ نوشتہ اند بے نواں کہ خامت چون ست  
اگر کسار بسیار بان عشق دریابی ۷ ز خون کشتہ یہ بینی ہزار جھون ست  
نشان ذوق حقیقت بنا ز کاں نہ بند ۸ چہ شد کہ فاختہ خوشگوی تیر و موون ست

(۳) ترجمہ :- (ذرا) ہوش کے ساتھ زندگی بسر کر اس نے کہ اگر تو باہر سے نہیں دیکھ سکتا ہے تو وہ پردے کے اندر سے ہرچہ باہر ہو رہا اس کو دیکھ رہے ہیں یعنی اپنے اعمال پر نظر رکھ کیونکہ اگر خود کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے عبدالسک کاٹک تراخان لہم تنک تراخانہ بیک یعنی عبادت کرتے ہوئے کچھ کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے کیونکہ اگر تو اس کو نہیں دیکھتا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے

(۴) ترجمہ :- اگر تو اس کے کرم پوشیدہ کے مڑے کو پایکا تو جان جائے گا کہ تو حقیر سے مگر تیری برائیاں کس قدر زیادہ ہیں۔ یعنی پنج عیوب تجھ پر واضح ہو جائیں گے۔ زشت کے بجائے اگر لطفش ہوتا تو سنی بہت پاکیزہ ہو جاتے یعنی تجھ پر یہ امر واضح ہو جائے گا کہ تو کم مقدار ہے مگر دوست کا لطف و کرم کس قدر زیادہ ہے

(۵) ترجمہ :- ناس کے شور اور سیلاب کی فریاد پر ہم خوش ہوتے ہیں اسلئے کہ جو کوئی بھی دیوانہ ہے وہ ہمارے ہی سلسلہ کا ہے (اور اپنے سلسلہ کی چیز دیکھنے و طہا مسرت ہوتی ہے) اشارہ :- وادی میں پانی کی آواز کو شور و عشق سے تعبیر کر کے اس کو اپنے سلسلہ کا ٹھہرایا ہے یہ محض حسن تخیل ہے

(۶) ترجمہ :- دوست کے چہرہ سے (ہر) دوست کی نیک نیتی ظاہر ہے (کناب حسن) کے مترادف ہرچہ گہدیا کے اس کا اختتام کیا گیا اس کے چہرہ سے اس کے بے انتہا حسن کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ہندی کی ش ہے ہو نہار پرو کے چلنے چلنے پات

(۷) تشریح :- "جھون" ایک دریا کا نام جو خراسان اور ماوراء النہر کے درمیان ہے۔ ترجمہ :- اگر تو عشق کے صحرائے کنارہ پر پہنچے گا تو دیکھے گا کہ (عشق کے) شہیدوں کے خون سے ہزاروں دریا بہنے لگے ہیں۔ یعنی صحرائے عشق میں عشاق کے خون کے دریا جاری ہیں

(۸) تشریح :- "ناز کاں" مراد نازک مزاج اور تک حوصلہ لوگ۔

ترجمہ :- حقیقت کے ذوق کا نشان نازک مزاج لوگوں کو نہیں دیتے کیا ہوا اگر قمری خوش آواز اور مرد موزوں قد والا ہے (یعنی قمری سر و پر عاشق ہے مگر کم حوصلہ ہے) عشق حقیقی کا ذوق نہیں رکھتی، یہ محض چند دلوں کا جوش و خروش ہے، یا تارہے لگا۔

بیچ کا سہ چشم گدائے پُر نہ شود ۹ مگر ز کا سہ آزاد گال کے واژون سست  
 چو نام تو بہر گھر قمع قبح بیا د آد ۱۰ بنوش بادہ نظیری کہ فال میون سست  
 رے عشق عقل را ہنرے در دماغ نیست ۱۱ بد سوز دامن فقیہ کہ از شعلہ دماغ نیست  
 ہرگز فرشتہ از سر بامش نے رود ۱۲ آنرا کہ مرغ نامہ بے دسر مرغ نیست  
 طعم بہ چو دی چہ زنی مختب برو ۱۳ مار فراغت است ترا اگر فراغ نیست  
 ما حال خویش بر پر عنقا نوشتہ ایم ۱۴ در بال ہد ہد و سر منقا ز راغ نیست  
 (۹) ترجمہ قلب مصرعین : در حیرت و ہوشیاری کی آنکھ کسی پیالہ سے نہیں بھرتی مگر آزاد مردوں کے پیالہ سے جو کہ اٹا  
 رہتا ہے، یعنی تناہت سے پر ہو سکتی ہے۔ سعدی کہتے ہیں : آں شہینہ سخی کہ در صحنائے غور بہ بار سالاسے بیفتا و از ستور  
 گفت : چشم تنگ دنیا دار را بد یا قناعت بر کند یا خاک گور۔

(۱۰) تشریح : ”میون“ اسم مفعول ازمن یعنی مبارک ”فال“ شگون۔ ترجمہ : جب میں نے دباؤ پر، تو بہ کا نام لیا تو پیالہ (شراب)  
 یاد کیا (تو پھر) نظیری شراب پی ڈال کہ شگون مبارک ہے (یعنی شراب سے تو بہ کرتے وقت شراب کا پیالہ یاد آ جاتا ہے، یہ یاد آ جانا  
 ہی فال مبارک ہے پس شراب پیئے میں تاخیر نہ کرنی چاہئے پس تو بہ کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔



بحر :- مضارع انحراب مکفوف مقصور۔ ارکان و تقطیع : شل ۳۔ الف ۳۔ مکر عرض و ضرب باغ نیست و باغ نیست بحر  
 (۱) تشریح : ”ہنر“ کمال و خوبی۔ ”فقیہ“ بقی۔ ترجمہ :۔ اسوز عشق کے بغیر دماغ میں عقل کی کوئی خوبی نہیں ہے و دیکھتے نہیں ہا کہ  
 وہ بقی خراب جلتی ہے (جس پر) شعلہ کا داغ نہ ہو۔ اشارہ :۔ بقی پہلے پہل خراب جلتی ہے اور جب شعلہ سے اس کے زائد لہجہ جلتے  
 میں تو اس کی کو ٹھیک ہو جاتی ہے شعر میں عقل کو فقیہ سے (اور عشق کو شعلہ سے تشبیہ دی ہے یعنی عشق عقل کا اصل ہے)  
 (۲) تشریح :۔ ”بامش“ کے ش فیہ کا مرجع دوسرے مصرعہ میں لفظ ”آن“ ہے اور ”آن سے“ خانہ کی طرف اشارہ ہے مثلاً اربعہ مخزومہ  
 ہے۔ ”علامات اضافت“ ترجمہ :۔ (سعادت کا) فرشتہ ہرگز اس گھر کے بام پر سے نہیں گذرتا جس کی تلاش میں کوئی نامہ بر طائر نہ ہو  
 یعنی سعادت والا گھر وہی ہے کہ جس کی تلاش میں نامہ بر رہتے ہوں اور وہ خانہ محبوب ہے، یا اس عاشق کا گھر ہے جس کو محبوب  
 کے خاصہ تلاش کرتے ہوں، مقصد یہ ہے کہ عشق باعث سعادت ہے۔

(۳) تشریح : ”مختب“ کو تو ال اسم فاعل از احتساب یعنی نگرانی کرنا ”طعم“ میں میم ضمیر مفعولی ہے۔ ترجمہ :۔ اے مختب مجھ  
 مدہوشی پر کیا طعنہ دینا ہے جا (پناہ کام کر) ہم کو (تو) فراغت ہے اگر تجھ کو نہیں ہے (تو ہم کیوں شراب نوشی سے باز رہیں، یعنی تو دنیا  
 کے جھگڑوں میں پھنسا ہوا ہے تو تو نے ہم کو کیوں روکتا ہے)

(۴) تشریح : ”ہد بہ“ نام طائر نامہ بر علیہ السلام ”زارغ“ نامہ بر نوح علیہ السلام۔ ترجمہ :۔ ہم نے اپنا حال عقاکے

چوں چند بر خرابی خود فال میزنیم ۵ کیں نغمہ از ترانہ مرغان باغ نیست  
از خندہ آئے تلخ صراحی بکار ما ۶ جز خون دل بگردش چشم باغ نیست  
تلخ نیست بجز تو غم نظیری پزندگی است ۷ بیمار را کہ بر سر بالین حیران نیست  
صفائی شوم از کون که در درو صفائیست ۸ پر عرش زخم جوش که در خم کدہ جانیت  
رویکم ہم چوں سایہ کہ در خدمت نور شد ۹ صد گوشت سجد دست کہ در طاعت انیت

برون پر لکھا ہے (یعنی ہمارا قاصد غنا ہے) ہم دے کے باز دیا کوسے کی چونچ میں نہیں ہے (یعنی ہر دو ذراغ (دلوں) ہمارے قاصد بینے کی صلاحیت نہیں رکھتے بلکہ ہم نے ملک عدم سے بکر ذکر عطا کو اپنا قاصد بنایا ہے، مراد یہ ہے کہ ہم درجہ فنا کو پہنچنے کے لیے اسلئے غنا ہی ہمارا قاصد بن سکتا ہے حضرت غالب عدم ہی بھی آگے پہنچ گئے ہیں، فرماتے ہیں ۷

میں عدم سے بھی پرے ہوں در غافل بار بار ۵ میری آواز آتشیں سے بال غنا مل گیا

(۵) ترجمہ:- ہم تو کی طرح اپنی دیرانی و تباہی کی (خود مری) فال نکالتے ہیں کیونکہ ہمارا (یہ نغمہ (عشق) باغ کے پرند دل کے چہچہوں میں سے نہیں ہے (یعنی خون عشق اختیار کر کے اپنی دیرانی دل کا سبب ہم خود بین گئے ہیں۔

(۶) التشریح صحیح: "خندہ" غم کی ہنسی، صراحی کی آواز کو خندہ کہا ہے۔ "ایاغ" پیالہ، جام۔ ترجمہ ثعلب مصرعین: چشم ساغر کے دور میں صراحی کی غم آمیز ہنسی میں سے ہمارے حصہ میں خون دل کے سوار (دیکھ) نہیں (یعنی صراحی خندہ "تلخ" کرتی ہے اور یہاں میں خون دل (شراب) ڈالتی ہے مگر ہمارے حصہ میں خون دل تو آیا خندہ تلخ تنگ میسر نہ ہوا) اشارہ ہے صراحی کی آواز کی نشیب و خند و تلخ و پیچیدگی (۷) ترجمہ:- (اے محبوب!) تیرے بغیر نظیری کی زندگی تلخ ہے (اس لئے کہ) اس بیماری بھی کیا زندگی ہے جس کے سراپے پر آغ (ملک) نہ ہو (یعنی اسے دوست تو ہی ہمارا چشم و چراغ ہے جب تو ہمارے پاس نہ ہو تو چہرہ ہاری زندگی کچھ نہیں ہے) (۸) بلکہ تو اسے آرام جائز زندگی چوں کہ تم ۹ جوں نہ باشی در کنارم شادمانی چوں کہم



مکسر:- ہرچ شمن، خرب کنوت مقصور ارکان و قطع ۱۰ مثل ۶۹ (د)

(۱) ترجمہ:- (بچے چاہئے کہ میں دنیا کے تعلقات کی کدورت سے صاف ہو جاؤں کیونکہ (اس) اچھٹ میں صفائی نہیں ہے اور جوش مار عرش پر پہنچ جاؤں کیونکہ اس (پیمانہ) میں گناہ نہیں ہے۔ توضیح:- یعنی ترک دنیا کر کے مجھے عرش تک رسائی حاصل کرنی چاہیے دنیا کی دوست میرے لئے تنگ ہے اسی مضمون کو آگے چل کر یوں ادا کیا ہے ۷

شاما نہ فرش مسند کر سی ہنار دہ اند ۵ ایں عارم خراب چہ جائے نشت است

(۲) ترجمہ:- میرا پورا چہرہ سایہ کی طرح (سیاہ) ہے کیونکہ آفتاب (حقیقت) کی خدمت میں سینکڑوں قسم کے ایسے سجدے دکے جانے کے قابل ہیں جو ہماری عبادت میں (موجود) نہیں ہیں (اس ثمر مندی کی وجہ سے ہم منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے)۔

لطف نظر سونگال تابش برق ست ۳  
 چندان کہ در آن جعبہ خدنگ ست نصیب ۴  
 بخرام بگشن کہ بے سیر صبحی ۵  
 توفیق نکو کاری ما تو عطا یست ۶  
 صد گو نہ دواد سر ہر شاخ گیاه است ۷  
 گر کفر و ضلالت بودار دین و ہدایت ۸  
 با حکم قضا ساز کہ در دیر نظیری ۹  
 انجا پر روانہ طلب بال ہما نیست  
 در بہت با جستن و درشت خطاست  
 پیغام گلے نیست کہ با باد صبا نیست  
 اخلاص بدینار و مروت بہا نیست  
 اباچو ترا در دند اوندہ و ا نیست  
 خوش باش کہ کار از لی جز بعلطانیست  
 مقبول مغال نیست غازی کہ قضا نیست

(۳) مترجمہ :- دل بے عاشقوں کی نظر کا لطف برق تجلی کی چمک ہے (ہیں) یہاں مقام عشق میں پروانہ کے پروں کی جھٹکرا ہوا کا بازو اور کار نہیں ہے، سجدی کہتے ہیں :- اسے مرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز، بے کال سوختہ را جاں شدہ و آواز نیادہ اشارہ :- پروانہ سے در دطلب اور بال ہمارے شوکت دینی مراد ہے۔

(۴) تشریح :- ”جعبہ“ ترکش چرمین - ترجمہ :- اس (محبوبہ کے) ترکش (چرم) میں جس قدر بھی تیر لگاوا (ہیں) سب ہمارا حصہ ہیں۔ کیونکہ ہمارے پس میں پنج ٹکٹا اور اس کے نشانہ میں خطا کا احتمال (نہیں) ہے (اس لئے سب تیر ہمارے ہی لگیں گے)

(۵) تشریح :- ”صبحی“ بزمِ صاہبِ صبحی صبحا گاہی - ترجمہ :- جن میں جاکر اُٹھیں اس لئے صبح کی سیر کے لئے کسی بھول کا پیغام بھی ایسا نہیں جو باد صبا (دلا ری) ہو (یعنی ہر گز پیغامِ گلشنِ جن دے رہا ہے مراد یہ ہے کہ مناظرِ قدرت تم کو دعوتِ نظارہ دے رہے ہیں پس نظارہ کرو)

(۶) ترجمہ :- (اے دوستو!) ہمارے تہاری عبادت کی توفیق (خدا کی) دین ہے (اس میں) اپنا دخل نہیں (اخلاص) شریفوں کے بدلے اور مروتِ قیمت سے حاصل نہیں (ہوتی) ہے

(۷) ترجمہ :- ہر گھاس کی شاخ میں سینکڑوں قسم کی دوائیں ہیں مگر جب تجھ کو (قضا و قدر نے) درہمی نہیں بخشا تو (تیرے لئے کوئی) دوا نہیں ہے (یعنی ہر چیز پر منظرِ جمالِ الہی ہے مگر اس شخص کے لئے جس کو دروغِ عشق نصیب ہوا ہو ہے  
 ہر گیاہے کہ از زیں روید      و صد لا شربک نہ می گوید

(۸) تشریح :- تنکرا حرفِ شمرِ طاہرین تردید کا فائدہ دیتا ہے۔ ترجمہ :- خواہ گری اور کفر ہو، خواہ ہدایت اور بنداری تو دہر حال میں بخشش رہے کیونکہ تقسیمِ عمل کا، مبالغہ و تقسیم صرف بخشش و عطایہ (یعنی جو مناسب سمجھا دے دیا)

(۹) ترجمہ :- اسے نظری علمِ الہی کے ساتھ موافقت کرنا و تسلیم و رضا سے کام لے، کیونکہ دیرِ عشق کے اندر جو نازِ قضا نہیں ہوتی وہ خونِ نزدیک مقبول نہیں ہے رہاں اس ناز کی قدر ہے جو قضا ہو جائے (یعنی منظرِ حقیقت کو دیکھ کر ایسے محو ہونا چاہیے کہ ناز کا بھی خیال نہ رہے۔  
 دوسری جگہ نظری لئے اس مضمون کو بولوں ادا کیا ہے :- فرض و سنت ہما شائے تو از یادِ مرفت بپرہ بر و سقن یا ز من ایماں مطلب  
 با حکم قضا ساز میں قضا کے معنی حکمِ الہی کے بھی ہو سکتے ہیں اور نازِ قضا کے بھی۔



اختر شناس در روش بخت من گم است ۱  
دورال جہان سے تفرقہ داد و شمار نیست ۲  
ساقی جو فیض او ست ہمہ صرف او گتم ۳  
شیریں نکرہ خندہ شادی مذاق کس ۴  
باشد بنا امیدی خویشم محبت ۵  
آسودمی اگر بخودم کس گذاشتے ۶  
ناخن ہمیشہ در جگر خارہ سے زخم ۷  
بحر - مضارع مشن اخب کفوف مقصور  
مشکل قنادہ کار نہ در دست انجم است  
یک پارہ در صراحی یک پارہ در خم است  
ایں جہان کہ در تہ جہانم تکلم است  
گل نیز بلخ گشتہ ز ہر تبسم است  
کو آشنائے گوشہ چشم تر خم است  
از چہ او کشندہ ترم رحم مردم است  
دیر لیست رخساری مرا سنگ در خم است  
ارکان و قطع - مثل شہ (ت)

(۱) تشریح :- "اختر شناس" نجومی - "روش بخت" جس کو اصطلاح نجوم میں سیر طالع کہتے ہیں۔ ترجمہ - بخوبی (بھی) میری نصیب کے اختر کی چال میں حیران ہے۔ (ایسی شکل اپڑی ہے کہ تاروں کے ہاتھ میں معاملہ نہیں رہا یعنی ہمارے نصیب کا مسئلہ عجیب پیچیدہ ہے اس کو کوئی نجومی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

(۲) تشریح :- "صدائے لہا" ایک پارہ "ذرائی" ترجمہ - زمانے خود ستوں کو متفرق کرنے کی آواز لگادی اور افسوس کہ قابل سیری شراب نہیں ہے ذرا سی صراحی میں اور ذرا سی شگلے میں ہے اس سے ہماری تشنگی کیا دور ہو سکتی ہے!

(۳) ترجمہ قلب مصرعین :- اے ساقی! شراب ڈرکا! یہ ایک گھونٹ جو دہاری آگویائی کے جام میں ہے جب اس کا ہی فیض ہے تو تمام اسی کے (حق شنائی ادا کی گئی) لئے ہم صرف کے دیتے ہیں (یعنی گویائی خدا نے عطا کی ہے) ایسے اسی کو ذکر و ثنائیں صرف ہونی چاہئے!

(۴) ترجمہ :- خوشی کی ہنسی نے کسی کے حلق کو شیریں نہیں کیا یعنی راحت بہت جلد ہی تکلیف سے بدل جاتی ہے دیکھ لاچار بھول بھی تبسم کے زہر سے تلخ بنا ہوا ہے۔ توضیح :- شعر تبسم کو زہر سے تعبیر کیا کرتے ہیں، یعنی پھول نے جن میں در تبسم کیا تھا کہ تلخی عیش سے دچا ہونا پڑا اس کو جن میں نہیں چھوڑا گیا کسی نے تو ذکر و ستائیں لگایا اور کسی نے علق کشید کیا، یہی حال ہر دنیا میں آنوالے کا ہے۔  
(۵) ترجمہ :- مجھ کو اپنی مایوسی کے ساتھ بھی محبت ہے اس لئے کہ وہ دوست کی، رحم و کرم کی آنکھ کے گوشہ کی آشتی ہے یعنی دوست مایوس دیکھ کر نظر کرم کرنا ہے پس مایوسی نظر کرم کا سبب ہوتی ہے اس لئے اس سے محبت ہے

(۶) ترجمہ :- اگر کوئی مجھے اپنی حالت پر چھوڑتا تو میں (ذرا) سست لیتا مگر میرے نصیب میں راحت کہاں؟ اس (محبوب کے غلام) زیادہ مجھے لوگوں کی عہد ردی بار سے ڈالتی ہے (یعنی میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا کوئی حال نہ ہو مجھے مگر مہمزدی جتانے والوں نے اک میں دم کر دیا ہے ان سے جتنی تکلیف پہونچی اتنی دوست کی جفا سے نہیں پہونچی)

(۷) تشریح :- "ناخن در خارہ زدن" ناقابل برداشت اور بے سود سی کرنا۔ "سنگ در دم اسپ در آمدن" گھوڑے کا چلنے سے عاجز ہو جانا۔ ترجمہ :- میں ہمیشہ سخت پتھر کے جگر کو ناخن سے کھودتا ہوں (یعنی ناقابل برداشت اور بے سود سی کرتا ہوں) ایک مدت

کے سر زکار بستہ بر آرم کی چرخ را ۸ دوران نمازند ورشتہ امیدیں گم ست

گفتار بے نتیجہ نظیری کے خزند ۹ عودیکہ سوز و دند بے بہرہ ست

لخت دل بر جیب چلیم بر کنار افتادہ ست ۱۰ دست و دل گم گشتہ تا بازم بکار افتادہ ست

ساز و برگ شادمانی را کہ میداند کجا ست ۱۱ در ہم اندوہ و نشاد روزگار افتادہ ست

خستہ دل تریشوم تا تلخ تر نوشم و ۱۲ پند مردم در مذاقم خوشگوار افتادہ ست

از کدورت بر نیایم گر حصفا دستم دہد ۱۳ تیرہ روزم سخت با سب زگار افتادہ ست

گذر چکی ہے کہ میری جد و جہد کے گھڑے کے سم میں پھر اٹھس گیا ہے (یعنی ناقابل برداشت مصیبتوں پر دو چار ہوں اور لاچار و بے بس ہوں)  
(۸) (ترشح: "بستہ" اسم مفعول، بندھا ہوا، الجھا ہوا۔ ترجمہ: "میں (اپنے) الجے ہوئے کام کا سرکاب نکال سکتا ہوں (یعنی اپنی مشکل کو کیسے حل کر سکتا ہوں) آسمان کے واسطے گردش نہ رہی اور (ادھر) میری امید کا رشتہ گم ہے (یعنی تمام عمر دشواریوں اور نامرادیوں میں گزر گئی)

(۹) (ترجمہ: "اسے نظیری لوگ) بے نتیجہ باتوں کو نہیں خریدتے (بے نتیجہ بات کی کوئی قدر نہیں کرنا سکتے کہ) جو عود (خوشبودار گئی) جلا دو خوشبودار وہ (بندھن) (بجھا جاتا) ہے (یعنی بے نتیجہ بات مثل عود بے ہوسے جسکی کوئی قدر و قیمت نہیں)



بحرہ - رمل مثن مقصورہ - ... ارکان تقطیع :- مثل ۱۰ (د)

(۱۱) (ترشح: "تا" تنبیہ ہے۔ چکار "میں" حرف استفہام استعجاب مع تنظیم کا نفاذ دیتا ہے۔ ترجمہ: "میرے) دل کے ٹکڑے گریبان پر اور گریبان (پھٹ کر) پہلو پر پڑا ہوا ہے (اور میرے) ہاتھ پاؤں گم ہو چکے ہیں (یعنی سرگشت بنا ہوا ہوں) دیکھو پھر مجھ پر کسی افتادہ پڑی ہے، غالب اور ترقی کرتے ہیں۔ دیوانگی سے دوش پہ تڑا رہی نہیں، یعنی ہماری جیب میں ایک تار بھی نہیں۔

(۱۲) (ترشح: "کہ" کہ امید ہے۔ "در ہم" مختص۔ ترجمہ: "خالص، سرت خوشی کے ساز و سامان کو کون جانتا ہے کہ کہاں ہر رعالم میں، زمانہ کا رنج و راحت ملا جلا واقع ہوا ہے (خالص خوشی و راحت بے سر نہیں ہو سکتی، دوسری جگہ اسی معنیٰ کو نظیری اس طرح ادا کرتا ہے) فرحت نیست کہ در پہلوئے آن صد غم نیست۔ روز مود و جہاں کم تر شب ماتم نیست۔

(۱۳) (ترشح: "تلق" اسم ظرف از ذوق مراد حلق، زبان۔ ترجمہ: "میں زیادہ زخمی دل دینا ہوں تاکہ میں زیادہ کڑوی دوا پیوں (یعنی افزائش عشق چاہتا ہوں تاکہ لوگوں کی ملامتیں اور زیادہ ہوں کیونکہ) لوگوں کی (یہ تلخ) نصیحتیں میرے حلق میں خوش مزہ واقع ہوئی ہیں۔

(۱۴) (ترشح: "لصفا" حسن، صفائی، جلا۔ "دست دادن" قابل ہو جانا۔ ترجمہ: "اگر صفائی مجھ کو نصیب (رہی) ہو جائے پھر بھی میں (طبیعت کے) میل کچیل سے صاف نہیں ہو سکتا (اس لئے کہ) میں سب سخت ہوں اور میرا نصیب میری موافق واقع ہوا ہے (دوہجہ



- دست در گردن معشوق حائل کردم ۴  
 عارفان گوشہ چشمتے بدو عالم ندہند ۵  
 محضر بندگی از مرتبہ من بیش است ۶  
 پردہ میبایدم آویخت کہ ہر کس نگریت ۷  
 بس کہ ہازک دلم از عشق حدیتے یافت ۸  
 طفل در گریہ نظیری چو تو کافر خونیت ۹  
 نتوان کف پیے بر غرض تمنا برداشت  
 ہر کجا با نقاب از رخ زریا برداشت  
 این نشان را دل مفلس نہ کجا برداشت  
 شرح سودائے ترانہ زریا برداشت  
 اشکم از پردہ بروں آمد غوغا برداشت  
 پدرت تازکدائیں در ترسا برداشت

دشدا نے تقاضے شروع کر دے ہیں، یہی مضمون پہلے اس طرح ادا کیا ہے

سحر مہدائی بلبلیں بلگستان دریاب ۵ صلائے صحبت گل سے دید زمان دریاب

(۴) "تشریح :- "حائل کردن" لگانا، ترجمہ :- میں نے محبوب کے گلے میں یامیں ڈال لی ہیں (اب ہر تڑپ کے لئے ہاتھ نہیں اٹھایا جاسکتا) یعنی ہماری سب سے بڑی تنہا پوری ہو گئی اس لئے اب کسی اور تڑپ کے پیش کرنے کا موقع نہیں علاوہ ازیں اگر طلب کیلئے ہاتھ اٹھایا جائے گا تو گردن دوست سے الگ ہو جائے گا۔ اور یہ ناقابل برداشت ہے۔

(۵) ترجمہ قلب مصرعین :- جہاں ہوانے دوست کے حسین چہرہ سے نقاب ہٹائی تو (محبوب کا یہ) ایک گوشہ نظر (جو اس وقت عشاق کی طرف ہو جاتا ہے) اس کو خدائشاس لوگ دونوں عالم کے عوض (دہی) نہیں دے سکتے، ۵  
 قیمت چٹخت و دعا لم گفتہ ۶ ترخ بالا کن کہ ار ذاتی ہنوز

(۶) "تشریح :- "محضر" پر دانہ فرمان "نشان" تہنہ "تا" تہنہہ - ترجمہ :- بندگی کا پروانہ یا فرمان (دہی) میرے مرتبہ سے زائد ہے دیکھو! (معلوم میرے) مفلس دل نے یہ نشان انبیاء کماں سے اٹھالیا ہے (یعنی ہم بندگی کے قابل بھی نہ تھے) یہ اس کا کرم ہے کہ اپنے ہم کو شرف بندگی عطا فرمادیا ہے، مفلس کے پاس کوئی قیمتی چیز دیکھ کر اس پر چوری کا شبہ ہونے لگتا ہے، دوسرے مصرعہ کا رد ادا اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرتا ہے)

(۷) ترجمہ :- بے دوستی (یہ) مجھ کو (دہی) چہرہ پر نقاب ڈال یعنی چاہیے اس نے کہ جو شخص (میرے) چہرہ کو دیکھتا ہے وہ (میری) پیشانی سے تیرے جنون عشق کی تعقیدات کی ایک قفل لے لیتا ہے (یعنی میرا چہرہ دیکھ کر یہ سمجھ جاتا ہے کہ مجھ پر عاشق ہوں اس لئے عشق کو جنہاں رکھنے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ میں بھی اپنے چہرہ پر نقاب ڈالے رکھوں)

(۸) ترجمہ :- چونکہ میں بہت زیادہ کمزور دل ہوں اس لئے جب تک عشق کی داستان بیان ہوتی رہی میری آنکھ کے پردے سر آسو نکلتے رہے اور ایک شور برپا کرتے رہے۔

(۹) "تشریح :- "کافر" ضدی - "ترسا" آتش پرست - ترجمہ :- اسے نظیری بچہ (دہی) روئے میں تجھ سا فندی نہیں ہے یعنی بچہ روئے دے تم جاتا ہے مگر تو کسی طرح نہیں فہمتا تو ہاں رہتا، تیرا باپ تجھ کو کس کافر کے دروازے اٹھالایا ہے (یعنی معلوم

ہوئے ازالہ دو سلسلہ ختم نجم گذشت ۱- شیخ از حرم برآمد و گبر از صنم گذشت  
خیر از سفال خضر زلال بقا بنوش ۲- کیں آب زندگی ز سر جام جم گذشت  
نبود علائق و وہم ساک گرد منش ۳- چوں من مجر دے کہ دیر و جرم گذشت  
ناموس و تنگ در نظر من برابرست ۴- ہر گس ز خود گذشت ز شادی و غم گذشت  
جز رفت و آمد نفی نیست در میاں ۵- جاوید زیست ہر کہ ازین یک دم گذشت

ہوتا ہے کہ تو کسی اُمت ترسا پر عاشق ہے جس کی جدائی پر اس قدر رو رہا ہے

محرر:- مضارع ثمن اُخریک فون مقصور ارکان و قطع: مثل ۵۱ (ت)

(۱) تشریح:- ”نجم“ پنج بیچ ”سلسلہ“ مراد زلف ”از پیر سے گذشتن“ کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ ترجمہ:- (معشوق کی) ان بیچ و بیچ نہ فون سے خوشیو ہلکی (ہی تھی کہ) شیخ حرم سے نکل آیا اور برہمن نے بت کو چھوڑ دیا (یعنی) دونوں اپنے اپنے مرکز خیال سے ہٹ کر اس پر عاشق ہو گئے)

(۲) تشریح:- ”سفال“ مراد می کا پیالہ ”خضر“ مراد توفیق خداوندی یا مرشد کامل ”ذلال بقا“ آب حیات، مراد شراب عشق۔ ”آب از سر جام گذشتن“ پیالہ میں نہ سنانا۔ ”جام جم“ جام جہاں نما مراد عروج شاہی۔ ترجمہ:- اٹھ اور خضر کے جام سفال سے آب حیات (عشق) پانی اس لئے کہ یہ آب حیات جام جہاں نما سے جھسیدیں نہیں سما سکتا (یعنی عشق دائمی حیات کا سبب ہے نہ کہ عروج دنیوی)

(۳) تشریح:- ”علائق“ جمع علاقہ ”دانش“ میں ضمیر شین کا مرجع مجر د ہے ”مجر د“ علائق دنیوی سے پاک۔ ترجمہ قبلہ مصرعین:- مجھ سادنیوی آلائشوں سے پاک صاف انسان (جو تجھ اور کعبہ دونوں کو چھوڑ بیٹھا ہے) دونوں عالم کے تعلقات اس کے دامن کے لئے گرد نہیں بن سکتے (یعنی) مجھ سا پاک باطن شخص نہ دیر و حرم کو نظر میں لاتا ہے، اور نہ تعلقات دو جہاں سے اپنے دامن کو آلودہ کرتا ہے)

(۴) ترجمہ:- میری نظریں عزت اور ذلت دونوں برابر میں (اس لئے کہ) جو شخص خودی چھوڑ دیتا ہے وہ غم و شادی و بالاتر ہو جاتا ہے (یعنی) اس کو عزت کی خوشی ہوتی ہے اور نہ ذلت کا غم، یہ درجہ تزکیہ نفس کے درجوں میں سے آخری ہے۔ چنانچہ عرفا کا مقولہ ہے و آخر ما یخدر من راس الصمد یقین حب الیجاہ (یعنی) جاہ طلبی کا خیال سب سے آخر میں داغ بنے نکلتا ہے)

(۵) ترجمہ:- (ظاہری زندگی) سانس کی آمد و رفت کھسکا اور کچھ نہیں ہے (یعنی) دوسانس کا نام زندگی ہے، ایک آتا ہے اور ایک جاتا ہے، پس) جس شخص نے ان ایک دوسانسوں کو چھوڑ دیا وہ ہمیشہ زندہ رہا (یعنی) پندار ہستی کو چھوڑ دینا حیات ابدی کا سبب ہے)

برق دل رسیدہ ارطلب کن ۶ کیں یہ تو از سواد وجود و عدم گذشت

چوں عنایب مست نظیری ترانہ گوشت ۷ از خار و گل پیدہ شد از مہج و دم گذشت

فرحتی نیست کہ در پہلوئے تل صد غم نیست ۸۲ روز مولود و جہاں کم ز شیب ماتم نیست

ہمہ جای تر کمال خانہ ابر و رفت ست ۲ نیش ہر جا طلبی ہست وے مرہم نیست

برخ ازل ست کہ ایں فتنہ برائینتہ آمد ۳ ذلت از نزاع ملک و آدم نیست

عارفان گوش کبر پرودہ ساز ازل اند ۴ در پس پردہ شتاسند کہ تا عمر نیست

(۶) ترجمہ :- ہمارے بے قابو دل کی بجلی کو نہ ڈھونڈ اس لئے کہ یہ (بجلی کا سا) عکس تو وجود اور عدم کی سرحد سے گذر چکا ہے

یعنی دل بجلی کی طرح تیزی کے ساتھ ہمارے پہلو سے غائب ہو گیا اب اس کی تلاش فصول ہے

جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا ✽ کریدتے ہو جواب را کہ جستجو کیا ہے

(۷) ترجمہ :- نظیری مست بلبل کی طرح فتنہ سنج ہے (حتی کہ) کانٹے اور بھول تک سے بے تعلق اور تعریف و مذمت سے بالاتر

ہو گیا ہے (یعنی عالم بے خودی میں اس کو اپنا راگ الاپنے سے سرکار ہے، راحت و رنج اور مدح و ذم کوئی پر داہ نہیں)

﴿﴾

بحر :- دل مشن مخون سکون مقصود... ارکان و تقطیع :- شل ۱ (ت)

(۱) ترجمہ :- (دنیا میں) کوئی خوشی ایسی نہیں جس کے پہلو میں سینکڑوں غم نہ ہوں (حتی کہ) دنیا کا پیدائش (کی خوشی) کا

دن بھی ماتم کی رات سے کم نہیں ہے (یعنی ہر راحت کے ساتھ رنج اور ہر پیدائش کے ساتھ موت کا گھٹکا لگا ہوا ہے گویا ولادت

کی خوشی کا روز روشن شب ماتم کی طرح تاریک ہے)

(۲) ترجمہ :- (دوست کے، ابرو کی کمان کا تیر (غزہ) تمام جگہ پہنچ چکا ہے (یعنی تمام لوگوں کے دل اس کے غزہ کے

تیروں سے زخمی ہیں چنانچہ) نشتر جہاں تلاش کرو، موجود ہے مگر مرہم کا وجود کہیں نہیں؛

(۳) ترجمہ :- غم اس بات کا ہے کہ (حسن و عشق کا) یہ فتنہ عظیم برپا کر دیا ہے (جس سے مصائب کا ایک طوفان آ منڈ

آیا ہے، ورنہ) ہماری ذلت فرشتوں اور آدم (علیہ السلام) کی باہمی چپقلش سے کچھ نہیں ہوئی بلکہ اس میں تو

آدم علیہ السلام ہی غالب رہے)

(۴) ترجمہ :- وہ خدا شناس لوگ جو ساز ازل کے پردہ پر کان لگائے ہوئے ہیں (یعنی اَلْکُتُبُ بَرِکَتُہُمُ

قَالَوْا لَیْ! کا فتنہ سن رہے ہیں، وہ پہچانتے ہیں کہ اس مجاز کے، پردہ کے پیچھے کوئی ناخوم (غیبر) نہیں ہے،

(یعنی عارفین خدا کے عزم راز ہوتے ہیں، اور پردہ کثرت میں وحدت کا نظارہ کرتے ہیں،

بدھ عیسوی و معجز روح الہی ۵ خلق دانند کہ از اہل خطا ہم نیست  
 رسم ناموس جہاں ز دوز سر برداریم ۶ کیس علاقہ بہ پیر افسر ما حکم نیست  
 ترک دیگر نظر ایم کہ پیشہ فقر ۷ جز بہ اندازہ فرق پسر ادہم نیست  
 علی چند ز عیب دگر اں بردوزیم ۸ کا نقد جب امہ رسوائی ما علم نیست  
 تو اں حکم خطا کرد نظیری بقضا ۹ حکم بر صورت امریت کہ اں مبہم نیست  
 امروز آنچہ تاج سمرت مست ملت ۱۰ سر مایہ درستی ما در شکست است  
 ناداں بر تہ بیگنہ ما سنگ میزنند ۱۱ گر ہوشمند بی یکے ہست مست است

(۵) تشریح :- روح اللہ حضرت عیسیٰ کا لقب ہم حضرت عیسیٰ کی والدہ - ترجمہ :- حضرت عیسیٰ کی (مردہ کو زندہ کر دینے والی) عجوبہ  
 دوز کے دیگر معجزوں کی وجہ سے خلق جانتی ہے کہ حضرت مریم خطا کاروں میں سے نہیں ہیں - توضیح :- حضرت عیسیٰ کے بغیر باپ کے  
 پیدا ہونے پر مریم پر لوگوں نے طرح طرح کی تہمتیں تراشیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو شہود معجز سے اور عالم شہر خوارگی میں  
 گویائی عطا فرما کر دور فرما دیں۔

(۶) ترجمہ :- ہم کو چاہیے کہ (دنوی عدوت کا نشان جلد (اپنے) سر سے اتار بھیجیں اس لئے کہ یہ علاقہ ہمارے بڑکلہ پر چبھ نہیں ہے  
 دینی عدوت دنیوی جلد زائل ہونے والی ہے اس لئے یہ قابل اعتماد نہیں)

(۷) تشریح :- "ترک" گلاہ فقیرانہ "پسر ادہم" ابراہیم بن ادہم جنھوں نے گدائی کو شای پر ترجیح دی - ترجمہ :- (ہم کو چاہیے کہ)  
 ہم کسی اور دنی، فقیرانہ ٹوپی کا اپنے لباس میں اضافہ کریں یا اضافہ نہ کریں (یعنی خیال درویشی چھوڑ دیں) اس لئے کہ فقری کی کلی تو پھر  
 ادہم کے سر کے ہی موافق ہے - توضیح :- یعنی لباس پشینہ پسر ادہم کے لئے زیبا ہے ہم کو کوئی یا طرز درویشی اختیار کرنا چاہیے یا  
 مطلب یہ ہے کہ درویشی ابن ادہم کے لئے ہی زیبا ہے جس نے شاہی چھوڑی، ہم جیسوں کا کام نہیں ہے۔

(۸) تشریح :- "علم" نشان "معلم" نشان دار - ترجمہ :- (ہم کو چاہیے کہ) دوسرے لوگوں کے علموں کے نشان اور نقش بھی ہم اپنے  
 جامہ پر سی لیں اس لئے کہ ہمارا جامہ رسوائی اس قدر نشان دار نہیں ہے (جتنا کہ ہونا چاہیے) یعنی دوسروں کے علموں کو بھی اپنی طرف  
 منسوب کر کے اپنی رسوائی کی تکمیل کرنی چاہیے)

(۹) ترجمہ :- اسے نظیری حکم خداوندی پر خطا و غلط ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اس لئے کہ وہ حکم ظاہری حال پر ہے جس میں کئی  
 شک و شبہ نہیں (یعنی دنیا دار اسباب ہے، جیسا عمل کرو گے ویسی جزا پائو گے، اس میں کوئی شبہ نہیں)  
 مکرہ - مضاعف شتم خربگوف مقصور ارکان و قطع - شش ۵۶ (ت)

(۱۱) ترجمہ :- آج جو چیز ہمارے سر کا تاج بنی ہوئی ہے وہ ہمارا ہاتھ ہے (یعنی غلط فہم میں ہم نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا ہے، جاری  
 درستی اور بہتری کا سامان ہماری شکست میں ہے) (یعنی عاشق کی کامیابی کا چہرہ) اور در ماندگی میں ہی ہے)۔

سرے کیم دوسرے پیمان خوشیتن ۳ ایمان باہمال بندائے الست ماست  
اندیشہ انفرادی تریا گزشتہ است ۴ کوتاہی کہست تقریر پست ماست  
برچہ حقیقت اگر ماند پردہ ۵ جرم نگاہ دیدہ صورت پرست ماست  
شاہانہ فرش مسند کرنی ہنادرہ اند ۶ ایں طارم خراب چہ جائے نشست ماست  
ننگ ست اگر بجائیم جھیند بنگریم ۷ پیچاک نف یا نظیری بشت ماست

(۳) ترجمہ :- نادان شخص ہمارے (دل کے) مشینہ پر ملن و نشین کے، پھر مارتا ہے یعنی عالم میں نادانی کا دور دورہ ہے اگر کسی کو ہوش ہے تو وہ ہمارا ازل است و بخود ہے (یعنی مستی و بخود حاصل کر لینا ہی ہوشمندی ہے، دنیا داسے چونکہ اس نعمت سے محروم ہیں اس لئے نادان ہیں اور ہماری آگینہ دل کو توڑتے ہیں)

(۳) تشریح :- سرکردن "فدا ہونا۔ ترجمہ قلب مصرعین :- ہمارا ایمان اُسی اُکست کی بند پر ہے جس کا جواب ازل میں ہم نے پللی کہہ کر دیا تھا، پس ہم اپنے ایمان (دونا کو پورا کرنے کے خیال میں سر کھپاتے کرتے ہیں (یعنی ازل میں مشوق حقیقی کے ساتھ ہم نے عہد و فنا اور اقرار بندگی کیا تھا، اسی کو پورا کرنے میں ہم لگے ہوئے ہیں)

(۴) ترجمہ :- ہمارا تخیل تریا کی بندی سے دیھی آگے نکل چکا ہے، جو کچھ کوتاہی اور کمی ہے، وہ ہماری پست تقریر کی وجہ سے ہے (یعنی ہمارے تخیل کی پرواز تو بہت بلند ہے مگر ان کیفیات کو ادا کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

(۵) ترجمہ :- حقیقت کے چہرہ پر اگر کوئی پردہ باقی رہ گیا ہے تو یہ ہماری ظاہر پرست آنکھ کی نظر کا قصور ہے (یعنی نگاہ ظاہر میں کوچرہ حقیقت نظر نہیں آتا اور نہ چہرہ بے نقاب ہے جو نگاہ باطن رکھتا ہے وہ دیکھ سکتا ہے)

(۶) ترجمہ :- دفر اشران قدرت نے ہمارے لئے عرض و کرسی پر شاہانہ فرش پھیلا رکھا ہے، ہم کو وہاں بیٹھنا چاہیے، یہ ویران باہم (دنیا) ہمارے بیٹھنے کے لئے کیا دامن سب (جگہ ہے) (یعنی عائن حقیقی کے لئے تکیہ گاہ عرض و کرسی میں اس کی نظر میں دیوی عروج بیچ ہے)

(۷) تشریح :- خاتم جشید "انگشتری سیمان علیہ سلام جو ذریعہ سلطنت تھی۔ "پیچاک" اسم مفعول سماعی از پیچیدن الف و کاف علامت اسم مفعول ہے شل خوراک و پوشاک مراد حلقہ زلف "شست" "پھلکی"۔

ترجمہ بقلب مصرعین :- اسے نظیری (جب کہ) زلف یا رکھچلا حلقہ (ہماری پھلکی میں موجود ہے تو بڑے اشرم کی بات ہوگی اگر ہم خاتم سیمان کی طوت (آنکھ اٹھا کر بھی) دیکھیں (یعنی زلف یا رکھچلا خاتم سیمانی سے بہتر ہے اور سلطنت عشق سلطنت دنیا سے وسیع تر)



چنان زخاند برون رفتم بلنگست ۴۴ کہ آستانہ بیابان دگام فرسنگ است  
 بجان درتن مفلوج گشتہ می مانم ۲ کہ دربر آمد نم رنج و بودم ننگ است  
 رگ درواں بگذار و چون گریہ گرم شود ۳ شمرارہ در دل فولا و قطرہ ننگ است  
 بدامن دل پاک تو دغ من نرسد ۴ زبس گریستہ ام خون دیدہ میرنگ است  
 دلم ز صورت کارم غرق اندودہ است ۵ کہ عکس طلعت ملی بر آئینہ زنگ است  
 بگردش مہ و خورشید طعنہ ہا داریم ۶ و بخت خویش یا نگار بر سر جنگ است  
 بحرہ جہت نشن بخون مقصور سکن ارکان و قطع: مثل ہے (د)

(۱) التشریح:- ”رفتہ“ میں یہ ضمیر مفقود ہے۔ ”ننگ“ عار اگر اس کے بجائے ننگ ہو تا تو زیادہ مناسب تھا۔ ”فرسنگ“ تین میل کی مسافت۔ ترجمہ:- (ضعف ہے، جھک کر سے باز رکھنا ایسا ناگوار ہے یا میرے لئے باعث ننگ ہے کہ (گھری) چوکھٹ (ننگ کی مسافت) ایک بیان (معلوم ہوتی) ہے اور ایک ایک قدم فرسنگ (کے برابر) ہے (یعنی خاندانی مجھے پسند ہے)

(۲) التشریح:- ”می مانم“ فعل حال ازماقتن۔ ترجمہ:- میں اس جان کے مشابہ ہوں جو فالج زدہ بدن میں ہو کہ میرے باہر نکلنے میں تکلیف اور میرا رہنا باعث ننگ ہے (یعنی ناتوانی نے مجھے مفلوج کے مثل بنا دیا ہے جس کا جینا باعث ننگ ہوتا ہے) اور مرنا باعث رنج)

(۳) ترجمہ:- جب (میرے) گرم آنسو نکلتے ہیں۔ تو رنگوں اور روح کو گھلا دیتے ہیں (بلکہ یہ سمجھو کہ یہ آنسو نہیں ہیں بلکہ فولا دے دل کے شمرارے اور پتھر کے (جگر کے) قطرے ہیں۔ توضیح:- فولا دے شمرارے اور پہاڑے چٹے نکلتے ہیں مگر میرے دل سے شمرارے نکلتے ہیں اور ہل اشک بھی جس کی وجہ سے میرے رگ و ریشے پگھلے جاتے ہیں)

(۴) ترجمہ:- تیرے دل کے پاک دامن پر میرے (اشکوں کا) داغ نہیں لگے گا اس لئے کہ بہت زیادہ روتے کی وجہ سے میری آنکھوں کا خون بے رنگ ہو گیا ہے۔ توضیح:- یعنی میرے خونیں اشکوں سے دوست اپنے دامن دل کو بچا رہا ہے کہ مبادا اسکے چھینٹے ہڑکے دامن ناپاک ہو جائے مگر اب اس کو یہ خیال نہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ اب روتے روتے خون پانی بن چکا ہے۔

(۵) ترجمہ:- میرا دل میری صورت حال کی وجہ سے غم میں ڈوبا ہوا ہے (اس پر کوئی تعجب نہ ہونا چاہیئے اس لئے کہ) رنگی کے چہرہ کا عکس آئینہ پر ننگ بنجا رہا ہے۔ توضیح:- یعنی میری صورت حال چہرہ رنگی تاریک ہے اور یہی میرے آئینہ دل کو تاریک بنائے ہوئے ہے، حالت غم میں دل پر ایک تاریکی چھا جاتی ہے۔

(۶) ترجمہ:- ہنرچاند اور سورج کی گردشوں کو طعنہ دیتے ہیں (یعنی اپنی بد حالی کا سبب ان کو ٹھراتے ہیں) حالانکہ خود اپنا نقصان رساں مقدر دہم سے (برسرِ پیکار ہے) یعنی ہماری نامرادی کا سبب خود اپنی بدبختی ہے اگر دشمن زمانہ کو کوئی قصور نہیں زمانہ کو فضول ہم مجرم قرار دیتے ہیں۔

غریب نقش خیالے بر آب زودیدہ ۷ بحر خدائے کداند کہ ایں چہرہ نگار است  
نوا بگوشت اگر مختلف رسد چہ عجب ۸ کہ یک ترانہ مادر ہزار آہنگ است  
سخن بدوق بود در مذاق بنشیند ۹ بصفہ فلک نظیری چہ زخمیر چنگ است  
حریف صافی و دردی نہ خطا اینجاست ۱۰ تمیز ناخوش و خوش بینی بلا اینجاست  
بغیر دل ہمہ نقش و نگار بے معنی است ۱۱ ہمیں ورق کہ سیر گشتہ مدعا اینجاست  
س زرق تا قدس سر کجا کہ سنے نگر م ۱۲ کرشمہ دامن دل میگذرد کہ جا اینجاست

(۷) ترجمہ :- آنکھوں نے اہالت گریہ میں ایک عجیب خیالی تصویر (دوست) پانی پر بنا دی، خدا کے سوا کون سمجھ سکتا ہے کہ یہ کیا طلسم ہے۔ توضیح :- یعنی آنکھوں میں آنسو ڈل رہے ہیں اور دوست کا نقش خیالی نظروں کے سامنے ہے گویا پانی پر تصویر کھینچ گئی ہے، یہ غم عشق کی جہت انگیز کار بردازی ہے۔

(۸) ترجمہ :- (اے مرد مجازی!) اگر تجھ کو نغمہ مختلف سنا دیں دے رہے تو کیا تعجب ہے اس لئے کہ ہمارا ایک ترانہ ہزاروں سروں میں گایا جا رہا ہے۔ توضیح :- یعنی نغمہ ایک ہے مگر سر مختلف ہیں، تو اگر یہ سمجھتا ہے کہ نغمہ مختلف ہیں تو یہ تیری غلطی ہے۔ مراد یہ ہے کہ ذات واحد کا ظہور مختلف مظاہر میں ہو رہا ہے۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حقیقتاً لٹرن کا وجود ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔

(۹) ترجمہ :- اگر کلام باز دوق ہوتا ہے تو رگوں کے مذاق میں جاگزیں ہو جاتا ہے، اسے نظری! صفحہ (دقراطس) پر قلم دکھائی مثال ایسی ہے جیسا کہ، سارنگی پر مضرب ہوتا ہے (یعنی مضرب اگر فاعلہ میں تاروں پر پڑتا ہے تو نغمہ درست اور موثر ہوتا ہے ورنہ غلط اور غیر موثر، یہی حال قلم کا ہے اگر مضامین درست اور الفاظ شیریں لکھے جاتے ہیں تو ان کا اثر ہوتا ہے ورنہ نہیں)



بحر :- محبت شمن بخون مسکن مقصود  
ارکان و تقطیع :- شل تک (دت)

(۱) ترجمہ :- تو شراب صاف اور چھٹ... (دو دونوں) کا حریف نہیں ہے، غلطی یہ ہے، تو بھلے اور برے کا فرق کرتا ہے، محبت یہ ہے (یعنی رندے آشام کو تو شراب سے غرض ہے صاف لے یا چھٹ اس سے کوئی غرض نہیں مراد یہ ہے کہ عشق اسی وقت کامل ہوتا ہے جب کہ رنج و راحت کی تیز جاتی رہے ورنہ ناقص ہے)

نے سے غرض نشاط ہے عکس رو سیاہ کو :- ایک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے

(۲) ترجمہ :- (پاک دھات) دل کے بغیر سب نقش و نگار رستی، یہ حقیقت ہے (یعنی وہی شخص دنیا و داس کی آرائشوں کی صحیح حقیقت سمجھتا ہے جو صاحب دل ہے، پس ایسی درق (دل) جو سیاہ ہو گیا ہے مقصد حیات اسی میں ہے اسکو آگ و گیس متا کر دزدکی کا متعجب)

(۳) ترجمہ :- اس (محبوب) پر سر سے لیکڑوں ٹنگلیں جہاں نظروں اتی ہوں آدائے حسن دیرے، دل کا دامن کھینچتی ہے کہ (دیس تیرے ٹھہرنے کا) مقام یہیں ہے (یعنی معشوق سر پا حسن و خوبی ہے اور اسکی مراد دلکش ہے)

خطا بھرم دیوانہ کس نے گیرد ۴ جنوں نداری و آشفتنہ خطا اینجا است  
بدل زدل گذرے ہست مجتہست ۵ رہ چمن نتواں بست تا صبا اینجا است  
بدی و نیکی نا شکر بر تو پہناں نیست ۶ ہزار دامن دیرینہ آشنا اینجا است  
سر شک دیدہ دل بے توبتہ کشاید ۷ اگر چہ یک گره صد گره کشا اینجا است  
بہر گیارہم اخلاص زاخیریدار بست ۸ متبع کا سد و بازار نار و اینجا است  
ز کوئے عجز نظیری سرنیا ز کش ۹ زہر ہے کہ در آید انتہا اینجا است

(۴) ترجمہ قلب مصرعیں :- تو دو افقی دیوانگی نہیں رکھتا اور پریشان حالی ظاہر کرتا ہے، غلطی یہاں ہے (اسی لئے سب تجھ کو خطا کا شہرہ دیتے ہیں ورنہ) واقعی دیوانہ شخص کی خطا کوئی نہیں بتایا کرتا (سب اس کو مہذب سمجھتے ہیں) یعنی اگر تو لوگوں کی طعن و تشنیع سے بچنا چاہتا ہے تو حقیقی جنون عشق حاصل کر

(۵) ترجمہ :- جب تک (علاقہ) محبت موجود ہے دل کو دل سے راہ رہے گی (اس لئے کہ) جب تک باوصیا موجود ہے چمن کے راستہ کو بند نہیں کیا جاسکتا (اسی طرح) محبت کی باوصیا چمن حسن کے تاشہ کی دعوت دیتی ہے اس لئے عاشق و مشوق کے درمیان کو منقطع نہیں کیا جاسکتا) (۶) ترجمہ قلب مصرعیں :- (ہمارے) ہزاروں مدت کے واقف کار دامن یہاں موجود ہیں (جو ہماری برائیاں تجھ سے بیان کرتے ہیں لیکن یہ) خدا کا شکر ہے کہ ہماری نیکی اور بدی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ تو صحیح یعنی اسے خدا ہماری نیکی بدی تجھ پر واضح ہے، اچھے ہیں یا بُرے تیرے پیدا کئے ہوئے ہیں اس لئے ہمیں بخشش ہے۔

(۷) ترجمہ :- (اے دوست) تیرے ہجر میں چشم دل کے آنسو دل میں ایسی گرہ بن گئے ہیں جو نہیں کھل سکتی اگرچہ گره ہے ایک اور گرہ کھولنے والے سینکڑوں میں۔ تو صحیح یعنی حالت ہجر میں ضبط کرتے کرتے آنسو گرہ بن گئے ہیں اسی نغموں کو پیسے یوں ادا کیا ہے ۵ در دروں چگون غائب شد خوشہ انکم گرہ بس فرو خورد دم بدل خونہائے ناپا لودہ را

اگر دیدہ دل با خافت نہ پڑھا جائے بلکہ دل بے توبتہ، بے کیب تو جفی پڑھا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ حالت ہجر میں دل کی گرہ کو آنکھ کے آنسو نہیں کھول سکے ہیں اگرچہ گره دل ایک ہے اور اشک گرہ کش سینکڑوں ہیں یعنی اس گرہ کے کھلنے کا ذریعہ دھل کے سوا اور کچھ نہیں اقبال کا شعر ہے ۵ پیش تو نہادہ ام دل خویش شاید کہ تو ایس گرہ کشائی

(۸) ترجمہ :- (اے دنیاویں) جہاں جاتا ہوں وہاں اخلاص (دو ناکی خریداری ہے) (یا اس کے خریدار موجود ہیں) مگر یہاں وہ کھوٹی پونجی اور اس کا بازار غیر رائج (گرا ہوا) ہے (یعنی اخلاص و وفا کی سب جگہ قدر ہے مگر ہمارا دوست اسکی کچھ قدر نہیں کرتا)

(۹) ترجمہ :- اے نظیری تو اپنے نیاز مندہ کی عمر کو عجز و انکسار کے کوچہ چڑھتا اس لئے کہ (شہر عشق میں) جس راستہ سے بھی آئیں انتہا ایسی جگہ ہوتی ہے (یعنی حقیقت کا علم پورا حاصل نہیں ہو سکتا، بہر حال اعتراف عجز کرنا پڑتا ہے) حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہا عرفنا الحق مع عرفنا، کہ ہم سے تیری معرفت کا حق ادا نہیں ہو سکا۔

شب از فساد ام ز جنوں خانیہ پُر شدہ است ۴۶ وز گریہ ام دیار زویرانہ پُر شدہ است  
 زان طرہ کے شکایت آشفتگی رسد ۴۷ مارا کہ کف از چوکف شانہ پُر شدہ است  
 افکنده پرده از رخ ساقی نسیم صبح ۴۸ دیر و حرم ز نعرہ مستانہ پُر شدہ است  
 باز مہ بکلبہ کیست نہ شمع و نہ آفتاب ۴۹ بام و درم ز دوزخ و پروانہ پُر شدہ است  
 ترسم بلالہ و سمن اوزیاں رسد ۵۰ طرف چین ز سبزہ میگانہ پُر شدہ است  
 تنگ است جائے نفس امشب بخاتم ۵۱ یک آشنایانہ دُخانہ پُر شدہ است  
 بحر: مضارع شمن آخر بکفون مقصور  
 ارکان و قطع: ۱۔ ش ۲۔ دت

(۱) ترجمہ:- آج کی رات میرے (جنوں خزانہ کی وجہ سے تمام) گھر دیوانگی سے بھر گیا ہے اور میری گریہ و زاری کی وجہ سے شہر ویرانوں سے غالبانے کہا ہے سیوں ہی گروں زار با غالب تو اہل چہاں ہے دیکھنا ان بستیوں کو تم کو ویراں ہو گئیں،  
 (۲) تشریح:- "مارا" میں ر علامت اضافت ہے یعنی کف یا کف شانہ "کنگلے کے دانے" ترجمہ:- اس زلف دیار کی پریشانی کے شکوہ کا حق ہمیں ایک پہونچتا ہے جبکہ ہمارا ہاتھ اس سے کف شانہ کی طرح پڑھو گیا ہے یعنی جب اس کی پریشانی ہمارے مقصد میں خارج نہیں ہے تو پھر ہم کو شکایت کا کیا حق ہے)

(۳) ترجمہ:- باد صبح نے ساقی کے چہرے سے نقاب الٹ دی دیکھ کیا تھا، دیر و درم دونوں مستانہ نعروں سے پھر ہو گئے (یعنی نشین و برہن، ساقی تھیجی کا جمال دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گئے)

(۴) تشریح:- "بازم" میں مہم کو کس صفت الیہ ہے "کلبہ" کو شہری۔ خانہ کو چک۔ ترجمہ:- میرے خانہ (دل) میں نہ شمع ہے اور نہ آفتاب تو پھر کون ہے؟ کہ میرے خانہ (دل) کے بام و در و درم اور پروانوں سے ہمیں (یعنی ضرور کوئی شمع چہرہ اور آفتاب بخ مشعوق ہی) اشارہ:- دوزخ کا لعل آفتاب سے اور پروانہ کا شمع سے اسلئے شعر میں صنعت لعل و شمع غیر متب ہے۔

(۵) تشریح:- "سبزہ میگانہ" خود روگھاس جو لگائے ہوئے پودے کے پاس آگ آتی ہے چونکہ اس سے نقصان پہونچتا ہے اسلئے لکھا ڈی جاتی ہے، یہاں خطا رخسار مراد ہے۔ ترجمہ:- مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے لالہ اوچھیلی (کے مانند رخسار) کو نقصان پہونچے کیونکہ چین (چہرہ) کے کنارے میگانہ سبزہ (خطا) سے پڑھو گئے ہیں۔

(۶) ترجمہ:- آج کی رات میرے غلوں خانہ میں سانس لینا دو بھر ہے، آشنایک نہیں آیا اور گھر بھر گیا ہے۔ توضیح: یعنی نادانف لوگوں کا اتنا ہجوم ہے کہ سانس لینا مشکل ہو گیا ہے مگر آشنا اور دوست کوئی نہیں یعنی بخش اور آشنا کا ملائشکل ہے اس مضمون کو پہلے یوں ادا کیا ہے کہ در و درے یک تن بخش کہ غمقا ست ہے از بسکہ پییدیم شکستیم نفس را ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ میں قریب برگ ہوں، سانس مشکل سے آ رہا ہے مگر میری یائیں پر غروں کا ہجوم ہے دوست اس وقت بھی نہ آیا۔ کہے چہ خوش گفتہ سے

بہم رسیدہ بمانم تو بیا کہ زندہ مانم پس از انکہ من مانم بچہ کار خواہی آمد

ہرگز عطائے ساقی مارا کرانہ نیست ۷ از تنگ ظرفیت کی پیمانہ پرشده است  
 آں شاخ گل بچوں تو نظیری نمی رسد ۸ دارالشفاے شہرزدیوانہ پرشده است  
 بے تو دوشم درد رازی از شب یلگد زشت ۹ آفتاب امر و بچوں برق از سر ایگد زشت  
 نیش خائے نیست کن خون گلی ترخ نیست ۱۰ آفتے بودایں تنگ افکن گزیں صحرایگد زشت  
 شوکت حسنش کسے رافضیت کہے نہاد ۱۱ گرچہ سرودا و خواہے بودا و تنہا گد زشت  
 جلوہ اش نمود از بس مجور قاراش شدم ۱۲ نالہ ام نشیند از بس گرم استغنا گد زشت  
 (۷) ترجمہ :- ہمارے ساقی کی عطائی ہرگز کوئی حد نہیں ہے یہ ہماری اتنگ ظرفی کی وجہ سے کہ اہمارا پیمانہ بھر گیا ہے (یعنی ہم کم حصول میں ورنہ اس کا کریم و عطایہ حد و نہایت ہے)

(۸) ترجمہ :- اسے نظیری اوہ شاخ گل (یعنی یار) تجھ جیسے شخص کو نہیں مل سکتی اس نے کد شہر کا شفا خانہ (یعنی خانہ محبوب) دیو لیا ہے پر ہو گیا ہے (یعنی جب پہلے سے کامل دیوانہ ہو پوچھ چکے ہیں تو تجھ جیسے نیم دیوانے کو جو بعد میں آیا ہے یہ شاخ گل کیسے مل سکتی ہے، دیوانہ کے لئے خوشبو کی چیزیں مفید ہوتی ہیں)

### بحرہ - دل مشن مقصورہ ... ارکان و تقطیع : شنب (۱۰)

(۱) التشریح :- "لدا" تاریک پہلے مصرع میں بحر کا بیان ہے اور دوسرے میں وصل کا - ترجمہ :- اسے محبوب (تیرے بغیر میری گزشتہ شب، تاریک رات سے) (یعنی درازی میں بڑھ گئی اور آج آفتاب ہمارے گھر سے مثل بجلی کے (تیری سے) گد گد یعنی شپ بھر کاٹے نہ کٹی تھی اور روز وصل بہت جلد گد گد کیا دونوں مصرعوں میں کیفیت بحر کا بیان ہے، یعنی رات بھی تاریک ہے اور دن بھی اسلے کہ آفتاب بجلی کی طرح گد گد جاتا ہے اور پھر تاریکی چھا جاتی ہے حافظ گوید :-

بے ہم رخت روز مرا نور نما ندست و ز عمر اجز شنب دبحر نما ندست

(۲) ترجمہ قلب مصہر عین :- یہ شکاری (یعنی) جو اس صحرائے گدرا ایک آفتاب پر کالہ تھا کہ ایک کانٹے کی نوک بھی راہی نہیں جو کسی شکار کے خون سے سرخ نہ ہو (یعنی صیاد حسن نے اس قدر عاشقوں کو شکار کیا ہے کہ تمام صحرائے عالم ان کے خون سے تر ہو گیا ہے)

(۳) ترجمہ قلب مصہر عین :- اگرچہ ہرست فریادی (عاشق) موجود تھا مگر اس کے حسن کے موعب نے کسی کو آہ تک کرنے کی مہلت نہ دی اور وہ دوست (تنہا گدرا چلا گیا یعنی رعب حسن نے سب کو حیرت زدہ بنا دیا سب کی زبانیں بند ہو کر رہ گئیں)

(۴) ترجمہ :- میں چونکہ اس کی (مستانہ) حال میں مجھ پر رہ گیا اسلے اس کا جلوہ (مجھے) نظر نہ آیا اور وہ چونکہ بہت زیادہ بے نیاز نہ انداز سے گدرا اس نے میرا نہ سن سکا (فلا حد یہ کہ نہ ہم اس کا جلوہ دیکھ سکے اور نہ ہمارا نالہ اس کے گوش گدرا ہو سکا)

خاستی آتشنگی دستار بردن از سرش ۵ بسکه سرمست بخود مغرور و بے پروا گذشت  
 پاریشاناں چلویم صولت بجرش چہ کرد ۶ بادیا کو آمد و برد فتر دہاں گذشت  
 بازار شہیاں سگ کویش نظیری ہرست ۷ شوکتے دیدم کہ بنداری جم و دار گذشت  
 در شہر ما بدولت عشق احتیاج نیست ۸ در بیچ گوشہ نیست کہ صحت محتاج نیست  
 چشم ترے بچین حین سے تو ان فروخت ۹ کار و فائز چنباں بے رواج نیست  
 خاطر بخندہ گل دل وانے شود ۱۰ غیر از گرستین غم دل را علاج نیست  
 شہرے بشیشہ دل مانگ می زند ۱۱ در بیچ پائے نیشترے از دجاں نیست

(۵) ترجمہ قلب مصہرین :- دوست! چونکہ بہت زیادہ مست اور اپنے دھن پر مغرور اور بے پروا یا نہ گذرا تو اس کی رفتار کی مستی و پریشانی فی اس کے سر سے دستار گرا یا ہی جاسکتی تھی یعنی وہ اس انداز سے چل رہا تھا کہ قریب تھا کہ دستار سر سے اتر جائے،  
 (۶) ترجمہ :- کیا تاؤں! اس کے ہجر کے غلبہ اور شدت نے عشاق پریشان حال کے ساتھ کیا کیا دس یہ سبھو کہ بابوسی کی ایک ہوا چلی اور دلوں کے دفتر پر ہو کر گذر گئی (یعنی تمام آدموں پر پانی پھو گیا اور دل پر ایک بابوسی کی کیفیت چھا گئی)  
 (۷) ترجمہ :- آج کی رات پھر نظیری اس (دوست) کے کوچہ کے کتے کے ہمراہ ہے (اسی لئے تو) میں نے اس کی ایسی شان و شکوہ دیکھی کہ گویا حمید یا دارالگذا (یعنی دوست کے سگ کو چہ کی ہمراہی تھی) بابرکت اور قابل فخر ہے اگر خود دوست کی ہمراہی حاصل ہو جائے تو پھر عروج کا کیا پوچھنا)

\*\*\*

بھر :- مضارع نشن اخرجت من مقصور ارکان و قطع بشل ۵ (ت)

(۱) ترجمہ :- ہمارے شہر میں عشق کی بدولت محتاجی رہا تو، نہیں رہی بلکہ کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں سینکڑوں تخت و تاج نہ ہوں  
 یعنی ہم عشق کی بدولت درویشی میں شاہی کرتے ہیں خواہ میر در کہتے ہیں ۵  
 اسے درد بدولت فیزیکی میں جا ۵ در کسوت بندگی خلائی کر دیم

(۲) ترجمہ :- (عاشق کی) پریم نہ کم (مثنوی کی) مشکین پیشانی کے بدلے فروخت کیجا سکتی (الحمد للہ) دفا کا کار بار ابھی (ایسا بے دواج نہیں ہوا کہ دفا کی کوئی قیمت ہی نہ ملے یعنی عاشق کی اشکبار آنکھوں کو دیکھ کر دوست کی پیشانی پر بوجہ عتاب شکن پڑ جاتی ہے یہی اسکی قیمت ہی)  
 (۳) ترجمہ :- شراب اور بھول کی ہنسی سے (بھی ہماری) طبیعت غفلت نہیں ہوتی (بس اب) روئے کے سوا غم دل کا (اور کوئی) علاج نہیں  
 اشارہ :- بھول کے کھلنے اور صراحت کی آواز کو خندہ سے تعبیر کیا ہے۔

(۴) تشریح بڈ زجاج "شیشہ کچھ" ترجمہ :- ایک شہر (کا شہر) ہمارے (دل کے) شیشہ پر پھرا رہا ہے (اور حیرت ہے کہ پھر) کسی کے پاؤں میں کچھ کا شہر نہیں لگا دیں ہم پر سب نے وطن و نشین کی بوچھاڑ کی مگر ہم نے کسی کو آزار نہیں پہنچوایا اگر دوسرے مہر

کس زیر چرخ تو سن آزادی نتاخت ۵ تاراج می کنند برابے کہ تاج نیست  
 مخطر رسانده ایم بهر سبیل ۶ آفت رسید و راعم باج و خراج نیست  
 از نو تن روزگار نظیری گداختیم ۷ این باد و راعم باج نیست  
 شور چین ز نغمه آزادی من است ۸ روستے شلفہ سحر از شادی من است  
 میخانه ام ہوئے بہارم کشادہ اند ۹ ہر جا خرابی ست ز آبادی من است  
 پیہوشیم بجلوہ گر گستاں برد ۱۰ من بیلیم کہ نگہت گل بادی من است  
 بے ذوق عشق کاربساں نمی رسد ۱۱ شاگر در عشق بودن از اسادی من است

کو اول کے لئے علت قرار دیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ یہ لوگ ہمارے شیشہ دل کو اس لئے توڑ رہے ہیں کہ ان کے پاؤں میں نشتر  
 ز باج نہیں لگا، کچھ کے پاؤں میں جھینے سے سخت تکلیف ہوتی ہے یعنی ابھی یہ لوگ آزاد عشق سے ناواقف ہیں اسلئے ہمیں طاقت کر دینی  
 (۵) "تشریح: "توس" گھوڑا "تاج" مراد بدبہ شاہی، ترجمہ: کسی شخص سے اس آسمان کے نیچے اس پر آزادی نہیں دوڑایا  
 (یعنی سب گرفتار مصائب میں ہیں لیکن اس پر کوئی تعجب کرنے کا موقع نہیں اس لئے کہ جس راستہ میں تاج (شاہی کاروبار) نہیں ہوتا  
 (دہترن) ہوتا ہی کرتے ہیں (یعنی سلطان عشق کی پناہ میں آئے بغیر راعم سنی کا پر امن ہونا اور فلک کی دستبرد سے بچنا ناممکن ہے)  
 (۶) "تشریح: "خط پروانہ و انگڑائی" سلم درست "باج و خراج" ٹیکس، محصول، لگان، ترجمہ: ہم نے پروانہ و انگڑائی  
 (شاہی) درست چمروا حاصل کر لیا ہے کہ آفت زدہ شخص کو ٹیکس وغیرہ کا کچھ لکھا نہیں ہوتا۔ توضیح: رعایا جب کوئی آفت  
 آ پڑتی ہے تو بادشاہ محصول معاف کر کے معافی کا پروانہ دیدیا کرتے ہیں اسی اصول کے تحت کہتا ہے کہ ہم نے بھی حال زندگی پر آفت عشق نازل ہو  
 (۷) ترجمہ: اسے نظیری آزادی کے فوٹو دے تو ہم راہٹ (ٹھٹھ) گئے رچ یہ ہے کہ یہ شراب کسی مزاج کے موافق نہیں، دینی  
 دنیا اور اس کا پیش ساز کھا نہیں اسلئے اس کو ترک کر دینا ہی بہتر ہے۔

۱۲۰۰

بحر: ہضار عشق اور یکفون مقصور ارکان و قطع: شل ۵ (د)

(۱) ترجمہ: میرے (ہی) نغمہ آزادی کی وجہ سے جن میں شور مچا رہا ہے اور میری ہی خوشی کی وجہ سے صبح کا چہرہ کھلا ہوا ہے  
 (یعنی جن میں بلبلوں کا شور اور صبح کا نور ہمارے نغموں کی حکایت اور شادمانی وصل کا اثر ہے)  
 (۲) ترجمہ: میں (مجم) ایک میخانہ ہوں کہ مجھ کو دقت و قدرے موسم بہار کی خوشبودارے آغاز کے ساتھ ساتھ کھول دیا پس  
 اب جس جگہ ویرانی ہے میری آبادی کی وجہ سے یعنی اس میخانہ کا دروازہ کھلتے ہی عالم خرابات کا مجموعہ بن گیا مراد یہ ہے کہ  
 میرے کیف آؤ نغموں نے سب کو مست و بختور بنا دیا)

(۳) "تشریح: "پیہوشیم" میں ہم فیض مفعولی ہے "ہادی" بہتر ترجمہ: پیہوشی مجھ کو بارغ (حسن) کی جلوہ گاہ کی طرف لٹکا رہی

۱۲۰۰

عشق نویدِ زندگی جسادوں دہ ۵ آں چشمتہ کہ گم شدہ دروادی من است  
گردوں البشق زانچہ طالع نوشت ۶ نیک اخترے نشانہ ہوا دی من است  
حسرت برم ہمیشہ نظیری ز صید گاہ ۷ زین خوئے رحم کافت صیادی من است  
بحرف اہل غرض قرب و بعد باندست ۸ دل شکستہ مارا ہزار پیوند است

اگوا میں ایک بل ہوں کہ بچوں کی خوشبو میری رہنمائی کر رہی ہے (یعنی جس طرح گھٹ گل بلن کو چمن کی دعوت دیتی ہے اسی طرح بیخودی عشق مجھ کو جلوہ گہ یار کی طرف بلا رہی ہے)

(۴) "تشریح": "کاربساں رسیدن" اسباب کا رہ گیا ہونا۔ انجام پانا۔ ترجمہ: عشق کے ذوق کے بغیر (کوئی) امراد پوری نہیں ہوتی (پس) بے شمار عشق بجا نا میری (کمال) استادی کی وجہ سے ہے (یعنی میں نے بڑی استاد سے کام لیا کہ عشق اختیار کر لیا)۔ اشارہ ۱۰۔ استادی اور شاگردی میں شبہ تھا دہے۔

(۵) ترجمہ: عشق مجھ کو دائمی زندگی کی خوشخبری دے رہا ہے (یعنی) وہ چشمتہ (حیات) جو گم ہو گیا ہے (حتیٰ کہ سکندر تک کو: ملا، میری وادی (رہنمائی) میں ہے (یعنی) وہ چشمتہ عشق حقیقی ہے)

(۶) "تشریح": "زانچہ طالع" وہ نقشہ جو مولود کا طالع دیکھنے کے لئے قواعد نجوم کے مطابق پر کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: آسمان نے میرے طالع کا زانچہ طالع کے ساتھ لکھا ہے (یعنی) وقتِ ولادت میرے طالع سے آثار عشق ہویدا ہو گیا ایک بہت ہی سعادت مند و ستارہ میری پیدائش کے ساتھ ساتھ نمودار ہوا (یعنی یہ میری بڑی خوش نصیبی ہے)

(۷) "تشریح": "صیادی" میں پائے مصدری ہے۔ ترجمہ: اسے نظیری میں ہمیشہ (اپنی اس) عادتِ رحم کی وجہ سے جو میری صید افغانی کے لئے آفت ہے (شکار گاہ) (تجلی) اسے حسرت کے ساتھ واپس آتا ہوں (یعنی) درختِ قلب کی وجہ سے میں ناکام رہتا ہوں)

ویگرہ ہمیشہ دوست کے شکار گاہ سے میں اس کی عادتِ رحم کی وجہ سے جو میرے صیاد کی صیاد کیلئے آفت ہے، حسرتِ قتل بیکر واپس آتا ہوں (یعنی) دوست بوجہ رحم مجھے قتل نہیں کرتا جس کی مجھے حسرت رہتی ہے مگر اس صورت میں صیادی من کے درمیان ایک مضاف اور محذوف ماننا پڑے گا (یعنی صیاد من)

بمحر۔ مجنت من غصبون مقصور کن  
ارکان تقطیع: بل شک دت

(۱) ترجمہ: اگرچہ غما میں ہمارا قریب آنا یا دور رہنا تعزفندوں (رقیبوں) کی بات پر موقوف ہے مگر دیر دہا ہمارے ٹوٹے ہوئے دل کو دوست کے ساتھ، ہزاروں نگاہوں (یعنی رقیبوں) کے ڈر سے گو میری اور دوست کی ملاقات نہیں ہوتی مگر دونوں میں لگاؤ موجود ہے)



ازاں دم کہ بحسرت فکندہ دیدن او ۲ نلکہ بگوشتہ چشم ہنوز در بند است  
 نظر دلیر نشد تا مرزہ پیش آمد ۳ حجاب اگر برکاست کوہ الزہ است  
 دو چشم ساکن بیت الحزن بن گریہ ۴ کہ من اسیر بقیہ قوم او بفزند است  
 دراز دستی حسن کہ گل بکیم ریخت ۵ کہ تا بدامنم از حبیب ز نکر خند است  
 بکینہ جوئی افلاک عشق نے بازیم ۶ کہ ہر کہ دشمن باشد بدوست اند است  
 نہ عیب تست کہ بیگانہ وارے گزنی ۷ کے کہ زد و گسل نیست دیر ہونداست

(۲) ترجمہ :- اس وقت سے کہ اس (محبوب) کے دیدار نے مجھے حسرت میں مبتلا کیا ہے اب تک میری نگاہ انہ کے گوشہ میں بند ہے (یعنی میں اس کے سوا کسی کو نہیں دیکھنا چاہتا مگر اس کے دیکھنے کی بھی حسرت رہ جاتی ہے)

(۳) تشریح :- ”نظر دلیر شدن“ نظر بلند ہونا، نظر جتنا ”الوہ“ نام کوہ بلند و درواری مدین۔ (ترجمہ :- ابھی محبوب کے چہرہ پر میری نظر بھی نہ تھی کہ بلیکس سامنے آ گئیں یعنی پلک جھپک گئی اور باعث دل گرانی ہوئی کیونکہ اگر کھاس کا ایک تنکا بھی حجاب نجاست تو وہ بھی الوند پہاڑ معلوم ہوتا ہے یعنی بوقت دید بلیکوں کا بند ہو جانا بھی ہم کو بہت شاق گذرتا ہے)

(۴) تشریح :- ”ساکن بیت الحزن“ ساکن غمنا نہ مراد یعقوب علیہ السلام۔ (ترجمہ :- غم خانہ میں بیٹھنے والے یعقوبؑ) کی دونوں آنکھیں میری حالت پر آنسو بہا رہی ہیں اس لئے کہ میں دوست (کے دام عشق) کا اسیر ہوں اور وہ بیٹھ کے دام محبت کا ذیعی میری حالت بہت زیادہ قابل حسرت و افسوس ہے گویا یعقوبؑ میرے حال زار پر گریہ و زاری کر رہے ہیں یا اس امر پر گریہ کر رہے ہیں کہ میں بھی اسیر معشوق کیوں نہ ہوں، مراد یہ ہے کہ میرا معشوق فرزند یعقوبؑ سے زیادہ حسین ہے)

(۵) ترجمہ :- (یہ کس شوخ) کے حسن کی دراز دستی نے میرے گریبان میں پھول لگا دیا کہ دیر پہراہن (گریبان سے لپکے دامن تک ہنس رہا ہے۔ توضیح :- یعنی چاک گریبان بڑھتے بڑھتے دامن تک آ پہنچا ہے یہ کسی شوخ حسین کے عشق کا اثر ہے۔ پھول زینت کے لئے گریبان میں لگاتے ہیں پھر پھول کی چاک گریبان کی اور عاشق کے چاک پہراہن میں مناسبت ظاہر ہے اور اس کو خندہ سے تعبیر کرتے ہیں اور بھی طرفی ہے۔

(۶) ترجمہ :- ہم آسمان کی دشمنی و کینہ وری سے (بھی) محبت کرتے ہیں اس لئے کہ جو ہمارا دشمن بنا دہاے (محبوب کے مشابہ ہے یعنی فلک کا شیوہ بھی محبوب کے مشابہ ہیں آواز پہونچا تا ہے اس لئے اس کی عداوت سے بھی ہم کو محبت ہے ۷ کب فلک کو یہ سلیقہ نہ نگاری میں ۸ کوئی معشوق ہے اس پر دہنگاری میں

(۷) تشریح :- ”زود گس“ جلد قطع تعلق کرنے والا۔ ”دیر پیوند“ دیر میں تعلق جوڑنے والا۔ (ترجمہ :- راسے دوست!) اگر تو اجنبی شخص کی طرح دہما ز پاس سے (گذر جاتا ہے) اور ہماری طرف تو جہنمیں کرتا، تو یہ سے کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ تعریف کی بات ہے اس لئے کہ جو شخص جلد دھٹکتے والا نہیں ہوتا وہ دیر میں مٹتا ہے (اور جو جلد دھٹکتا ہو وہ جلد ہی مٹ جاتا ہے)

بیا کہ ان سے پارینہ تلخ کام تریم ۸ اگر تو زبر چکانی بکام باقند است  
 ہم ترانہ آفاق را زبر دارم ۹ بگو شمع آنچه نئے گرد و فنا پنداست  
 نظیری از تو بجان کند نسبت لب بکشا ۱۰ بایں قدر کہ بگوئی بحیر خورند است  
 دل کہ جمعیت غم از بے سرو سامانی نیست ۱۱ فکر جمیعت اگر نیست پریشانی نیست  
 بیضہ در خیال شہباز نہد طایر ما ۱۲ در فضائے کہ منم ہاں پر افشانی نیست  
 گر کنم یاد زجت خانہ مرا غیب کن ۱۳ ہر کر امہر وطن نیلست مسلمانی نیست

(۸) ترجمہ :- (اے دوست!) چلا آ اس لئے کہ شراب رکھنے، پینے کی وجہ سے ہمارا خلق بہت کڑوا ہو رہا ہے تو اگر زبردشتنام، بھی ہمارے خلق میں پڑگا دے گا تو وہی ہمارے لئے، قدر ہے شراب کے بعد فضل کی ضرورت ہوتی ہے تو کیا اچھا ہو اگر تیرے عتاب و دشنام کا نقل میں میسر ہو جائے)

(۹) التشریح :- آفاق "جمع افق" کنارہ آسمان۔ عالم کو چونکہ کنارہ آسمان محیط ہیں اس لئے عالم پر آفاق کا اطلاق ہوتا ہے۔ زبر حفظ ترجمہ :- دنیا بھر کے تمام انسانے مجھے حفظ یاد ہیں مگر میرے کان سے جو چیز آشنا نہیں ہوتی وہ (ناصح) کی نصیحت ہے (یعنی عشق کے معاملہ میں نصیحت ناصح ناگوار ہوتی ہے چنانچہ غالب کہتے ہیں ۷)

حضرت ناصح گزائیں دیدہ دل فرش راہ ۱۰ کوئی مجھ کو یہ تو مجھادو کہ مجھائیں گے کیا!  
 (۱۰) ترجمہ :- (اے محبوب!) نظیری تیری (نامراضی اور غماض کی) وجہ سے جان کنی کی تکلیف میں مبتلا ہے (خدا کے لئے) لب کھول صرف تیرے تنہا کہہ دینے پر کہ مرے "وہ خوش ہے" (یعنی انتہائی اہم سے تاکہ اس کی جان آسانی سے نکل جائے)

\*\*\*

بحر :- رمل مثل تجویں مقصود کن ارکان تقطیع :- مثل لے دت

(۱۱) التشریح :- تاکہ "یعنی اگر حرف شرط جمعیت" سکون دل، اطمینان۔ ترجمہ :- دل اگر مطمئن ہے تو بے سرو سامانی کا کچھ غم نہیں رکھو، اگر جمیعت و اطمینان کی فکر نہیں ہے تو کوئی پریشانی نہیں رہی، اگر دل مطمئن نہ ہو اور دولت دنیا حاصل ہو تو زندگی سراسر محو و پریشانی ہے!

(۱۲) ترجمہ :- ہمارا طائر (دل) شہبازِ رقیبا کے پنجہ کو آشیا نہ بنا کر اس میں بیضہ دیتا ہے، جس فضا میں ہوں اس میں پرواز و پھر پھڑکنے کی ضرورت نہیں۔ اشارہ :- استغناء اور علوِ عظمت کو بیان کرتا ہے کہ ہم جدوجہد کے دائرے سے باہر نکل چکے ہیں۔

(۱۳) ترجمہ :- اگر میں بت خانہ کو یا کروں تو اسے شیخ حرم! مجھ پر حرف گیری نہ کر اس لئے کہ جو شخص وطنِ راضی سے محبت نہ رکھتا ہو وہاں نہیں کہ گفتہ اندھیل وطن حسن الایمان بلکہ حضرت غالب تو اس کو اصل ایمان قرار دیتے ہیں ۷

وفاذاری بشرط استواری اہل ایمان ہے ۱۰ میرے بتخانہ میں تو کوئی نہیں گاؤں و برہمن کو

لا ابالی شو و در یاب فرا تخی نشاط ۴ چند در تنگی مشرب کہ فراوانی نیست  
 نیست لذت ز نظر بازی بزم کہ درو ۵ خندہ زیر لب و گریہ پنهانی نیست  
 ترک ادب و بتاج سمر جم و دختر اند ۶ بیج سرنیت کش ایں نیل پیشانی نیست  
 بر در غلوت پایہ ہماے بخشند ۷ ہد ہدے را کہ بسر تاج سلیمانی نیست  
 طبل درویشی بایر و رجا وید زوند ۸ بر لب بام بجز نوبت سلطانی نیست  
 صحبت آئینہ طبعاں بدے تیرہ سود ۹ در چنیں بزم گئے جائے گرا نجانانی نیست

(۴) (تشریح)۔ "لا ابالی" ضیعہ و احدہ مستلک مضارع منفی از مبالاۃ، فارسی میں یعنی بے نیاز و بصورت اسم صفت مستعمل ہے۔ "چند در تنگی مشرب" کے بعد "بانشی" کہ "کے بعد لفظ "درو" محذوف ہے۔ ترجمہ:۔ (رسوم و قیود سے) تو بے نیاز ہو جاو و سرت و شادابی کی فراخی حاصل کرے تو تک تک مشرب و مسلک کی تنگی میں (پھینسا) رہیگا کہ جس میں وسعت (بالکل) نہیں۔

(۵) (ترجمہ)۔ اس محفل کی نظر بازی میں (بالکل) لطف نہیں، جس میں (دوست کا) آہستہ مسکراتا اور (عاشق کا) چھکرونا نہ پایا جائے (یعنی بغیر عشق کے کسی محفل میں کوئی لطف نہیں)۔

(۶) (ترجمہ)۔ ادب و بخت کی کلاہ درویشانہ (خیالان قدر) نے (جشید کے سر کراچ پر دہی) سی دی ہے (یعنی عروج شاهی کو بھی بالا خر زوال ہے چنانچہ) ایسا سر کوئی نہیں جس کی پیشانی پر اس نیل (دفا) کا داغ نہ ہو (کل شئی ہا لک الاوجہ) یعنی ذات قدیم کے سوا سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں،

(۷) (تشریح)۔ ہد ہد ایک پرندہ کا نام، ہندی میں گھٹ بڑھیا کہتے ہیں حضرت سلیمانؑ کا پیغام بلقیس کے پاس ہد ہدے کے گریا تھا یعنی ان کا ادنی خادم تھا۔ ترجمہ:۔ ہمارے غلوت خانہ کے دروازہ پر (ہمارے خدام کا رنگین قضا) اس ہد ہدو ہما (کا مبارک) بازو عطا کر دیتے ہیں، جس کے سر پر تاج سلیمانی نہیں ہے۔ توضیح:۔ ذکر ہد ہد و سلیمانؑ سے ان کے قصد کی طرف تلمیح ہے مراد یہ ہے کہ ہلے فیض سے ناقص لوگ ایسے کامل ہو جاتے ہیں کہ وہ دوسروں کی تکمیل کر دیتے ہیں، خواجہ صاحب فرماتے ہیں:۔

آنچه ز رمی شود از پر تو آں قلب سیاہ : کیسائے ست کہ در صحبت درویشان ست

(۸) (ترجمہ) قلب مصرعین:۔ (کا رخ شاهی کے) بام پر تو صرف (چند روزہ) نوبت رکھی ہوئی ہے (مگر، ہماری سلطنت، بغیری کا فقاہہ (دفا) چچان قضا و قدر نے) دوام و ثبات کے دروازہ پر بجا پایا ہے۔ توضیح:۔ یعنی عروج دنیوی جلد زائل ہو جائے والا ہے، حافظ کہتے ہیں:۔

دولتے را کہ نباشد غم، سبب زوال : بے تکلف نشود دولت در دیشان ست

(۹) (تشریح)۔ "یمنہ طبع" اسم فاعل ترکیبی یعنی صاف باطن، گرا نجانانی "کدورت طبع" ترجمہ:۔ صاف دل لوگوں کی مجلس ذرا سی بات میں مکدر ہو جاتی ہے (پس اس کا خیال رکھو کہ) ایسی محفل میں گرا نجانانی کا موقع نہیں ہے (یعنی محفل عرفائے آداب کا لحاظ رکھنا چاہئے) اسی مضمون کو پہلے یوں ادا کیا ہے:۔

چوں روی بصحت نیکان گراں سباش : جایست اگر بصدور دہند آستان طلب :-

تو بمصری مصری و من مجنون را ۱۰ نبردشوق برآں کو چہ کہ ویرانی نیست  
 از فسون دلی چشمان سیاہی کز تراست ۱۱ صد نظیری نگاہ افشانی نیست  
 محبت تو بہر دل نشست کین نشست ۱۲ دے بہر کہ نشستی دگر غین نشست  
 بچھے کہ تو دامن بر بخش افشاندی ۱۳ گس زنجی عیشم بر انگین نشست  
 ہمیشہ گرمی خوئے در آتشم دارد ۱۴ بخون نشستم دال غئے آتش نشست  
 حجاب عشق غبارے میان با میخفت ۱۵ کہ از فشاندن دامن و آستین نشست  
 گرہ بگوشہ ابرو نمک بجانب غیر ۱۶ پیش دشمن خود چیکر جنین نشست

(۱۰) ترجمہ :- تو شہر کی آبادی میں ہے اور مجھ دیوانہ کو عشق اس کو چیریں (دبی)، نہیں لیسا تا جس میں ویرانی نہ پائی جائے۔

توضیح :- یعنی یوسف چہرہ دوست باہی مصر میں ہے اور ہم اس کے عشق میں ویرانہ طلب ہیں۔ یہ بین تفاوت رہا دگر کجاست تا کجا۔

(۱۱) ترجمہ :- اسے دوست باہری ان سیاہ آنکھوں کی جادوگری سے تلو نظیری ایک نگاہ میں پھانس لینا دیگی، ارزانی نہیں ہے بلکہ گرانی ہے یعنی تلو نظیری ملکہ بھی تیری ایک نگاہ کی قیمت ادا نہیں کر سکتے مراد یہ ہے کہ تیرے چشم سحر آلود ایک ایک نگاہ تلو تلو نہیں بلکہ ہزار ہزار عاشقوں کو دام عشق میں گرفتار کر سکتی ہے)

بہارِ عشق

بھر :- جنت مشن محسوس مقصور ارکان و قطع بشل (ت)

(۱) ترجمہ :- (اے دوست، جس دل میں ایک دندہ تیری محبت جاگزیں ہوگی، پھر کبھی اس میں کینہ نہیں بیٹھا، اور جس کے ساتھ تو ایک لمحہ کے لئے بیٹھ گیا پھر وہ زعفران، انگین نہیں ہوا (یعنی تیرے عشق دل کو کینہ سے پاک کر دیتا ہے) اور تیرا اصل دائمی نشاط کا موجب ہے) (۲) "نخش" حاصل مصدر از رخیدن "عیشم" میں "میم" انگین "کا معنای ایہ ہے۔ ترجمہ :- جس شخص میں تو نے خفگی کے ساتھ دامن جھٹک دیا تو زندگی کی تلخی (اتنی بڑھ گئی کہ اس) کے باعث کبھی میرے شہد پر نہیں بیٹھی داتا بہ دیگر سے چہ رسد یعنی تیری خفگی ہمارے لئے سوہن روح ہے)

(۳) ترجمہ :- مجھے ہمیشہ دوست کی آنکس مزاجی آگ میں جلائی ہے (حتیٰ کہ) میں خون دیدہ ہوں دُوب گیا مگر دوست کی وہ شعلہ مزاجی کم نہ ہوئی (غالب کا شعر ہے) نہ شعلہ میں یہ کرشمہ نہ برق میں یہ ادا کوئی بناؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہے)

(۴) ترجمہ :- عشق کے حجاب و پردہ نے ہمارے درمیان وہ غبارِ دودی پیدا کر دیا کہ جو دامن اور آستین کے چھٹنے سے نہ دبا۔

(یعنی عشق خود عاشق و مشوق کے مابین ایک حجاب ہے جس کا منشا دودی ہے اور اس کا دور کرنا ہمارے بس سے باہر ہے)

(۵) ترجمہ قلب مصر عین :- (اے دوست، کوئی شخص آج تک اپنے دشمن کے سامنے دیگی، اس طرح نہیں بیٹھا ہو گا جس طرح کہ تو عاشق کے سامنے بیٹھا ہے) کہ اگر دیر پرل پڑے ہوئے ہیں اور نگاہ رقیب کی طرف ہے۔

تو میری ومن از اضطراب می میرم ۵  
 چنان گرائی خویش از دلت سبک بردم ۷  
 غمت ندیده رہ خانه نظیری را ۸  
 عشق ست که علم و جہاں مختصر اوست ۹  
 صدر از نرم در صفت اندیشہ نشسته ۱۰  
 بیگانگیش بار و ہدایت شک نداشت ۱۱  
 یاد آدریش راہ نماید بوحالش ۱۲  
 کے بحال چنین روز واپسین نشست  
 کہ از سجود تو ام گرد بر جبین نشست  
 کہ چون بہانہ خوئیہ تو در کین نشست  
 مجموعہ احوال دو عالم خبر اوست  
 حزین دل آگاہ نشین از نظر اوست  
 ایں تخم بہانست کہ طوفان ثمر اوست  
 ایں خانہ بہانست کہ امید در اوست

(۵) ترجمہ :- اسے دوست (۱) تو جا رہا ہے اور میں اضطراب سے مر جا رہا ہوں کوئی ایسی حالت جس موت کے دن بھی مبتلا نہ ہوا ہوگا جیسی حالت میں میں دیر دوست کے دن مبتلا ہوں سے ہی روی و گریہ می آید مرا یہ سائے بنشین کہ باران بگذرد)

(۷) ترجمہ :- اپنی پیشانی کے بار کوئیں سے ایسی چھتری کے ساتھ تیرے دروازہ سے ہٹا دیا کہ تیرے دم ستا نہ پر سجدہ کرنے سے میری پیشانی پر گر دے (یعنی) نہیں لگی رہتی آستانہ دوست کے لئے ہمارا سر بھی باعث تنگ ہے اس لئے دوست کی نگاہ کی خیال سے ہم نے اس کو آستانہ سے فوراً ہٹا لیا۔

(۸) ترجمہ :- تیرے غم (عشق) نے نظری کے گھر کے دروازہ کو نہیں دیکھا کہ تیری عادت کی جلا سازی کی طرح گھات میں نہ لگ گیا ہو (یعنی غم عشق میراث ان پاتے ہی میری گھات میں لگ گیا ہے)

\*\*\*

بکھر بہ ہرج منن اخربک غوف مقصور  
 ارکان و تقطیع : مثل ۱۹ (ت)

(۱) ترجمہ :- یہ عشق ہی ہے کہ دونوں عالم کی تفصیلات اس کا خلاصہ ہیں اور ہر دو عالم کے حالات کا مجموعہ اس کی ایک حکایت ہے (یعنی مرتبہ عشق بلند و مرتبہ ہے دونوں عالم اور اسکی تفصیلات کتاب عشق کا ادنیٰ اشارہ ہیں)

(۲) ترجمہ :- میرے سلسلہ تصور و خیال کے انتظام میں سینکڑوں دھواؤں ہوں گے اور ہر بیٹے ہوئے میں دیکھ جھکے کوئی خطرہ نہیں اس لئے کہ میرے ہوشیار دل کا تعویذ و دست کی نظر رحمت کا ہے (یعنی خدا کی رحمت جبکہ شامل حال ہے تو ان ہر ہر نون سے جھک کو کوئی گھٹنا نہیں)

(۳) ترجمہ :- اُس محبوب اسے بے تعلقی کا ٹھہرا اشک ندامت ہے اور یہ وہ تخم ہے کہ جس کا ٹھہرا طوفان نوح ہے (مراد یہ کہ خدا کی لگن دل میں ہر وقت لگی رہتی چاہئے ورنہ حسرت و ندامت کے آنسو طوفان نوح پر پا کر دیتے ہیں)

(۴) ترجمہ :- اور اس کی یاد دہری اس کے (حیرم) وصال کا راستہ بتاتی ہے اور یہ وہ گھر ہے کہ جس کا دروازہ ابد ہے (یعنی جو کسی یا دکر آتا ہے اور وہاں سے مایوس نہیں ہوتا تو ضرور کامیاب ہو جاتا ہے عربی کی مثل ہے من قریع بانا و بکرم و بکرم یعنی جو شخص

گر ناخوشت از جابر دجائے نگہدار ۵ کاں دل کہ زناوک نہر اسد سیرا دست  
گر زمر ممرہ ز نذرت از پے آں رو ۶ کاں دل کہ ز جارفیت ہشتن گزرا دست  
گرباں ز گلستان جہان رفت نظیری ۷ ہر لالہ کہ از خاک مد چشم ترا دست  
نشاط عید گدا عجب بادشاہ شکست ۹۴ شہد از معالقتہ ہیں بر رخ قبلا شکست  
چنان بیک دگر آئینہ تخت و ندیم ۲ کہ شیشہ مست در آغوش پارسا شکست  
رئیس قاضی و مفتی بر قص بر جہتند ۳ نشاط ناؤ و دل شرم دوستا شکست

برابر دروازہ پر دستک دیتا رہتا ہے وہ ضرور داخل ہو جاتا ہے

(۵) تشریح: "ناخوش" حال از ضمیر خطاب منصوبی۔ یا یعنی مگر ناخوش مراد دشنام پہلی صورت میں برد کا فاعل ضمیر راجع بسوئے دوست اور دوسری صورت میں فاعل ناخوش ہے۔ ترجمہ: اگر دوست! تجھ کو ناراض کر کے دیا دوست کا کوئی برا لفظ بھوکو، اپنی جگہ سے ہٹائے تو تو اپنی جگہ قائم رہنا اس لئے کہ جو دل دوست کے تیسرے نہیں ڈرتا وہی اس کے لئے ڈھال ہے، یعنی کسی حال میں بھی آستانہ دوست کو چھوڑنا نہ چاہیے، صبر کرنا چاہیے آئندہ راحت نصیب ہوگی عربی مثل ہے، "صبر صبر طفی" صبر کرنے والا کامیاب ہو جاتا ہے۔

(۶) ترجمہ: اگر کوئی رشتہ کاراگ تیرے متاع دل پر ڈاک ڈالے تو تو اس کے پیچھے چل اس لئے کہ جو دل اپنے مقام سے گزریگا اس سے اجتناب (موجب کے) گذر گاہ پر ہے (یعنی عشق کو متاع صبر و قہر کو ٹیلا ہے مگر جو اسکی پیروی کرتا ہی اسکو منزل دوست تک پہنچا دیتا ہے) (۷) ترجمہ: (معلوم ہوتا ہے کہ) نظیری باغ عالم سے روتا ہو گیا ہے (کیونکہ) جو گل لالہ زمین آگتا ہے وہ اس کی چشم تر (معلوم ہوتا ہے) (یعنی وہ دنیا میں ناکامیوں پر غم کے آنسو روتا رہا ہے کہ مرنے کے بعد زمین سے اٹھنے والے لالہ کے پھول اس کی خون آلود آنکھوں کے نشانات ہیں)



بحر و جہت شش محسبون مقصور ارکان و تقطیع شش (۵) (د)

(۱) ترجمہ: فقیر کی عید کی خوشی نے بادشاہ کے کبر و غرور کا سر نہچا کر دیا (چنانچہ وہ گدا کے ساتھ، گے ملکر الگ ہوا اور قبائلی لشکریں توڑ لیں تو جھجج۔ قبائیں کمر کے حصہ میں شکر ڈالے جاتے ہیں مراد یہ ہے کہ روز عید عائشہ گدا کے ساتھ ایک صفت میں کھڑا ہو گیا اور دعا لے رہی تھی کہ قبائیں کے لشکر بگڑ گئے۔ یا مراد یہ ہے کہ مردان باقدار کے سامنے بادشاہوں کا بھی سر جھک جاتا ہے۔

(۲) ترجمہ: (اور آج) شیش (حرم) اور ندیم (دیکھو) آپس میں اس زور سے ہنسی کر رہے ہیں (ندیم) مست کی بوتل دیشیج، پارسی کی آغوش میں ٹوٹ گئی (یعنی آج پارسانے بھی طریق زندگی اختیار کر لیا)

(۳) ترجمہ: قلب مصرعین: آج ہماری محفل کے اہل اور بانسری نے دیہاتیوں کی شرم کو (بھی) دودھ کر دیا (چنانچہ) رئیس تافہی شہر (دوستی سب ناچ رہے ہیں مراد واضح ہے)

(۴) "تشریح" - "مبادا" کے بجائے ایک نسخہ میں "سافر" ہے اس صورت میں غلطو دہی سے ماضی کا عمل ہے "مبادا" کے ساتھ متغیر مضارع "آتا" اور مضارع قرار دینے کی صورت میں شعر و زن سے گر جاتا ہے۔ ترجمہ دہا ایسا نہ ہو کہ جان کے پیچھے قربانی کی آنکھ بھی جلی جائے اس لئے نگاہ نے اپنے پاؤں قلم کر دیئے تاکہ اسکی بے باق قتل ہو ورنہ ہو سکے دیہی گو جان نکل جی ہے مگر نگاہ بے باق قتل ہو جان نہیں ہوئی۔ قربانی کے جانور کی آنکھ کھلی رہ جاتی ہے،

(۵۱) ترجمہ ۱۔ اُس کو چہرہ اجاں ہیں (اِس کی مہر و غمایہ کے صناعت) ٹوٹے دل کو ایسا درست کر دیتے ہیں کہ خود تم نہ پہچان سکو کہ کہاں سے ٹوٹا ہے یعنی دوست کی ایک نظر گرم گزشتہ تمام غموں کو بھُلادیتی ہے !

(۶) ترجمہ:- سکندر آئینہ بنا کر بھی آب حیات کا پتہ نہ لگا سکا (اور یہاں ہمارے) سیکرہ کے مٹی کے پیالہ نے جامِ جہاں نملےت جہشید کی قدر رکھادی۔ توضیح:- شہنشاہِ کج سکندر آب حیات کی طلب میں خضر کے ساتھ نکل تھا مگر نام کام رہا حالانکہ وہ آئینہ کا موجود ہے یعنی آئینہ تو بنا سکا مگر آب حیات نہ پاسکا، اور ہم کج بوجہ عشق و شرف حاصل ہے کہ ہمارے جامِ سفالین کے آگے جامِ جہشید کی بجلی کو کوئی حقیقت نہیں یعنی ہماری نظریں عروج و دنیا پر جم ہے اس لئے کہ ہم کو عشق کا آب حیات مل چکا ہے۔

۱۶) تشریح: "فطر" روزِ کثی، صدقۃ الفطر، ترجمہ:- روزِ کثی کے لئے صدقۃ الفطر میں (بجائے غلہ کے) فروش پر میکہ و نئے شراب دی، تو گداؤں کا اتنا جوہم ہلکا کہ ایک گدا نے دوسرے گدا کے پیالہ کو حسد کی وجہ سے توڑ ڈالا، حالانکہ گدا احمدیہ پاک ہوتے ہیں، یعنی شراب چیز ہی ایسی ہے کہ جس پر گداؤں کو بھی حسد ہونے لگتا ہے)

(۸) ترجمہ - زمانہ کے مزاج میں اس قدر بچپن آگیا ہے کہ استاد نے (جو بچوں کو ادب سکھاتا ہے) خود شوخی و تمسرات پر کرباندہ لی اور آلہ تادیب و قہار یعنی عصا کو توڑ دیا (یعنی روزِ عیدِ میل ہے ہر شخص کے مزاج میں شوخی آگئی ہے)؛

(۹) ترجمہ :- آج ہر ایک نے اپنے اپنے حال کے مطابق تو یہ توڑی (چٹا پنجر) نظیری نے خم تراب سے تو یہ کر رکھی تھی اس نے وہ توڑی اور صفاتی نے حرص و ہوس (یعنی زندگی و مادی سبب) سے نوشی و لطف اندوزی ہو گئے)

خمار سے بلیم قفل زدایاغ کجاست ۹  
 نہ عندلیب غزل خواں نہ شاخ گل خندال ۲  
 شکوہ نہ را بہ نغم ابر جامہ در گرد دست ۳  
 یکے بگرد گلستان خویش سیری کن ۴  
 بہ از غنس مرادم بوقت در گرد دست ۵  
 ز شغل کار خودم یک نفس رہائی نیست ۶  
 بخون دیدہ نظیری بساز و بادہ خواہ ۷  
 برائے ذراغ مے بیجو چشم زناغ کجاست  
 ارکان و تقطیع و شل تہہ (دست)

(۱) "تشریح" - "خار" نہ ٹوٹنے کی حالت "ایاغ" پیالہ - ترجمہ :- شراب کے خمار نے میرے لبوں پر قفل لگا دیا، پیالہ شراب کہاں ہے دلاؤ! یعنی شراب خانہ کی کچی گم ہو گئی ہے، چراغ کہاں ہے دلاؤ! کہ اس کو تلاش کریں لیکن کوئی صورت سے نوشی کی ہونی چاہیے تاکہ خار دور ہو اور لب مصروف گویائی ہوں)

(۲) ترجمہ قلب مصرعین :- اس بہار میں، کہ جس میں نہ کوئی بلبل غزل خواں ہے اور نہ کوئی پھولوں کی ڈالی ہنس رہی ہے کسی کا دل و دماغ دھککانے کہاں ہے؟ یعنی اس بہار زندگی میں جو خواں سے زیادہ تہہ تڑکی کو لفظ اندوزی اور گیرش کا خیال نہیں آسکتا، (۳) ترجمہ :- کلی، ایک اسے کپڑے ابر کی تری کے پدے پہن پڑے ہیں (پس) ننگے کو باغ کے عیش کا ساز و سامان کہاں (میسر) ہے (یعنی کلیاں ابھی کھلی نہیں) ناگھنگی کو جامہ گروہونے سے تعبیر کرنا حسن قلیل ہے)

(۴) ترجمہ :- ذرا اپنے باغ (دل) کے گرد بھی گشت لگاؤ اور دیکھو ایک دم رنگا، چھوٹا بھی ایسا نہیں جس میں (حسرتوں کے) لاکھوں داغ نہ ہوں (یعنی جن کے لالوں میں تو صرف ایک ایک داغ ہے اور باغ دل کے ایک ایک لالہ میں لاکھ لاکھ داغ ہیں)

دل ذراغ آتشیں باغ ست آہوں چشم میں :- میں بہارم گر کہیں نہ گریستے بگریستے

(۵) ترجمہ :- میری مراد کی ہزاروں جنسیں وقت و زمانہ کی مرہون ہیں (پس) وہ لمحہ جو صاحب وقت (مرشد) کا کوچ نکالے کہاں ہے؟ (یعنی ایسا رہنما کیسے میسر آئے جو ہمارے دل کی مرادوں کو پورا کر دے)

آنا کہ خاک را بنظر کیا کنند :- آیا بود کہ گوشہ چشمے بمانند

(۶) ترجمہ :- مجھے اپنی مشغولیتوں سے ایک لمحہ کی فرصت نہیں وہ عشق جو مجھے اپنی خودی سے نجات دلا دے کہاں ہے؟

یعنی میں چاہتا ہوں کہ عشق اختیار کر کے خودی و بندار سے نجات حاصل کروں کیونکہ عشق ہی نجات دلا سکتا ہے)

(۷) ترجمہ :- اسے نظیری! اشک خویش کے ساتھ موافقت پیدا کراد شراب (مرغ) نہ مانگ اسلئے کہ سیر دشت کے لئے چشم زار کے شل (مرغ) شراب کہاں ہے؟ یعنی دیوانہ عشق جس کا کام صحرانوردی ہے اس کو شراب مرغ کی خواہش نہ کرنی چاہیے بلکہ



گر شمع ز گشت پیدائش ست ۹۶ چارہ دل کن کہ باتش مدار آتش ست  
 رشک لب شوق غالب ز تو یارب عیسیٰ رم ۲ راہ عاشق بر میان ہفت دریا آتش ست  
 چون چراغ مرده از صحبت ز آوردہ ام ۳ از دم خلوت نشینا نم تمنا آتش ست  
 گر بظاہر کاظم ابا سباطن چا بکم ۴ تن اگر خاکست اما دل سزا آتش ست  
 گر کفر ستال بری این روئے آتشاک را ۵ برین در قصے آید کہ حق باتش ست  
 از نسیم صبح مے سوز و حریفان را جمال ۶ ناز کاں را بر سیر آں کوستہ صرا آتش ست

خون آلود انگوں کو بجائے شرب پینا چاہئے

ارکان تقطیع: غسل و دت

۱۰۰

بحر: رمل شن مقصور

(۱) التشریح: حرف شرط کا تکرار تکرار دید کے لئے ہے "مدار" حسن سلوک، نرم برتاؤ، ترجمہ: خواہ جنگاری ہو خواہ شہاد جس جگہ ظاہر ہو  
 (بجھ لو کہ) آگ ہے (اس لئے اسے غافل) تو اپنے دل کی داگ بجھانے کی تدبیر کر کہ آگ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ بھی آگ کا حکم کہتا ہے  
 یعنی عشق خواہ ابتدائی درجہ میں ہو خواہ انتہائی درجہ میں اس کی مثال آگ کی سی ہے جس کو معمولی نہ سمجھنا چاہئے، لیکن دل کو چھپانے  
 کی تدبیر کوئی نہیں)

(۲) ترجمہ: اسے خلا میں سمجھو کیسے پہنچو رشک و شکستہ اور شوق غالب ہے (معلوم ہوا کہ) عاشق کا راستہ سات دریاؤں  
 کے عین وسط میں بھی آگ کا ہے (یعنی اب ہفت دریا بھی آتش شوق کو نہیں بجھا سکتا، عاشقوں کو نہ وہل میں سکون و قرار ہوتا ہے نہ حیرتیں،  
 غالب کہتے ہیں یہ عاشقی صبر طلب اور تمنا ہے تاب دل کا کیا رنگ کر دں خون جگر ہونے لگ  
 (۳) ترجمہ: صحبت دنیا سے ہیں بچھے ہوئے چراغ کی مانند (بے نور) دل لایا ہوں (اب ان اخلاوت نشینوں کے دم (سوزاں سے  
 آگ کی تمنا ہے جس سے میرا چراغ دل پھر روشن ہو جائے یعنی دنیا طلبی سے چراغ دل بے نور ہو جاتا ہے)

(۴) ترجمہ: اگرچہ ظاہر میں سست ہوں مگر باطن کے لحاظ سے میں بڑا چست ہوں (یعنی، میرا بدن اگرچہ خاک کا ہے (جو بالکل بے  
 حس و حرکت ہے) مگر میرا دل محم شعلہ ہے (جو میرا حرکت ہے یعنی مادیت کے لحاظ سے گوجھ میں گرانی و سستی ہے مگر روحانی اعتبار سے  
 میں بہت سبک اور چست ہوں، مادہ کیفیت ہوتا ہے اور روح لطیف)

(۵) ترجمہ: (اسے دوست!) اگر تو اس آتش رنگ چہرہ کو کفرستان میں بیچائے تو برین (دغنی سے) رقص کرنے لگے گا کہ حقانیت  
 آگ کے ساتھ ہے (یعنی بڑا آتشیں بخشا آتش پرستی کی تائید کر دے گا)

(۶) ترجمہ: صبح کی ٹھنڈی ہوائ (بھی میرے محبوب کے) حریفوں (یعنی مدعیان حسن) کا جمال جل جاتا ہے (دیں ثابت ہوا کہ) نازک انداز  
 کے لئے اس کو چھپیں سر دہی بھی آگ (کا کام کرتی) ہے (یعنی میرے محبوب کے حسن کا اظہار نسیم صبح کرتی ہے جس سے مدعیان حسن کا رنگ  
 فق ہو جاتا ہے حالانکہ نسیم صبح سرد ہوتی ہے مگر ان کے ساتھ آگ کا معاملہ کرتی ہے)

در سلم رستم انا دین و دنیا بافتن ۷ ہر کرادر سر قماری ہست سود آتش ست  
عاشقی و حسن را در پرودہ نتوان داشتن ۸ شعلہ غازی کند ناچار سر جا آتش ست  
گریہ گرم نظیری رنگ روادی گذشت ۹ از شگشت تابانہ نور تیرہ آتش ست  
نشست پہلوئے سخن و ز قیب جام گرفت ۱۰ گل تلافی سخن رنگ انتقام گرفت  
بصد کنند استاد غم چو مست شدیم ۱۱ دوسرائے پیستیم راہ با ہم گرفت  
قضا سبب نشاط کرام پیش آورد ۱۲ قدر عیان مرا از کف لیا ہم گرفت  
معاندان بت پندار جسمہ شکستند ۱۳ کہ کار بت شکنی رونق تمام گرفت

(۷) تشریح :- سلم خرید وخت کے خاص طریقہ کا نام ہے جس میں قیامت پینگی دیدہ جاتی ہے اور بعض شرائط کے ساتھ جس بعد میں بجاتی ہے۔ ترجمہ :- ہمارا طریقہ جمع سلم میں دین و دنیا کو ہار جانا ہے جس کے داغ میں خیال قمار بازی ہو تو سمجھ لو کہ وہ آگ کا سودا کر رہا ہے یعنی طلب دوست میں ہم دین و دنیا کو پہلے دے بیٹھے ہیں اور کسی اجر کے خواہاں نہیں اسلئے کہ یہ قمار بازی ہے ۷

ننگ ست در طریق کر ہاں معاملت ۱۴ جاں از نظیری از غلی را میگاں طلب

(۸) ترجمہ :- عشق اور حسن (دونوں) کو پردہ میں نہیں چھپایا جاسکتا کیونکہ جہاں آگ ہوتی ہے تو ضرور شعلہ اس کی چلی کھاتا ہے یعنی جس طرح آگ کے شعلے آگ کا وجود ثابت کر دیتے ہیں اسی طرح آثار عشق و حسن ان کا وجود بتا دیتے ہیں،

(۹) ترجمہ :- نظیری کے گرم آنسوؤں نے وادی کے ریت کو گھلادیا چنانچہ گرم آنسوؤں کی دھبے اس کے پاؤں تلے گھسٹوں گھسٹوں آگ ہے یعنی آنسو آگ کے برابر گرم ہیں،



بحر و جہت مشن خسیون مقصور ارکان و تقطع، مثل بیت (د)

(۱) ترجمہ :- (دوست) میرے پہلو میں بیٹھا اور جام شراب (رقیب سے) لیا (تو گویا) میری تلافی (فات) کے پھول نے انتقام کا رنگ قبول کر لیا۔ توضیح :- یعنی دوست نے پہلو میں بیٹھ کر گزشتہ محرمیوں کی مکافات کرنا چاہی تھی کہ رقیب کے ہاتھ سے جام شراب لینے کی وجہ سے اس تلافی نے انتقام کا رنگ اختیار کر لیا یعنی مجھ کو اس سے ایسی تکلیف ہوئی کہ پہلی ناکامیوں جی نہ ہوئی تھی،

(۲) ترجمہ :- جب ہم (شراب پی کر) مست ہو گئے تو غم سینکڑوں کند کے ذریعے سے بھی شہر سکا، گھر کا دروازہ بند کر دیا تو کوسے پر سے بھاگ گیا (یعنی شراب کا علاج غم ہے، مست ہو جانے کے بعد غم پاس نہیں چھٹکتا)

(۳) ترجمہ :- قضاے خسیون کے عیش و نشاط کا سبب میرے سامنے پیش کر دیا اور قدر نے میری باگ بخیلوں کے اتوسے چھین لی (یعنی لطیف سخن و سخاوت و کرم مجھے نصیب ہو گیا اور دولت و بخل میری طبیعت میں باقی نہیں رہا)

(۴) ترجمہ :- عناد و دشمنی رکھنے والوں نے پندار و غور کے بت کو توڑ ڈالا کہ (عہد عشق میں) بت شکنی کے کام نے کافی رواج پایا

نیافت صبحدم آغوش دوست از بر دست ۵ تنہی کہ لب از ذکر این پیام گرفت  
 بجنگ و عریبہ راضی شدم ز شرم بر آ ۶ کہ تیغ غمرہ دگر زنگ در نیام گرفت  
 نظیری دئے و مطرب گدائی خواہ شد ۷ فقیہہ شہر کہ اوعادت کرام گرفت  
 آل دہد در گریہ پند ما کہ با مادر دشمن ست ۸ ہر کہ میگردد دشناور را بد ریا دشمن ست  
 ہر کہ ازل از دروں شاد دست با پیروں چکار ۹ شمع را خلوت نگہبانست و صحرادشمن ست  
 یعنی بڑے سرکشوں نے اس شاہ جن کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور پند را کو چھوڑ دیا)

(۵) ترجمہ :- وہ لطف جو میرے (یوں نے) دوست کے (اس پیام سے) حاصل کیا وہ صبح کے وقت کسی عاشق کی آغوش نے (اپنے) معشوق کے جسم سے (بھی) حاصل نہ کیا (مہنگائی دوست کے وعدہ وصل اور اس کے پیام کے ذکر میں وہ لطف ہے جو حقیقاً وصل نہیں) (۶) (تشریح :- عریبہ "جنگ، خلوت، نیام" میان تیغ - ترجمہ :- اسے دوست) میں جنگ اور خلوت پر راضی ہو گیا ہوں ان شرم کو چھوڑا اور مجھ کو یہ اکا نہ قتل کر ڈال، اگر غزوہ وادائی تو اس نے پھر میان تیغ لایا گدائی ہونا شروع کر دیا دیتی اپنی تلوار کا زنگ بجھے قتل کر کے ڈال کرے)

(۷) (ترجمہ :- اب نظیری ہے اور قوال و شراب داگر یہی حال قائم رہا تو) فقیہہ اور مفتی شہر جس نے آہستہ آہستہ شراب نوش (خجوں کی سی عادتیں اختیار کر لیں ہیں) (نظیری کے) در کا گداین جائے گا (یعنی نظیری کے پاس گداین کو شراب مانگتے آئے گا) دیگر - نظیری نے جو فقیہہ شہر تھا اب سے مطرب سے سرد کار رکھنا شروع کر دیا ہے تو اب یہ (فقیہہ شہر جس نے کرام کی حصلت اختیار کر لی ہے) اور دولت لٹائی شروع کر دی ہے ضرور ایک روز گداین کر رہ جائیگا۔

\*\*\*

بمحر - رمل مثنی مقصورہ - ... ارکان و تقطیع - مثل ہے (دنت)

(۱) ترجمہ :- رونے کی حالت میں جو شخص ہم کو نصیحت کرتا ہے وہ ہمارا دشمن ہے اس لئے کہ، پیراک کو دریا میں جو شخص پکڑ لیتا ہے وہ اس کا دشمن ہوتا ہے (یعنی جس طرح پیراک کو اگر دریا میں پکڑ لیا جائے تو وہ ڈوب جاتا ہے اسی طرح ناصیحت نصیحت اور روکنے کی کوشش کیلئے ہم کو سیلاب (شک) میں ڈوبنا پڑتا ہے پس یہ تو کھلی دشمنی ہوئی ہے

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے میں دوست ناصح :- کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

(۲) ترجمہ :- جس کا دل خلوت میں خوش ہے اس کو خلوت (کے ہنگاموں) سے کیا سرد کار؟ بلکہ بیرونی باتوں سے تعلق رکھنے میں نقصان ہے اس لئے کہ (شمع کے) بے خلوت نگہبان ہوتی ہے اور صحرا دشمن ہوتا ہے (اسی طرح چراغ دل دنیا بلی میں ہنگم ہو کر بارحادث سے بچھ جاتا ہے اور خلوت نشینی میں روشن رہتا ہے)

خود مگر از در در آئی ورنہ از ما تا بہ تو ۳  
 دل اناں آزرده تر داریم کا زارش کنند ۴  
 خوں ز چشم کارنے ریخت در بازا مصر ۵  
 تا غم گردید مونس کھنکھتم با کس نماد ۶  
 ہائے ہائے گویا بید کہ دل خالی کند ۷  
 گر بہار آید نظیری و خزاں با من مگو ۸  
 جز محبت ہر چہ پر دم سود و محشر نہ داشت ۹۹  
 دین دانش عرض کردم کس پچہ بن شد

(۳) ترجمہ :- (اے محبوب!) شاید تو خود (ہمارے دل کے) دروازہ سے اندر جائے (تو آجائے) ورنہ ہم سے کہ تجھ تک سینکڑوں میاں (درمیان میں) میں اور ہر قدم پر سینکڑوں (ہمواد ہوس کے) دشمن موجود ہیں (اسلئے ہمارا اپنی سچی سے تجھ تک پہنچنا ناممکن ہے)  
 (۴) ترجمہ :- ہمارا دل اس سے بڑھ کر بخیرہ ہے کہ اس کو (لوگ) اور تکلیف پہونچائیں (یعنی آزرگی کی انتہا ہو چکی ہے پس اب) جو شخص ہمارا دشمن ہے (یعنی ہم کو تانا جا رہا ہے) وہ اپنے ساتھ ہی دشمنی کر رہا ہے (یعنی بیکار ہے آپ کو تکلیف میں مبتلا کر رہا ہے اسلئے کہ جزا از عیش ہم کو پہونچ چکا ہے اس سے بڑھ کر کوئی آزار نہیں)

(۵) ترجمہ :- مصر میں دیوسف کو فروخت کر دینے پر قافلہ کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا (یعنی اشک خونی نکل آئے اس لئے کہ واقعی) جس کے پاس یوسف جیسی متاع ہو وہ سوداگری میں (اپنا یا اپنی متاع کا) دشمن ہے یا وہ سوداگری کا دشمن ہے (کیونکہ جس قیمت پر فروخت کرے گا بہر حال خسارہ میں رہے گا یہی حال طلب دنیا میں ٹھہک ہو کر خدا سے غافل ہو جاتے داسے شخص کا ہے)

(۶) ترجمہ :- جب سے غم عشق میرا ہدم و مونس بنا ہے مجھے کسی سے محبت نہیں رہی (اس لئے کہ) جب دوست ساتھ بیٹھا ہو تو (اپنے بھٹا کے بال بھٹی) دشمن معلوم ہوتے ہیں (کہ وہ کیوں پیچ میں داخل ہیں پس میں غیر اللہ سے کیونکر دل لگا سکتا ہوں)

(۷) ترجمہ :- ہائے ہائے کر کے رونے کی ضرورت ہے تاکہ وہ دل کو صاف کر دے (یعنی دل کا بخار نکل جائے) ورنہ جب دل میں گرہ (غم) لگ چکی ہو تو (ہر) علاج ناموافق رہتا ہے (یعنی علاج غم بجز گریہ اور کوئی نہیں)

(۸) ترجمہ :- اسے نظیری خواہ بہار آئے خواہ خزاں مجھ سے نہ کہہ (اس لئے کہ) عاشق کے خیال دوست میں مشغول دل کے لئے چہن کا ہاتھا دشمن ہے یعنی دوست کی طرف سے تو جہ کے ہٹانے کا سبب ہے)

۱۴۴

• حجرہ - رل مشن مقصورہ .... ارکان تقطیع: پیش کی (د)

(۱) ترجمہ :- محبت و عشق کے سوا جو کچھ میں (دنیا سے ساتھ) لے گیا وہ دھرتی کے کچھ قاعدہ نہ دیا عقل و دین کو میں نے پیش کیا کہ اس کے عوض کچھ اجائے مگر کسی نے کسی چیز کے عوض (یعنی) اسکو نہ اٹھایا (یعنی دین و دانش کی قیمت روز بجز کچھ نہیں وہاں عشق و محبت کی پوچھ ہے)

ہر عمل را اجر بنحید نہ در میزان حشر ۲ قیمت چشم بر آہم چشمہ کو تر نہ داشت  
 در دم از عشق سوزی ماند وز جان شعلہ ۳ ہیرے راکائش ماسوخت خاک تر نہ داشت  
 در دل او درو با از نالہ تا تیرے نکر د ۴ بر دمر غے نامہ مارا کہ بال و پر نہ داشت  
 شکر کز غم مردم و پیشیت نگشتم شرمسار ۵ حال خود ہر چند میگفتم دلت ماور نہ داشت  
 کاتب اعمال بچوں با جبر فراقم را نوشت ۶ جز رقم بر وصل دادن چارہ دیگر نہ داشت  
 از دل پرورد جانم را نظیری ریش کرد ۷ کم دو چارم نہ کہ چستے تباہ من تر نہ داشت  
 باز دل جائے گل دیوانی بو کردہ است ۸ دیدہ ام از گریہ آبے تازہ و جو کردہ است

(۲) ترجمہ۔ (۱) کارکنان قضا و قدر نے ہر عمل کے لئے ترازوئے حشر میں (مساوی) اجر تولد یا (اگر) میری آنسو بھری آنکھ کی قیمت (اتنی زیادہ نکلی کہ جنت کا عوض کوثر نہ بن سکا۔ (یعنی عاشق کے آنسو حوض کوثر سے زیادہ قیمتی ہیں)

(۳) ترجمہ۔ ۱۔ میرے دل میں عشق سے ایک سوز اور روح سے ایک (بھراکتا) شعلہ باقی رہ گیا۔ (مادی کہ درت تابو ہوئی اس لئے کہ جس (ہستی کے) ایندھن کو ہماری آگ نے جلایا وہ راکھ (کا مادہ ہی) نہ رکھتا تھا یعنی آتش عشق کثافت سے پاک کر دیتی ہے) (۴) ترجمہ۔ اس (دوست کے) دل میں نالہ دینے اثر کے ذریعہ سے ہمارے درد عشق نے کوئی اثر نہیں کیا (اس لئے کہ) نامہ (دشوق) ایسا کہ ترے گیا جس کے پر و بال نہ تھے (یعنی مرغ نالہ جو ہمارے درد کا پیغام بہت تاثر کے بال و پر پر خود مہی) (۵) ترجمہ۔ خدا کا لشکر کہیں غم سے مرگیا اور ترسے سامنے (حال دل کہہ کر) شرمندہ نہ ہوا (اور نہ) میں ہر چند اپنا حال (تجھ سے) کہتا مگر تیرا دل یقین نہ کرتا (یعنی حال دل کہہ کر) خواہ غم و شرمندہ ہو یا پڑتا کیونکہ دوست یقین نہ کرتا اس لئے اچھا ہوا کہ غم نے اس سے پہلے ہی کام تمام کر دیا۔

(۶) ترجمہ۔ اعمال نکلنے والے (منفی قضا و قدر) نے جب میرے ہجر و فراق کی چیز کو لکھا تو سوائے تحریر وصل دیے کے اس کو اور کوئی چارہ کار نہ تھا (یعنی ہجر کی جزا وصل ہی ہے)

(۷) تشریح۔ "دو چار شدن" ملاقات کرنا۔ ترجمہ۔ نظیری نے (اپنے) درد بھرے دل سے میری روح کو مجروح کر دیا۔ کیونکہ ایسے حال میں مجھے اس سے ملنے کا بہت کم اتفاق ہوا کہ وہ آنکھوں کو دامن تک تر نہ کہتا ہو (یعنی جب کبھی ملا تو آنکھوں سے آنکھ اور دامن تر تھا۔ اشارہ۔ ۱۔ نظیری کو اپنے علاوہ ایک دوسرا شخص قرار دیا ہے اس صنعت کو تجرید کہتے ہیں



بحر۔ رمل مشن مقصور۔۔۔ ارکان تقطیع اشل پندت

(۱) تشریح۔ "بو کر دن" سو گھنا۔ ترجمہ۔ دنیا بھر کہیں (میرے) دل نے دیوانگی و وحشت کا پھول سو گھنا یہ ہے کہ میری آنکھوں نے (بالین) اگر پہ دراز سے تازہ پانی ندی میں جاری کر دیا (یعنی وہ فو و شوق میں طوفانِ اشک بپا کر دیا)



آنچہ رحم از دل برد تا شیر فریاد من است ۱-  
 از تصرف ہائے حرمان خدا دامن است ۲  
 آنچہ ہرگز آشنا ہا لب نشند دامن است ۳  
 ہر کجا بینی ہو اسے صید آ زاد من است ۴  
 پشت تو فنیق و تو گل خستہ زاد من است ۵  
 شرم مے آید ہر ازال کس کہ صیامن است ۶  
 بحر۔ رل من منصورہ.....  
 ارکان و تقطیع۔ ا۔ ش۔ پے (ت)

(۱) ترجمہ:- دوائے طبیعی کہ جو چیز دل (دوست) سے رحم نکال دیتی ہے وہ خود میری فریاد و فغان کی تاثیر ہے اور جو چیز کہ فراموشی پیدا کر دیتی ہے وہ خود میری یاد کی خامیت ہے یعنی میری فریاد اور یاد کی تاثیریں الٹی ہو گئی ہیں میں جتنی زیادہ فریاد کرتا ہوں، دوست اور بے رحمی سے کام لیتا ہے اور جتنا زیادہ میں اس کو یاد کرتا ہوں وہ مجھے فراموش کرتا ہے)

(۲) "تشریح":- "خدا داد" وہی، خدا کی جانب سے عطا شدہ اسم مفعول ترکیبی۔

ترجمہ:- دیدار دوست کا امیدوار بنانا اور دنیا کام رکھ کر حسرت میں گھلانا یہ، میری خدا داد حرمان نصیبی کی کار پر دانیوں سے ہے یعنی جبریں امید وصل بھی ہوتی ہے اور نا کامی پر حسرت بھی)

(۳) "تشریح":- "حرف" "گنگو" "داد" فریاد۔

ترجمہ:- عاشق کی بے زبانی دی اس کی گنگو اور گنگو سے، عاجز رہنا دی، شکوہ: دل ہے (چنانچہ) میری فریاد (دی ایک) ایسی چیز ہے جو کبھی یوں کے ساتھ آشنا نہیں ہوتی یعنی میں نے صبر و خاموشی سے کام لیا اور فریاد و فغان سے احتراز کیا)

(۴) "تشریح":- "از قید جست" رہا ہو جانا "ہوا" خواہش، آرزو، تمنا۔

ترجمہ:- دنیا میں کوئی آرزو ایسی نہیں ہے جو میری قید سے نہ رہا ہوئی ہو یعنی تمام تمنائیں میری آرزو کردہ ہیں چنانچہ (تو جن کو) بھی کوئی خواہش و تمنا پائے گا وہ میری آرزو کردہ شکار ہوگا)

(۵) ترجمہ:- آوارگی کے راستے میں ہیں (اپنے) دل کو پریشان کیوں رکھوں (جبکہ) توفیق اور توکل کی کمیر سے زاد نہ رکے بوجھ سے زخمی ہوئی جاتی ہے یعنی استغنا کا اس قدر توشہ ہوتے ہوئے اور کس چیز کی فکر ہے؟ جس کی وجہ سے دل پریشان ہوا)

(۶) ترجمہ:- میں ایسا لاغر شکار ہوں کہ صیاد نے بھی لائق نہیں ہوں اس لئے مجھ کو اس شخص سے شرم آتی ہے جو مجھے شکار کا ارادہ رکھتا ہے (یعنی مشوق بیچہ ہلاک کر کے اپنے تیرنگاہ کے ضائع ہونے پر افسوس کرے گا اس لئے میں شرمندہ ہوں۔)

خوبی تراپہ قدر نظری خوش باش ۔ ایں سیکہ دعویٰ انظرقت قابل تہنیت ۔

ختم مرد و شکوہ رفت اکنون زشت عشق تو ۷ آرزو غلطان بخون در محنت آباد من است  
کار دشوار نظیری گریے آرد کہ او ۸ شاد از تدبیر آب سست بنیاد من است  
شہر دیراں شدہ گریہ مبتلا نہ ماست ۱۲ ہر کجا ہست غمے در بدر از خانہ ماست  
از ہمہ سورہ پیغولہ صحرا بستند ۲ ہر کراے نگری در پئے دیوانہ ماست  
بال و پر سوختہ ہر یک بکناے رفتند ۳ آنکہ ناید بدر از یرم تو پر دانہ ماست  
بتماشاے جہاں باز نسائیم از تو ۴ آنچہ دام و گراں ساختہ دانہ ماست  
بسر بادہ فروشاں کہ بسجد نرویم ۵ تباہیخانہ نغے در تو پیمانہ ماست

(۷) ترجمہ :- (دیر) غصہ مچکا، شکوہ و شکایت ختم ہوا، اور (اب) آخر میں تیرے عشق (دیر) (ندانہ) کی نشاندہی سے متنازع (میں) میرے تکلیف آباد (دل) میں (خاک و خون) میں تڑپ رہی ہے (یعنی عشق نے شکوہ و شکایت، غصہ اور تنازع سب کا ہی خاتمہ کر دیا)

(۸) التشریح :- سست بنیاد "غیر موثر، کمزور بنیاد والی۔" ترجمہ :- نظیری کا دشوار معاملہ (بجھ) رو لانا ہے اس لئے کہ وہ (اتنا) سادہ واقعہ ہو ہے کہ امیری غیر موثر تدبیروں کی وجہ سے خوش ہو رہا ہے (یعنی یہ بچہ رہا ہے کہ میں مرض عشق سے اس کو اچھا کر دوں گا۔ شعر میں صنعت تکرید ہے۔

\*\*\*

محر :- رمل مشن مخجون مقصور ارکان و تقطیع : مثل لک (د)

(۱) ترجمہ :- (ہماری) بحالت سستی گریہ و زاری کی (ہی) وجہ سے شہر و بران بنا ہوا ہے۔ جہاں کہیں غم و درد مارا پھرتا ہے وہ ہلکے گھر سے ہی ٹکلا ہوا ہے (یعنی دنیا میں غم کا غلبہ و رجحان ہی ہوا ہے غالب نے کہا ہے :-  
یونہی گردنار با غالب تو اسے اہل جہاں دیکھنا انستینوں کو تم کہ دیراں ہو گئیں

(۲) التشریح :- "پیغولہ" جانب کنارہ۔ ترجمہ :- ہر طرف سے (لوگوں نے) صوا کی ناکہ بندی کر دی پس اب جس کو تم دیکھتے ہو وہ ہلکے (دل) دیوانہ کے پیچھے بڑا ہوا ہے (یعنی ہمارا دل وحشی آبادی چھوڑ کر ویرانہ میں نکل گیا تھا مگر ستان و اداؤں نے وہاں بھی نہ چھوڑا)

(۳) ترجمہ :- (اے دوست) ہر ایک غلام عاشق پر دہرا دہرا لپٹے پر و بازو جلا کر الگ سے لگایا (یہ) ہمارا (ہی) پر دانہ (دل) ہے جو تیری بزم سے باہر نہیں نکل سکتا خواہ جل کر خاکستر ہو جائے کہ کمال عشق کا اتنا خفا ہی ہے)

(۴) التشریح :- (انچیزے) بازماند - چھوڑ دینا - غافل ہو جانا۔ ترجمہ :- (اے دوست) دنیا کے تماشے میں (مصرف ہو کر) ہم تجھ سے غافل نہیں ہو سکتے (بلکہ) جس چیز کو تو نے (اوروں کے لئے) حال بنایا ہے وہ ہمارے لئے (وہ) ہے (یعنی دنیا کا تماشا لوگوں کے لئے تجھ سے غفلت کا سبب ہے مگر ہم اس میں بھی تیرا ہی جلوہ دیکھتے ہیں اس لئے ہمارے لئے وہ خدا ہے اور یہی وہ تجھ کو غافل نہیں کی ہے)

(۵) التشریح :- (باہر) تھمیر ہے۔ ترجمہ :- (میں) فرشتوں کے سر کی قسم جب تک کہ میں (ان) کے اندر رہا ہوں سیال کی تہ میں (دراستی) بھی باقی (ہر) ہم مسجد میں نہیں جا سکتے (یعنی) نہ خشک پر رندی کو قربان نہیں کر سکتے (وہ) اوجا کے پیچھے بڑھ کر حقیقت کو نہیں چھوڑ سکتے)



۵ ماکہ خورشید پرستیم بحفل چہ کینیم  
 ۶ خواب مارا بصد افسون و نگہ مے بندند  
 ۷ تاکہ از موعظت خلوتیاں مے شنویم  
 ۸ صحن دیوار و در و بام نظیری امشب  
 ۹ ہمہ در و جد و سماغ اندک در خانہ ماست  
 ۱۰ ہر طرف راہ فتد کو فہ و بغداد کیست  
 ۱۱ بحریم دل شیریں بود صف نعال  
 ۱۲ عشق چوں باز دہد خسرو فراد کیست  
 ۱۳ ناکہ تسلیم بشمشیر اراوت شدہ ایم  
 ۱۴ پیش با میمد دی کردن و امداد کیست

(۶) ترجمہ :- ہم آفتاب (حقیقت) کی پرستش کرنے والے ہیں ہم محفل میں (رہ کر) کیا کریں گے (جیکہ) آفتاب ہمارے دیرانہ کی طرف ہر جانب سے متوجہ ہے۔ (یعنی اپنا مقصد جب دیرانہ میں کامل طور پر پورا ہوتا ہے تو یعنی میں آنے سے کیا فائدہ؟ کیونکہ دیرانہ میں دیواریں نہ ہونگی و جسے آفتاب ہر سمت سے مقابل رہتا ہے مراد یہ ہے کہ ہر وقت عارف کامل کے بالمقابل آفتاب حقیقت رہتا ہے)

(۷) تشریح :- تاجادوان "یعنی جادو گراں" ترجمہ :- یہ جادو نگاہ معشوق نگاہ کے سینکڑوں منتروں کے ذریعہ ہماری نیند کو روکنے میں اپنی ان کے عشق نے ہماری نیند اڑا دی گویا ان جادو گروں کا کان سب جگہ ہمارے (ہی) افسانہ پر لگا ہوا ہے (ہم ہی ان کے جادو کا مرکز بنے ہوئے ہیں)

(۸) ترجمہ :- (ان) داعطاف خلوت نشین کی نصیحت ہم کب تک سنتے ہیں یہ ہمارے بس کا کام نہیں (ہمارے ہوش تو اپنے معشوق کے جلوہ گاہ میں محو ہیں) ہمیں ان کی نصیحت سننے کا ہوش کہاں؟ (در نصیحت سے فائدہ کیا؟)

(۹) ترجمہ :- اسے نظیری آج کی رات (ہمارے فائدہ دل کا) صحن دیوار اور بام سب جدا و رنزد و جدت سننے میں مصروف ہیں (معلوم) کون ہمارے گھر میں آگیا ہے (یعنی ضروریہ ہمارا معشوق ہی ہے)



بحرہ - دل مشن جنون مخدوف ارکان و تقطیع - شل لکرت

(۱۱) ترجمہ :- (اے دوست) تیرے عاشق کی نظریں آبادی اور دیرانہ برابر ہیں جس طرف بھی (اُس کا) گزر ہو کو فہو یا بغداد (اس کے نزدیک) ایک ہے (یعنی عاشق قید مکان و زمان سے آزاد ہوتا ہے)

(۱۲) تشریح :- "صف نال" نال جمع نلس وہ جگہ جہاں جوئے نکالے جاتے ہیں مراد مقام بہت - ترجمہ :- نیریں کے فائدہ دل میں کوئی بہت مقام نہیں ہے (بلکہ) جب عشق (اجادت) داخلہ عطا کرتا ہے تو اس کے نزدیک (خسرو اور فراد) برابر ہیں (یعنی یہاں عشق کی پوچھ پچھے شخصیتوں کی نہیں؛ پس جو عشق میں بڑھا ہوا ہے اسی کا درجہ بلند ہے۔ اُن کو کہتے ہیں عہد اللہ القلم۔)

(۱۳) تشریح :- تسلیم شدہ یعنی تسلیم شدہ - ترجمہ :- ہم (جب) کہ (لپٹے آپ کو) محبت و ارادہ (دوست) کی تلوار کو حوالہ کر چکے ہیں تو ہمارے

در بر اغیار مبتدیک در گلشن ما ۴ شانه باد و سر طرہ شمشاد کیست  
 پابگل نامہ اگر گلشن اگر خار بن است ۵ باغ را سر و خرامنت و شمشاد کیست  
 تو زاری و تولنائی مادر نگر فت ۶ موم در پنجہ عشق تو و فلا کیست  
 نیم بسمل شدہ ماندیم نظیری فسوس ۷ صید در یکد گرافتادہ و صیاد کیست  
 در خون دیدہ گشتہ تنم بسمل تونیت ۱۰۴ زمین مرحمت طاقت کہ کار دل تونیت  
 از آبلینہ حوصلہ ماتنک تراست ۲ صبر از دے طلب کہ درو منزل تونیت  
 گویا دواندہ ریشہ نہال مجتہم ۳ مے نیم از تو آنچه در آب و گل تونیت  
 نزدیک (ہماری) اندا کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہیں (یعنی ہم کو کسی کی امداد درکار نہیں ہم تسلیم جان پر خوش ہیں)

(۴) ترجمہ :- غیروں پر دروازہ بند نہ کرو (بلکہ آنے دو) اس لئے کہ ہمارے باغ (دل) میں ہوا کے گلے اور شمشاد کی زلف میں کوئی فرق نہیں (یعنی ہوا وغیرہ جو زلف شمشاد کو پریشان کر دیتی ہے مگر ہمارے گلشن دل میں انکے درمیان کوئی فرق نہیں مراد ہے کہ ہماری نظروں پر ہوا وغیرہ نہیں) (۵) ترجمہ :- (اے جن عالم ہیں) سب متقدمین خواہ درخت گل ہو یا درخت خار کیونکہ اس باغ کے نزدیک جھومنے والا سر و شمشاد دونوں برابر ہیں (یعنی دنیا میں سب لوگ مبتلا مے غم و زنگار ہیں)

(۶) تشریح :- ”در گلشن“ موثر ہونا۔ ترجمہ :- نہ ہماری زاری و عاجزی تو تیرے دل میں کوئی اشکبار نہ تو توائی و نہ کادائی نے تیرے عشق کے پنجرے میں موم اور نولاد برابر ہیں (یعنی تو خود ہی ہر مان ہو جائے تو ہو جائے و نہ ہماری سختی یا نرمی یعنی کوششیں سب بے سود ہے) (۷) تشریح :- ”در یک درگاہان“ جمع چار بچہ کا تعلق ہے۔ اے نظیری فسوس کہ ہم نیم جان ہو کر رہ گئے (اور صیاد کی توجہ ہماری طرف نہ رہی) مشکل یہ ان ٹپری ہو کر کھانا ایک پر ایک ٹوٹا پڑا ہے۔ اور شکاری (یعنی معشوق) صرف ایک ہے (پس کہاں تک وہ توجہ بقائم کھ سکتا ہو) یعنی ایک اور صیاد

—:—:—

بحرہ مضارع عشق اخرج مکنون مقصور ارکان و قطعہ شل ۵۰ (د)

(۱) تشریح :- ”لافین“ دعویٰ کرنا۔ بڑائی مارنا۔ ترجمہ :- میرا بدن (میری آنکھوں کے خون (انگوں) میں ڈوبا ہوا ہے تیرا بل ہیں) یعنی میرا ہر کوئی ہو یہ حال ہی اس غنایت پر کہ تیری تیج ادائے مجھ کو تھی کیا ہی بڑائی نہ مار کیونکہ یہ کام تیرے دل نہیں کیا (تیرا نہ مار میرا مضمون خوبا نہ تھا) (۲) تشریح :- ”تنک نہ کر“ ترجمہ :- ہمارا حوصلہ اور ہمت شیشہ سے (جھٹی) زیادہ کم ہے (یعنی ہم میں اتنی سہار بھی نہیں جتنی کہ شیشہ میں ہی) صبر کی توقع اس دل سے کہ جس میں تیرا مقام نہ ہو (ہم سے صبر کی توقع نہیں کجا سکتی)

(۳) تشریح :- ”ریشہ دو اندن درخت“ درخت کی جڑ کا ایک ٹکڑے دوسری جگہ چھوٹ نکلا۔ اسی مناسبت سے ریشہ دوانی سازش کے معنی میں مستعمل ہے۔ ”نہال“ ہوا۔ ”آب دگل“ پتھر طبیعت۔ ترجمہ :- غالباً (یہ) میرے نہال محبت کی جڑ چھوٹ نکلی ہے کہیں تیری جانب ہو اس (محبت) کا اظہار دیکھا ہوں جو تیرے غیر دوسرے میں بھی نہیں (یعنی تیری سرشت میں ہر محبت نہیں تھی) میرے جذبہ محبت تو مجھ کو آمادہ بہر بنادیا

زین پیش شیشہ دل ماہم ز سنگ بود ۴ بے نسبت آشنا دل بابا دل تو نیست  
 بے یار ماندہ روئے تو از ہم جوئے تو ۵ ورنہ کہ ام کس کہ دش مائل تو نیست  
 بس جا نگذازمیگذر دوسر گد قسٹ شمع ۶ پروانہ نسوختہ در محفل تو نیست  
 خون ترا چقدر نظیری خوش باش ۷ ایں بس کہ دعویٰ از طرف قائل تو نیست  
 آنکہ صد نامہ ما خواند و جوئے نوشت ۸ سطرے از غیر نیامد کہ کت بے نوشت  
 شمع بے شعلہ بہ پروانہ فرستاد ایں دوست ۹ گر بہا نامہ رواں کرد و غائب نوشت  
 ہمہ جاشوق تو لب تشنہ برام آورد ۱۰ دم آئے نگر قسم کہ شتاب نوشت

(۴) ترجمہ: اس سے پہلے ہمارا شیشہ دل بھی پتھر کا تھا بس معلوم ہوا کہ ہمارا دل تیرے دل کے ساتھ بغیر بنا سبت کرشنا اور مائل نہیں ہے یعنی دوست سنگ دل ہوا عشق جو پہلے ہمارا دل بھی مش سنگ تھا بس مقتضائے عکس و عکس بنجھیں پروانہ ہمارا دل بہت کی طرف مائل ہو  
 (۵) ترجمہ: تیرا پتھر کہ حسین، تیری سختی عادت کے خوف کی وجہ سے بے یار رہ گیا یعنی تیری سخت عادت کے خوف سے کسی میں اطمینان عشق کی جرات نہیں، ورنہ کونسا دل ہے جو تجھ پر مائل نہیں؟

(۶) تشریح: "سہر گدشت" آپ بیتی موانح حیات۔ ترجمہ: شمع کی سرگزشت بہت ہی روح فرسا ہے کہ خود بھی جلی ہو اور لاکھوں پروانوں کو جلاتی ہو اسی طرح اسے دوست، تیری محفل میں رہی، کوئی پروانہ نہیں جو سوختہ جان نہ ہو (تو شمع ہے اور عشاق پروانے)  
 (۷) ترجمہ: اسے نظیری تیرے خون کی کیا قدر و قیمت؟ بس خاموش رہے یہ کیا کم ہونے کے (نظر نگار کے تجھ جیسے لعل صغیر پر ضائع جانے کا، دعویٰ تیرے قاتل کی طرف تو نہیں ہوا اگر یہ دعویٰ ہو جانا تو تیرے پاس کوئی جواب نہ تھا، انشاء اللہ اسی مضمون کو نظیری نے مختلف عنوان کوئی شعریں باندھا ہے۔ دیں صحرانظیری نیست لاغر زنا صید سے بدکر ہر نرنگ می بند و شکوہ دل مارا۔  
 آن شکار من کہ ہم لائق کشتن نیستم بہ نمر می آید ہر اداں کس کہ صیادین است از نگاہے شد نظیری صید و نافع افعال بد را نکند این حریفی نمی اندر دہائے تیر را۔

بہارِ بزمِ

محرر: رل مشن حسب موقوعہ ارکان تقطیع: مثل لے (د)

(۱) تشریح: "غیر ارقیب" ترجمہ: وہ دوست ناہریان، کہ جس نے ہمارے سوختہ بڑھے اور لیک کا جواب بھی نہیں لکھا اس کی حالت یہ ہے کہ ارقیب کی طرف سے (اسکے پاس بھی) ایک سطر نہیں آئی کہ جواب میں کتاب کی کتاب لکھ دی ہو یعنی افسوس کہ دوست ہم پر لقا ناہریان ہوا اور قیصہ عقوبت  
 (۲) تشریح: "چہ شعلہ" بھی ہوئی۔ ترجمہ: قلب مصرعین۔ اگر اس دوست نے کہی، ہمارے پاس کوئی خط بھیجا رہی، تو غائب آئینہ، نہیں لکھا گو یا اس نے پروانہ کے پاس بھی ہوئی شمع بھیجی یعنی ہم کو اس کے غائب میں ہی لطف آتا ہے)

(۳) تشریح: "راہم" میں مفعول یعنی مرا شتاب نوشتن "شتاب" مقدار کرون "دم آبا" گھوٹ۔ ترجمہ: تیرا عشق اسے دوست، مجھ کو ہر گز راہم بیا سا ہے چلا کر کہی، میں نے لیک گھوٹ پانی نہیں لیا کہ اس نے جلدی نہ چا دی ہو یعنی زیادتی شوق کا حال یہ کہ کہ اطمینان و یابی

بہارِ بزمِ



مشاطہ فسراق تو برچہ ام سرشت ۲  
خونابہ کہ گوئے رخسارِ عالم است  
خود رانی خیال تو از دیدہ امر ماند ۳  
آن معنی کہ قبضہ گفتارِ عالم است  
بر من شب فراق شراز جرمِ ناکسی ۴  
صبحی کہ طالع از در دیوِ عالم است  
صیادی گزشتہ تو دانہ نکلند ۵  
در دامِ ہر نگہ کہ نہ پر کارِ عالم است  
این عیب و عارضی و ہنر را کجا برم ۶  
سور و کنار کوثر و رضوان و صحنِ خلد ۷  
ما و جمالِ یار کہ گلزارِ عالم است  
تایک دست پسند کند قرب او جوئے ۸  
سرمایہ قبول و رانکارِ عالم است

(۲) التشریح: "مشاطہ" زنے کہ آرایش عروس کند "سرشتن" بمعنی گوندنا ہر دو لگا دینا خونابہ: خونِ خاص "گوئے" گواہ۔

ترجمہ: اسے دوست ہے تیرے ہر حرکت کی مشاطہ میرے چہرہ و رخسار پر (نکلنے سے خونیں) (وہ سرخی جادوی ہے جو رخسارِ عالم کو اسطے باعثِ زینت ہے)

(۳) التشریح: "خود رانی" اپنے سوا کسی کی بات نہ ماننا "رماندن" بھگانا کمال دینا ترجمہ: (۱) محبوب (۲) تیرے تصور و خیال کی خود رانی نے میری آنکھ سے ایسے معنی و معنوں (نک) کو اوجھل کر دیا جو کلامِ عالم کا بقدر تھا۔ (تا با دنی چہرہ مدینی تیرے خیال سے مجھ کو اپنے سوا سب غافل کر دیا) (۳) اسے بکے در جانِ فگار و چشمِ بیدارم توئی

(۴) التشریح: "ناکسی" نااہلیت۔ ترجمہ: قلبِ صریح ہے۔ وہ صبح و صبح جو عالم کے در دیو سے طلوع ہو رہی تو نااہلیت کے جرم میں وہ میرے سلسلے حرکت کی تایک رات بن گئی (یعنی خدا کا جلوہ ہر جگہ ظاہر ہے مگر یہ ہماری یقینی اور نااہلیت ہے کہ ہم محروم ہیں)

(۵) التشریح: "عیادی" بیائے مقصد پر پیرکار "دائرہ مجازاً" ترجمہ: تیرے کرشمہ واداکا صیاد ہر اس نگاہ کو جمال میں داخل کرنا نہیں آتا جو دائرہ عالم کے مانند وسیع ہو (یعنی وسیع النظرا و بلند حوصلہ شخص ہی دوست کے جلوے سے بہرہ مند و ہوسکتا ہے)

(۶) التشریح: "کام" اصل کہ آنکھ بھی ہزار ترجمہ: عشق و ہنر کے اس عیب و ننگ کے دل میں کہاں لیا جاوے جیکہ وہ شخص بھی میرا کمال نہیں ہے جو دنیا بھر کا خبر داری (یعنی یہ عشق و ہنر کی دوست کی نظر میں کوئی قیمت نہیں حالانکہ وہ سارے عالم کا خریداری اختیار ہے عجب عار و غش و ہنر و شرف کا)

(۷) التشریح: "حور" جمع حوراء "رضوان" نام دار و مدح جنت۔ ترجمہ: جو میں انکارہ (حوض) کوثر، صحنِ جنت، ہوا و رضوان ہو (یعنی سب رضوان کو مباح ہے (دھر) ہم ہوں اور دھائے) یا کمال جمال ہو جو کہ (سراپا) جن عالم ہے (یعنی عالم کو زینت دینے والا ہے) اسی معنوں کو

نظیری پہلے یوں ادا کر چکا ہے ہمارا تو قبول بنا زے و غلو تے بہ مال و منال ہر دو جہاں (از تہیب ما)

(۸) ترجمہ: اسے سالکِ راجحہ حقیقت (۱) جب تک تجھ کو (دنیا میں) ایک دل بھی پسند کرے اس (دوست) کی نزدیکی کا طالب نہ بن دکہ وہ میرے نہیں ہو سکتی اسلئے کہ اس بارگاہ میں مقبول بننے کا سرمایہ عالم کے رد کر دینے میں ہے (یعنی جب دنیا میں تو کسی کا اور کوئی چیز نہیں رہے گا۔

ای وقت دوستِ حقیقی کی بارگاہ میں مرتبہ قرب حاصل ہو سکتا ہے اور جو شخص دنیوی عزت و جاہ کا طالب ہوتا ہے وہ بارگاہِ خداوندی میں مر دو ہے)

گر پیرسا کے خبر از طفل راہ پرس ۹ شرم از طلب مدار کہ زنا را عالم است  
 دانائی فریب تو معنی نپسورد ۱۰ در ضمن نکته کہ نہ اسرار عالم است  
 قانون شکوہ چند نظیری نوا کئی ۱۱ این نغمہ تو باعث آزار عالم است  
 زہے نسخہ آفرینش جمالت ۱۲ نکت یاب مجموعہ گل خیالت  
 بغضت فرونی نگاہ ز بونیت ۱۳ زطلعت برونی نباشد زوال  
 ہمیشہ حق از قول و رأی و روشن ۱۴ پوشیدہ موج حوادث زلال  
 بخند خرد هست پرواز ہر تن ۱۵ تور و جی خرد پرواز پروا است

نوریت

(۹) التشریح: کہ زنا را عالم است، یعنی کہ اس زنا را عالم است مشبہ یہ کی اضافت مشبہ کی طرف ہے۔ ترجمہ: اگر تو بڑھا (تجربہ کار) سالک بھی ہے (تب بھی) راستہ کے بچہ (کے) سے پتہ پوچھ اور پوچھنے میں شرم نہ کر اسلئے کہ یہ عالم کی زنا میں (عفا ذاری) حجاب کثرت مراد دیتے ہیں یعنی عالم مجازی حقیقت کیلئے حجاب ہو اسلئے دھوکہ کا غالب گمان ہے اپنے تجربہ پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے اور صحیح راستہ معلوم کرنے میں شرم نہ کرنی چاہئے۔  
 (۱۰) ترجمہ: (اے دوست!) میرے فریب (حسن) کی دانائی اس نکتہ میں معنی پروری نہیں کرتی جو کہ از ہائے عالم (پریش) ہونی چاہئے ذرہ ذرہ میں اسرار حقیقت کا ایک عالم مستور ہے)

(۱۱) التشریح: "قانون" اصول نغمہ "نوا" پردہ موسیقی۔ ترجمہ: اسے نظیری شکوہ و شکایت کے اصول کو لکھک پردہ نویر کا ناہیکہ (دیں کہ) تیرا نغمہ عالم کیلئے ربخ کا سبب ہے (یعنی شکوہ و شکایت کا سلسلہ بند کر اسلئے کہ دوسروں کا عیش اس سے مکدر نہ ہوتا ہے)



مکرہ متقارب مشن سالم ارکان: قانون ہشت باز

تقطیع زہے ٹس خنے آفرینش جمالت + نکت یا مجموعہ گل خیالت  
 فنون فنون فنون فنون فنون فنون فنون فنون فنون فنون

(۱) التشریح: یہ غزل نغمہ ہے "نکت" جمع نکتہ "زہے" کلمہ تعجب "مجموعہ گل" بضم کاف فارسی مراد حسن کامل لکاف عربی مراد عالم۔  
 ترجمہ: (اے جی!) آپ کے حال پیدائش عالم کا کیا بہتر نسخہ (کا پی) ہے اور آپ کا خیال (یعنی فہم و ادراک) حسن کامل یا عالم کی باریکیاں معلوم کر نیوالا ہے (یعنی آپ باعث تکون عالم ہیں اور تمام عالم کی حقیقت آپ پر منکشف ہے)

(۲) ترجمہ: آپ فطرت و شہرت میں بالاتر ہیں آپ کے مرتبہ کو کبھی نہیں گھٹا سکتی اور تاریکی و مبرا (جو فیدہ رسلان ہیں) آپ کو بے نواں نہیں کر سکتا۔  
 (۳) ترجمہ: آپ کی رائے اور قول سے ہمیشہ حق روشن ہوتا ہے اور حادثات کی موجوں کو آپ کے کلام کے آپ حاف و شیریں نے دیا۔

(۴) ترجمہ: ہر شخص فی پروا و عقل کی حد تک ہو سکتی ہے اور آپ (مجموعہ لطیف) روح میں عقل کی پروا بھی آپ کے پروا زوادی (ملاوے سے ہے) یعنی ہر شخص کے لئے عقل ذریعہ ترقی ہے اور آپ عقل کے لئے ذریعہ کمال ہیں)







جزائے حسن عمل و شریعت عربی سرت ۱۰۹ بعث عفو نکردن گناہ ہے ادبی سرت  
 سو او دل زے سالخوردہ روشن کن ۲ کہ عینک بصرش ز آگینہ جلی سرت  
 قبول بے تیراں ز اتفات معشوقست ۳ عنایت از بی را نشان بے پی سرت  
 جمال حال شود ترجمان استحقاق ۴ دلی آب جگر فتنگی و تشنہ بی سرت  
 زمن مشاطہ بتاں صدق مے طلبد ۵ ہنوز دختر زرد سر اچہ غلبی سرت  
 ملو کہ رخم و قسمت بنود دریا بم ۶ کہنا رسیدن سالک نشان بے طلبی سرت  
 زد دوست روی مگرداں و تن بفرماں دہ ۷ کہ ہر کہ صاحب حال شد ولی بپی سرت  
 بحر و جہت مشن مجنون مقصور اکالان و قطع بے مثل ۷

(۱) تشریح: "عرف" رواج عام ترجمہ ہے عربی شریعت یعنی محمدی شریعت میں اچھے کام کا ثواب (ملتا ہے) اور عرف عام میں (بھی) خطا کو معاف کرنا ہے ادبی خیال کچھ ایسی ہے پس اسے دوست ہم کو یہ کہتے ہیں ہماری خطا معاف کر

(۲) ترجمہ: دل کی سیاہی کو پانی شراب کے ذریعہ سے روشن کر اسلئے کہ اس کی آنکھ پر عینک جلی نشینہ کی لگی ہے (جلب کا شیشہ مشہور ہے شراب صاف کو جلی نشینہ کی عینک کو نشینہ دی ہے یعنی شراب معرفت سے دل کی بے نور آنکھ روشن ہو سکتی ہے)

(۳) ترجمہ: بے تیروگ (بھی) معشوق (حقیقی) کی توجہ (کرم) سے مقبول (راگاہ) ہو جاتے ہیں (خدا سے تعالیٰ کی) عنایت قدیم کئے کوئی وسیلہ نہ ہوا ہی بہانہ نہ جاتا ہے (یعنی یہ اسکی دین ہے بے وسیلہ کامیاب ہو جاتا ہے) اور وسیلے والے محروم رہ جاتے ہیں)

(۴) تشریح: "جمال حال" مراد صورت حال "ترجمان" مترجم، ترجمہ کرنا مراد از بیظاہر، ترجمہ: (عاشق کا ظاہر حال ہی اس کے استحقاق و دیدار یا) ہونے کا ذریعہ یا ہے ربط طہ کہ اہلگری سوزش اور یوں کی خشکی پانی کی خواہش کی) دلی ہو۔ توضیح: یعنی جس طرح پانی کا استحقاق جگر کی حرارت اور یوں کی خشکی سے ثابت ہوتا ہے اسی طرح عاشق شریعت دیدار کا استحقاق انتہائی سوزش قلب و جگر کے بعد ہو سکتا ہے)

(۵) تشریح: "صدق" ترجمہ: "دختر" شراب انگوری۔ "سراج" تصنیف سرائے۔ ترجمہ: باغ کی مشاطہ مجھ سے (بھی) مہر مانگتی ہے حالانکہ دختر ابھی تک خاندانگو سے باہر نہیں نکلی۔ توضیح: یعنی قاعدہ تو یہ ہے کہ وہن کے آجائیکے بعد مہر دیا جاتا ہے مگر یہاں اثا معاملہ ہے رخصت ہونے سے پہلے ہی ہر کا مطالبہ ہو رہا ہے مراد یہ ہے ابھی تک گو شراب نشینہ نہیں ہوئی مگر انگوروں کو دیکھ کر ہی دل تابو بیاد ہو جا رہا ہے۔

(۶) ترجمہ: یہ نہ کہہ کر میں (طلب) دوست میں، نکلا تو تھا مگر بالینامیری قسمت میں نہ تھا اسلئے سالک کا (مرتل مقصود) نہ ہو چکا (در حقیقت صبح) طلب نہ ہونے کی علامت ہے۔ ورنہ ۵

عاشق کہ شد کیا رجاش نظر نہ کرد ۵ اسے خواہ در دوست و گریہ طلبیست

(۷) تشریح: "ذہبی" ایک عارف پاکال کا نام ہے۔ ترجمہ: دوست سے منہ کو نہ موڑا (داس کے) کالم کو ان (خواہ غیری بھی میں) آئے یا نہ آئے اسلئے جو اس مرتبہ پہنچ جاتا ہے وہ ولی ذہبی کا رتبہ پالیتا ہے)

خلافِ رسمِ دینِ عہدِ خرقِ عادتِ دال ۸ کہ کارہائے جنین از شمارِ بوالہی است  
شبِ سیاہِ صبحِ سفیدِ آرد ۹ چراغِ مُطَلَبِ از دو دمانِ بولہی است  
یہ تیغِ قطعِ ارادتِ نخبے شود مارا ۱۰ خلوصِ بندگیِ مآشرافتِ نسی است  
مگوزدِ دوستِ ملالتِ بودِ نظیری را ۱۱ کہ مستیِ سحری از نیا ز نیم شبی است

ترا بکعبہِ مراکارِ بادلِ افتادہ است ۱۲ بکعبہِ بتِ کدہٗ منِ مقابلِ افتادہ است  
صدائے بے جرسِ ارشمنویِ غریبِ مداں ۲۰ کہ روحِ ماسمتِ بدِ نبالِ محلِ افتادہ است

(۸) تشریح: ”رسم“ طریقِ مقرر ”خرقِ عادت“ طرزِ عام کے خلاف امر کو کہتے ہیں از قبیل معجزہ و کرامات۔ ”بوالہی“ حیرت۔

ترجمہ: اس زمانہ میں رسمِ عام کے خلاف کرنے کو معجزہ یا کرامات سمجھی جائے گی کہ ایسا معجزہ حیرت کا مول میں شمار کئے جاتے ہیں۔

توضیح: شعر کا مفہوم عام ہے جس کی متعدد توجہیں کیجا سکتی ہیں یعنی دوست کا رسمِ شگری کو چھوڑنا خرقِ عادت ہے یا کسی عوامی

جاہل کا عادت یا کمالِ بچا یا نادانانہ ہے یا عادتِ خلدِ خلدی کجالاتِ شاذ و نادر ہیں کوئی واقعہ پیش آتا ہو عام طور سے سب کام اسباب کی ماتحت ہوتی ہیں۔

اس دعویٰ کا بیان اگلے شعر میں ہے۔

(۹) تشریح: ”چراغِ مُطَلَب“ مراد ذاتِ گرامیِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، مقلبِ آپ کے دادا کا نام ہے۔ ”یولہب“ آپ کے چچا کا نام ہے  
صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا یسٹ یڈا اپنی لہب۔ اسی کے حق میں نازل ہوئی، ترجمہ: (چراغ)

تاریک رات، روشن صبح پیدا کر دیتی ہے اور مطلب (کے گھر) کا چراغِ خاندانِ یولہب سے پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱۰) ترجمہ: تلوار کے خوف، اسے ہماری عاقبتِ منقطع نہیں ہو سکتی (اسلئے کہ دوست کی بارگاہ میں) ہماری خالص بندگی ہماری

خاندانی شرافت کا تقاضا ہے) (اس کو کسی حال میں نہیں چھوڑا جاسکتا)

(۱۱) تشریح: ”ملالت“ میں نامے مصدری ہے یعنی اگنا جانا۔ ترجمہ: یہ نہ کہو کہ نظیری دوست رکے نہ کہ خیال سے اگنا گیا ہر اسلئے

کہ کیفیتِ بچوئی (جس کو تم نتیجہٴ ملال سمجھ رہے ہو) تو اس کے بوقتِ نصفِ شبِ عرضِ نیاز کرنے سے پیدا ہوئی ہے یعنی دوست

نے ہماری عرض و نیاز کو قبول کر لیا ہے جس کی وجہ سے ہم پر بخودی وستی طاری ہو گئی ہے)

بَیِّنَات

بحر۔ جہتِ منحنِ مسکنِ مقصود، ارکانِ تقطیعِ پیش پے دلت، مگر ضربِ دعویٰ تادستِ منحنِ مسکنِ مقصود ہر

(۱) ترجمہ: (اے حاجیِ حرم) تیرا معاملہ کجہ بود البتمہ و او دیر (اپنے) دل سے (تو گویا میرے دل کا بت کدہ ریت) کے کعبہ کے بالمقابل آگیا

ہے یعنی جس ذات کو تو کعبہ میں جلوہ گرد مکتا ہے ہم اپنے ضمیر کدہ دل میں دیکھتے ہیں کہ طریقِ عشق میں دیر و حرم کا کوئی امتیاز نہیں)

(۲) تشریح: ”عجس“ گھٹنہ ”دنبال“ پیچھے ”محل“ ہو دج۔ کجادہ۔ ترجمہ: اسے دوست، اگر توجہ کر گھٹنے کے آواز سن رہا تو وہاں

بات کو عجیب نہ سمجھنے لگا رہا، روح ریت سے، ہو دج کہہ پیچھے لگی ہوئی (یہ اسی کی آہ و فغان کی آواز ہے)



مجرد ان سبک سیر از جهان رفتند ۱۰ گھر بقعریم و خس بسا حل افتاده است  
گدائے پیر مغال شوکہ بادشاہ و فقیر ۱۱ بر آستانہ میخانہ سائل افتاده است  
ضرر بحال نظیری پیش میں نرسد ۱۲ کہ او بودی و نقش بغزل افتاده است  
فخر و الانبتال از بند اوست ۱۳ آنچہ ہرگز نگسلد پیوند اوست  
گردن شمشاد را زلفش بخت ۱۴ سرو از آزار دگان بند اوست  
گر چہ شکل نیستی دارد و ہانش ۱۵ ہستی جاننا ز شکر خداوست  
نقص زلفش از ہمہ حدش شکست ۱۶ گر شکستہ ہست در سونگہ اوست

جانہا

(۱۰) اشتریح: "بجزو" علائق دنیا سے پاک شخص "سبک سیر" تیز رفتار "تقر" گہرائی، تلی، ترجمہ: تیز رفتار پاک بزرگ دنیا کو چھو گئے گویا، موتی دریای تلی میں (چٹھہ گیا) اور کوڑا کیا کٹنا پر پڑا ہوا تو صبح: دنیا داروں کو خس و خاشاک اور پاک بازوں کو موتی قرار دیا ہے۔  
(۱۱) ترجمہ: پیر مغال یعنی رہبر کمال کے درگاہ کارماری بن جا کہ بادشاہ اور فقیر (سب اسی کے) میکدہ کے آستانہ پر سائل کی حیثیت پر ہیں۔  
(۱۲) اشتریح: "پیش میں" انجام پر نظر رکھنے والا ترجمہ: انجام میں نظیری کے مال کا نقصان نہیں سکتا اسلئے کہ وہ خود تو صحرائے رستی میں مصروف سفر ہے (مگر اس کا سامان پہلے سے) منزل پر پہنچ چکا ہے (یعنی از روئے پیش بینی سبکٹا کر ذخیرہ اخذ بنایا ہے پس جب کچھ سامان ساتھ میں ہے ہی نہیں تو رہن کا کیا خطرہ ہو سکتا ہے)



بحرہ - دل مدرس مقصور ارکان و تقطیع: شش ہفت (د)

(۱۱) اشتریح: "والانبت" بلند قامت، بلند مرتبہ شخص، ترجمہ: اس (دوست) کی قید (عشق) پر بڑے بڑے خاندانی اور مرتبہ لوگ فخر کرتے ہیں اسلئے کہ جو تعلق کبھی نہیں ٹوٹتا وہ اسی کا تعلق ہے (یعنی رابطہ عشق ہی پاؤں اور قابل فخر ہے)  
(۱۲) ترجمہ: شمشاد کی (اکڑی ہوئی) تنکیر گردن کو اسی کی زلف سے توڑ دیا یعنی شمشاد کو اپنی زلف پر ناز تھا مگر میرے معشوق کی زلف دیکھ کر اس کی گردن شرم سے جھک گئی، باقی رہا، سرو (تودہ) بھی اسی کی قید و بند سے آزاد ہونے والوں میں سے ایک (غلام) ہے گویا اسی نے سرو کو آزاد کئے ہیں کہ وہ قید زلف دوست سے آزاد کر دیا گیا ہے،

(۱۳) اشتریح: "شکر خند" اسم فاعل ترکیبی موصوف محذوف کی صفت ہے، ترجمہ: اگرچہ اسکی دھن عدم کی صورت رکھتا ہے، مگر عاشق جاننا یا عشاق کی جانوں کا وجود اسی کے (لب) شیریں تبسم کے دم بخود گویا ہے اب حیات ہی حیات میں ہے، اشارہ: ہستی و غیرت ہے تو اس کی تبسم میں ہی تو صبح: یعنی جینوں کا عہد امتوا نہیں ہوتا باقی اور سب باتیں درست ہیں پہلا مصرعہ اسکے لئے حسن تفسیل ہے مگر حضرت غالب نے خود دوست کی نہایت کو عہد کے امتوا راہ غنیمتی و حیرت دیا ہے تری نادی سے جاننا کہ نہ تھا عہد بودا بھی تو نہ ٹھکنا اگر امتوا نہ تھا۔

تبی بہ صفت طاق ہے

طروش را هست پیوندے صلح ۵	چین ابرو گر چہ خوشاوند است
بر شہر بخواست مے آید خواب ۶	بستر مے مشک و عجم آگند است
مشرقی صغرائے میار ان شکست ۷	نوش مے خوش از ترنج و قند است
زود آیمزش بمر دم مے کند ۸	مشک را بواند کے ماتمداوست
حسن گل بر باد و ہماں زود رفت ۹	ہر کہ تکیے نیدار دیند اوست
کینہ کش از دوستان ہر جوے ۱۰	طبع مغرور بخود خرسند اوست
بار تکیفش ز دوش انداختم ۱۱	گویش ہر کس کہ حاجت مند اوست
ظلم اتواں بر نظیری مے کشد ۱۲	معنی او بہتر از قزند اوست

(۵) ترجمہ قلب مصغرین۔ اگرچہ ابرو کے بل اس لفظ کے قرابت وار ہیں مگر پھر بھی اس کی زلفوں کو صلح کے ساتھ تعلق (خاطر) ہے یعنی اگرچہ فکین ابرو سے اظہار عیاں ہو رہا ہے مگر اس کی زلف عشاق کے دلوں کے ساتھ صلح کا اظہار کر کے انکو اپنی طرف مائل کر رہی ہے۔  
(۶) تشریح: ہر شہر میں م خواب کا مصاف ایہ ہے۔ عجم ایک قسم کی مشک خوشبوؤں کو بکڑوں پر بچھتے ہیں۔ ترجمہ: ہر رات میں وہ (دوست) از خود میرے خواب میں آجاتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ایسا بستر اس کی وجہ سے مشک وغیر میں بس گیا ہے۔

(۷) تشریح: "مشرقی" مصدعویٰ یعنی بینا "نوش" نوشدارو، "ترنج" ترنج و قند، "عجم" بھونکینے کا مفید ہے۔ ترجمہ قلب مصغرین۔  
(دوست کے آب دہن کی شرب کا تریاق اس کے ترنج و قند یا خصار) (قند دلب) کی وجہ سے اچھا بن گیا ہے کہ جس کے پینے سے عشق کے بیماریاں  
کا صفا دور ہو گیا یعنی صغرائے عشق کے لئے دوست کے لب اور زہر کا ترنجیں ہی تریاق کا کام کرتا جو ورنہ یہ وہ نشہ نہیں جسے حشری تارو۔  
(۸) تشریح: "مے" مے کا فاعل صغیر یا راجع بوسے ہوؤ مشک، ترجمہ: (دشمن کی خوشبو) کو گوں کے (دماغ) کے ساتھ جلد کھل جاتی ہے (معلوم ہوتا ہے کہ) مشک کی خوشبو کچھ اس (خوش ادا) دوست کے مشابہ ہے۔

(۹) تشریح: ہر کہ تکیے نیدار، مبتدا اور خبر متحدہ یعنی "زود بر باد و" جو بیکھلے مصرعہ سے مفہوم ہوتی ہے۔ ترجمہ: بچوں کا کھن (دشمن) جلد ہی عرو میں بن رہا ہو گا تاہم پس یہ اس کی حقیرت ہے کہ خوشبوؤں کا نہیں بلکہ جلد پر اچھا و جاننا ہے یہی خوشی اور بیکسی یا عجب تباہی ہے۔  
(۱۰) ترجمہ قلب مصغرین۔ اس (دوست) کی مغرور و رواں ہے اور کھنڈ کر مینا کی طبیعت ہر رخصت کے علیکار و دستوں کے ساتھ خدا و ستا اور کینہ پروری پر آمادہ ہے یعنی دوست کو اپنے حسن پر ناز اور اپنی طاقت پر عجز ہے اسلئے آمادہ ظلم ہے۔

(۱۱) تشریح: "تکیف" "عرا حکم شعی" ترجمہ: اس کے احکام کی بجا آوری کے بوجھ کو اس نے اپنے گنہگار سے سزا ناپا ہے کہ وہ جو شخص اس کا ضرور مند ہو وہ اٹھائے اپنی ہم تو حوتا شاہیں عبادات کے ادا کرنے کا ہم کو خوش کہاں؟ یا تکلیف سے عرا تکلیف عشق ہے اس صورت میں مقبول شعر  
یزاری اور اسوخت ہو گا یعنی جب دوست کو ہمارا عشق ناگوار ہے تو میں بھی اس کو چھوڑتا ہوں اب میں کو ضرورت ہو رہی ہے بوجھ اٹھائے۔

(۱۲) تشریح: "ظلم اتواں" باضافہ تیشہی "اتواں" جمع آخ یعنی بجائی ظلم اتواں سے برا داراں یوسف کے ظلم کی طرف اشارہ ہے۔ ترجمہ: (لوگ) (بجائی تیشہ ۱۶۲ پر ملاحظہ ہو)

معشوقہ من قبلہ نظر گشت ۱۱۳ تاکست نظر از رخ چو آئینہ برگشت  
 غرق کرم جیلہ گراغم کہ در اں کوئے ۱۲ سقم شبید دیدہ و ہم سلبا برگشت  
 ز دخنہ شیریں نیک بردلی ریشم ۱۳ اشکم سجلاوت شد و آہم باثر گشت  
 او راق گل اندر غزل غنیمت بخت ۱۴ عطر دھرم نفس باد و سحر گشت  
 پیدا ست دل آمیزیم از گوشت گفتار ۱۵ چون رنگ مرگشت بلطعم تم گشت  
 شاید شوم انگشت آٹما بچو مسہ نو ۱۶ نغم کہ در آتش زشت بود و سحر گشت

(باقی مضمون صفحہ ۱۶۱) کلام کی بے قدری کر کے نظریہ پر برادرانِ یوسف کا سا نظم کر رہے ہیں (اسنے کہ نظریہ کے معانی و مضامین) (اسکے نزدیک) اس کی اولاد سے زیادہ بہتر نہیں۔ توضیح: یعنی یوسف کے بھائیوں نے یوسف کی تحقیر و ذلیل اور آغوش پدر سے جدا کر کے ظلم و بیوقوفی پر کیا تھا اسی قسم کا بلکہ اس سے بھی بڑا ظلم لوگ میرے کلام کی ناقدری کر کے چیخ پر کر رہے ہیں، کیونکہ اپنا کلام جسے اولاد بھی زیادہ عزیز ہے



بحرہ - ہنرج ثمن خرب مکتوف مقصور (انکال) و تقطیع - شل سلبا و دت،

(۱) "تشریح" "جلد ۱" ایک آرکانام جس سے نسبت قبلہ معلوم کرتے ہیں اس مصرعہ کی تشریح ہوگی "عشوقہ من قبلہ تاکست و نظر من قبلہ گشت" "برگشت" کا فاعل ضمیر ہے جو "رخ" یا قبلہ نام کی طرف بھرتی ہے۔ ترجمہ: میرا معشوق شل قبلہ نامی اور (میری) نظر شل قبلہ (جنا پنہ) جب (میری) نظر اسکے قبلہ کی مانند روشن چہرہ پر پھری تو وہ بھی شل قبلہ نامی ہو گیا۔ توضیح: شعریں آیت "اینا نو انکم و دہ اللہ کے مضمون کو ادائیگی یعنی جو صبر و کھنچو ہیں اُدھو تو (۲) "تشریح" "جلد ۲" "مراد دش" "رتیب" "شبید" "پو تو، سیاہ رنگ کا بے قیمت موتی مراد انکھ کی شبلی۔ ترجمہ: میں جیلہ رقیبوں کے کرم میں ڈوبا ہوا ہوں کہ اس کو جہ میں نے تھیوں کے پوتھوں کو مینہ دھا اور قسمت سے وہ موتوں کی لڑی میں شامل ہو گئے۔ توضیح: یعنی اپنی ہانہ بازوں نے دوست کو دھڑلایا اور یہ بھی اسے کی کوشش کی کہ میں انکھ باری مری کی وجہ کر رہا ہوں اور وہ پیچے عاشق ہیں اس چیز نے دوست کو میری طرف مٹھت کر دیا اور اس نے میرے پیرا خلاص انکھوں کو قبول کر لیا گویا بے قیمت پوتھ میں بہا گوہر بن گئے ہیں رقیبوں کا یہ احسان واقعی عظیم الشان ہے۔

(۳) ترجمہ: (دوست کی) اشیریں ہنسی نے میرے رنجی دل پر راد، ناک چھڑک دیا رنجی، مسکو مسکا دیا کہ جو جن عشق میں اور دنیا و قی ہوئی، پس اب، میرے آنسو نیند و شیریں ہو گئے اور میری آہیں بہتا شیر ہو گئیں (اور نہ اس سے پہلے اشک بے مزہ تھا اور آہ بے اثر تھی)

(۴) ترجمہ: "مصرعین" - جب سے کہ میری آد (سحر گاہی) کا عطر نیم صبح کا ہدم بن گیا ہے اس وقت و بیول کی پگھڑیاں غنچ کی آغوش میں سائیں (یعنی تنہا یا دھرمیوں کو دیکھنا جسے تیک کہ اس نے میری سحر آدھ گاہی کو فیض حال نہیں کیا اور یہ ہو کہ وہ سحر گاہی میں اتنا اثر کر غنچہ ہاؤ امید میں کھنچے گئے) (۵) "تشریح" "دل آمیز" "دل میں اترا جانا" "طمرہ" - ترجمہ: (میرے) طر زنگٹو سے ہی کہ جو بھجوں کے رنگ شل خوشنما، بلکہ بھجوں کے ذائقہ کے شل (چیر کیف) ہے، میری دل آمیزی ظاہر ہے (یعنی میرا کلام لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیتا ہے)

(۶) "تشریح" "نعل و درتاش" "بون" "مضطرب و متحرک ہونا" "نعل کی سادیت" "ما و نوکیسا" "ظاہر ہے" - ترجمہ: ممکن کہ میری طرف (نعل) ہلال کی مانند (باقی صفحہ ۱۶۲ پر)

- ۷ زان کلکم از وعطر نشانست که دستم  
 ۸ تا بوسہ گر خیرہ مذاقاں نکستہ دست  
 ۹ در ہر خم آں زلف کیس نگاہ پلا نیست  
 ۱۰ عطفہ کہ کبیدہ در گنجینہ ام آں بود  
 ۱۱ با ایں دل بر عہدہ شرمندہ عشقم  
 ۱۲ ہر شمع شمع کہ بر آورد نظیری  
 ۱۳ با سبیل خوش پوش بر آں طرف مگر گشت  
 ۱۴ ونداں ز دم آں ساعدہ چوں شاخ شکر گشت  
 ۱۵ با ایں ہمہ زباں روستہ نخواستہم بخطر گشت  
 ۱۶ تا عشق در آمد بمیان حلقہ در گشت  
 ۱۷ ہر جا کہ غنہ تیغ بر آورد سپر گشت  
 ۱۸ از غیرت آں ناہمیں جہن جگر گشت

نظر بظاہر و حسد اور تھا خفت است ۱۳۔ اہل رسیدہ چہ داند بلا کی خفت است

(بقیہ نمبر ۱۶۲) انجمن سے اشارے ہوئے گئیں اسلئے کہ میرا نسل (دل) جو اس محبوب کے (آتش رنگ) چہرہ کی آگ میں تپا یا جا رہا تھا بدش (دش) اقر ہو گیا ہے۔ تو شیخ نے یہی جرح کر کہ نقاب سے نور مائل کر کے ہلال (تہ) اور بد (دش) کا ل (تہ) جیسا تاب، اسی طرح آتش زسار میں پتے پتے میرا نسل دل جو ہلال تھا کئی ماہ مند ہو گیا ہے یہ علاحدہ ہے کہ عشق کی یہ قراریاں ہستہ کے بعد اب ہمارا عشق کامل اور دل دوست حاصل ہو گیا ہے۔ (۷) ترجمہ: میرا قلم اس وجہ سے عطر نشان کی گراہ ہے کہ میرا قلم اس (محبوب) کے معطر سبیل (زلف) کے ساتھ ساتھ اس کی مکر تک پہنچ چکا ہے۔ یعنی میں دوست سے ہم آغوش ہوا ہوں اور انکی زلفوں نے میرے ہاتھوں کو معطر کر دیا ہے اسلئے میرا قلم عطر پاشی کر رہا ہے۔

(۸) نشریح: ”خیرہ مذاق“ بد ذوق، ”وذاقانہ“ اہم مشغول، ”چوں شاخ شکر“ ساعدہ کی صفت ہے، ترجمہ: تاکہ (دست اپنے) ہاتھ کو بد ذوق لوگوں کا بوسہ نگاہ نہ بنائے اسلئے میں نے اس کی شاخ شکر کے مثل (شیریں) گل لائی پر کاٹ کھا یا۔ توضیح: یعنی گو میری یہ حرکت خیرہ مذاقی سمجھی جائیگی مگر میں نے دوسرے بد ذوقوں (یعنی رفیقوں) سے اس کے ہاتھ کو چاہے کیسے دانستہ ایسا کیا ہے۔

(۹) ترجمہ: اگرچہ اس محبوب کی زلف کا ہر چرخ و خم ہلالوں کا کین گاہ ہو مگر میں اس کے باوجود اپنی جان کے، خطرہ بوجہ اس بہرہ حبیب ہستہ نہ ہوا۔

(۱۰) نشریح: ”عطفہ در“ دروازہ کے باہر بوسے کا حلقہ نکاتے ہیں تاکہ آئینہ اس کو ہا کر اپنے آنے کی اطلاع کر دے۔ ترجمہ: جب سے عشق در میان میں آکر دواہے (دیری) وہ عقل جو میری خزانہ (دل) دماغ کے دروازہ کی گنجی قہمی حلقہ در بند کر رہا ہے یعنی عشق کے آنے سے پہلے سب کام عقل و خرد کے منشا کے مطابق ہوتے تھے لیکن اب عقل کی کوئی بات نہیں (مانی جاتی)۔

(۱۱) ترجمہ: میں (اپنے) اس جنگجو دل کی وجہ سے عشق کے آگے شرمندہ ہوں اسلئے کہ جہاں غم (عشق) نے مجھ کو ہلاک کر دیکھئے، تلوار موتی (جھٹ) یہ وہ حال بن گیا یعنی دل نے غموں کو برداشت کیا کیا اچھا ہوتا کہ بقراری میں جان لگ جاتی تو آج عشق کے سامنے شرمندہ نہ ہوا پڑتا۔

(۱۲) ترجمہ: نظیری نے (اپنے منکبہ پوشا میں سے) جس شمع شمع پیش کیا اس کے رشک و غیرت کی وجہ زخاں (پہن کا ناز دھلاوا) خون جگر بن گیا یعنی مشک میں بھی وہ خوشبو اور خوبی کہاں ہو شمع نظیری میں ہے۔

بحر جہت شمن جہن ممکن مقصود۔ ارکان و تقطیع، مثل، مگر ضرب و عرض خفت ست جہن ممکن مقصود

(۱) ترجمہ: نظیر میں اور حسد بظہر چھپ چھپا ہوا ہے، جس کی موت آپہنچی ہے اسے کیا معلوم ہو کہ ہلا کہاں چھپی ہوئی ہے۔ (باقی صفحہ ۱۶۴ پر)

کجا ز عشوہ آں چشم نیم باز رہیم ۲ کہ فتنہ خاستہ از خواب پائے خفت است  
 کے بقلب شبم نرگس زے آرد ۳ کہ در فراشِ قصب پائے درخنا خفت است  
 شمیم ہمد ز باغ و فائے آید ۴ بہر چمن کہ تو بشکفتہ صبا خفت است  
 طیب عشق تیر طمع ز میاں سے ۵ کہ شب ہر احوال زین فریبید و خفت است  
 کس از معانقہ زور وصل یا بد ذوق ۶ کہ چند شرب نہ ہم غم خوش خود خفت است  
 بگیر کام دل اسے کہبتین مردہ چشم ۷ کہ نہ روت آمدہ و نقش در تھا خفت است  
 (بقیہ صفحہ ۱۶۳) یعنی ناگاہ مصیبت ٹوٹ پڑتی ہے اور انسان دیکھنا کا دیکھنا رہ جاتا ہے اسی طرح معشوق کیا رنگی عاشق کے متاعِ صبر و فکر کو ٹوٹ لیتا ہے اور اسے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ اتفاق کہاں سے آ پڑی

(۳) ترجمہ: ہم دردِ مست کی، ان نیم باز آؤ گھٹی آنکھوں کے غمروں سے بچ کر کہاں جاسکتے ہیں کہ یہ فتنہ تو میدانِ ہو گیا جو اور ہمارا پاؤں ہو گیا ہے۔ یعنی جس جنیم باز آنکھوں کے غمروں کی اندوار لیکر نکلتا ہے تو عاشق پڑ پائے رفق و دجائے ماندن کی شل صادق آگئی ہے

(۴) تشریح: "قلب شرب" نصف شرب۔ میہ غیر مغفولی ہے۔ "شیشی کیرا" ترجمہ: "دیکھو تو سہی" آدمی رات کے وقت مجھ پر وہ نازک اندام احمد آ رہا ہے جو ریشی بستر پر پاؤں میں مہندی لگائے سو رہا ہے (یعنی پاؤں میں مہندی لگی ہوئی ہے، نرائکت کا یہ حال ہے کہ بستر ریشی ہے اور آدمی رات کا ڈراؤنا وقت ہے ایسے حالات میں یہ جرات دیکھنے کے قابل ہے۔ مراد دوست کے نقشِ خیالی کا ناہے)

(۵) ترجمہ: قلبِ مصرعین: اسے گل چوہا جس چمن میں تو کھلا ہے اس میں باد صبا سوئی ہوئی معلوم ہوتی ہے (اسی لئے تو ترسے) باغ و فناء و محبت کی غمراہ گیس ہوا (چچہ نک) نہیں آتی (دوست کی بے مہری کی نہایت لطیف پیرایہ میں شکایت کی ہے)

(۶) تشریح: "طیب عشق" انصاف، مٹا چ بسوئے مرض یا انصاف مشبہ بسوئے مشیہ، "زین" "طیب عشق کی پہلی توجہ کی بنا پر سب سے پہلے اور دوسری توجہ کی بنا پر شفقت است کے متعلق ہے۔ ترجمہ: (مرض) عشق کا چارہ گراس پمار سے (صحت کی) امید منقطع کر لیتا ہے، جس کو رات میں اس لاو و مرض کی وجہ سے جیسے کسا تھہ فیندا گئی ہو ریشی جبکہ بعض عشق اس دروے دوا میں ہی راحت و سکون پاتا ہو تو پھر اس کے درد ہونے کی کیا صورت ہو سکتی ہے) دیگر: خود طیب عشق اس مریض (دنیا) سے امیدیں منقطع کر لیتا ہے جو اس دروے دوائے عشق کو چھوڑ کر رات کو راحت و آرام کسا تھہ موتا ہو۔ توضیح: یعنی دو عشق و در حقیقت بیمار دنیا طلب کیلئے ایک دار و ستے بن کر آگوس درد کا کوئی مداوا نہیں کرے دنیا کے لاکھوں دردوں کو بچا دیتا ہے پس اگر کوئی حرامِ نعید اسکو چھوڑ کر دینی راحوں میں ٹھہک ہو جائے تو اس کا کیا علاج؟ عشق کو اس وصفِ فاضل کو پہلے یوں ادا کیا جو سے عفاک اللہ بقدرِ عشقِ اہستی براہِ روی بیک شکل نمودی دل ہزاراں مشکل مارا۔

(۷) ترجمہ: "اوی شخص وصل کے دن (دوست سے) ہلکا رہو سہ کا لطف اٹھا سکتا ہے جس نے چند راتیں اپنے ہم غم خوش ہو جدا رہ کر بھی بسر کی ہوں (یعنی یہ چیز جھینٹوں کے بعد حاصل ہوتی ہے اسی کی قدر ہوتی ہے)

(۸) تشریح: "تیرہ" "پائے" "نرگس" "مدن" "نرگس" "کس" "نام" "ش" "سورجیت" کی چال نکل آئے کو نرگس آمدن کو تجس میں ترجمہ ہے (بقیہ صفحہ ۱۶۵)



شبِ امید بہ از صبحِ عیدِ میگردد ۸ کہ آشتنا بہتہائے آشنا خفت است  
 فنا نہ صرفِ نظیری کن کہ خواب کند ۹ شکستہ کہ بصد در مبتلا خفت است  
 خوں شد عریبہ جو افتادہ ست ۱۱۴ کشتہ بر ہر سہر کو افتادہ ست  
 بادب ز می کہ سرِ مستان را ۲ بد کندے یہ گلو افتادہ ست  
 آنکہ افتادہ بریں در راہش ۳ قدمش از تنگ و پو افتادہ ست  
 در خراباتِ مغانِ مستان را ۴ کا سہہ بشکستہ سبب افتادہ ست

(بقیہ صفحہ ۱۶۴) میری آنکھ کی چلیوں کے پاسو! اپنی امرا حاصل کر لو کہ تھاری جیت کا داؤد اگیا ہے اور نقشِ امرا اس کے پیچھے چھپا ہوا ہے  
 یعنی دوست سانسے موجود ہے آنکھوں کو حسرت دید نکال اپنی چاہیے)

(۸) ترجمہ: (۵) امیدوار تہنا بھری رات، عید کی صبح سے بھی بہتر نہ ہوتی ہے جس میں ایک عاشق (اپنے محبوب کی تنہا کرنے کرتے  
 سو جائے یعنی سے جو مرا انتظار میں دیکھا \* نہ کبھی دل پار میں دیکھا۔

(۹) ترجمہ: (۱) اپنا درد دھرا! افنا نہ نظیری صرف نہ کر! یعنی اس کو نہ سنا! تاکہ وہ شکستہ حال جو سینکڑوں دردوں میں مبتلا ہو کر (ذرا) سو گیا  
 ہے کچھ تو سوسے (اسی مضمون کو میر اور مسودائے عجیب انداز میں ادا کیا ہے میر صاحب فرماتے ہیں سے

سراہنے میر کے اس بہت بونہو، ابھی تک روتے روتے سو گیا ہی ہو داکتہ ہیں سے تو داکے جو ہا میں یہ ہوا شور قیامتِ خام ادب بوسے بھی آنکھ لگی ہو۔  
 بحر۔ دل مدرس بخون مسکن مقصود  
 ارکان۔ فاعلان فعلان فعلات

تقطیع۔ خود شاعر بہ جو ان تادست + کشتہ بر ہر سر کو ان تادست  
 فاعلان فعلات فعلات فعلات

(۱) تشریح: "عریبہ جو" جنگجو۔ ترجمہ: "شاہِ دشن" کی عادت جنگجو واقع ہوئی ہے (چنانچہ ہر گلی کو چہر پر مقبوضوں کے  
 ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔

(۲) ترجمہ: ادب و لحاظ کے ساتھ زندگی بسر کر کہ سہرا عاشقان کے گلے میں بڑی کندہ بڑی ہے۔ توضیح: "شعری" تو جہیر  
 ہو سکتی ہیں اول یہ کہ عاشق کو بزمِ دوست کے آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے اسلئے کہ جن عاشقوں نے مست دے خود ہو کر ادب و لحاظ  
 کو خیر باد کہنا وہ منہو کی طرح تختہ دار پر نظر آئے وگرنہ یہ کہ عاشق کو خود اپنی عاشقی کا لحاظ کرنا چاہیے، ورنہ کوئی بات تھا خاصاً عشقِ کھلاف  
 نہونی چاہیے اسلئے کہ ان کے گلے میں عشق کا بڑا پسند پڑا ہوا ہے کہ مجالِ دمِ دون نہیں اسی مضمون کو پہلے یوں ادا کیا ہے سے

ادب گرفتہ عنانِ غارِ مستی ما \* برابرست بلندیِ ماؤں پستی ما

(۳) ترجمہ: جس شخص کا کہنا اس (میکہ) کے عشق کے دروازہ پر ہو گیا اسکے قدم دوڑ دھوپ ہو عاجز ہو گئے (یعنی مبتلا عشق عاجز و درماندہ ہو کر پھٹا  
 (۴) ترجمہ: "مے" کہہ میں (مستی کا یہ عالم ہے کہ) مستوں کے جام و بیوگر پر مے اور ٹوٹ گئے۔

خوشی مازگل و بستان نیست ۵ صحبت یار نکو افتاد است

خوش عیرے بہم آمیختہ عشق ۶ خوشجو یوئے یو افتاد است

عشق از سنبل و گل و اچسدم ۷ رہ بر آن نگشت کوفتاد است

جائے دل خوردہ بینا چشیم! ۸ وہ کہ یارم بغلو افتاد است

دلبرم را سر رسوائی نیست ۹ کار جہیم ہر فوافتاد است

با خودم دشمن جان یا پر بود ۱۰ چکتم دوست عدو افتاد است

ہر نفس دق نظیری رنگے ست ۱۱ عشق را چشم بر و افتاد است

جمال ساقی ما و ضمیر لالہ گذشت ۱۲ کہ لالہ را سنے لعل از سہریا لکہ گذشت

(۵) ترجمہ۔ ہم (کچھ) پھول اور باغ کی وجہ سے خوش نہیں ہیں (بلکہ بات یہ ہے کہ) دوست کی محبت میں خوب بیسری (اسنے) مسرور ہیں یعنی گہبائے جن کی صورت میں گویا غویا کچھ ہمارا انگلیش ہے یا پھول (کچھ) محبت میں کی یاد تازہ کرتے ہیں،

(۶) ترجمہ۔ عشق نے کیا خوب عیرے تیار کیا یعنی عاشق کو عشق کی طبیعتوں میں غلبہ پیدا کر دیا کہ دونوں کی تو بیا کل ایک ہی گویا (یعنی فرق نہ دے)

(۷) ترجمہ۔ میں نے سنبل اور گلاب سے محبت کا تعلق منقطع کر لیا، اسنے کہ میرا لکہ اس کو چہرہ دوست کے چہرہ ہو گیا ہے (یعنی میں دوست کے سنبل زلف اور گل عارض کا خیدا بن گیا ہوں)

(۸) ترجمہ۔ قلب مصراعین۔ افسوس کہ میرا سامان (دل) ہجوم دغم میں گر (کر) پناہ ہو گیا چہا پتہ بیائے دل کے اب ہو گیا (دل) کے ریزے چن رہا ہوں (خوردہ) بیائے مراد (اشک میں) بی بی دل کی بربادی پر اشک حسرت دامن میں جمع کر رہا ہوں)

(۹) ترجمہ۔ قلب مصرعین۔ میرے (جاگ) گریاں کا معالہ فوری ہو جائے ہو گیا (اسنے کہ) میرا محبوب رسوائی کیلئے آمادہ نہیں (یعنی دوست کو رسوائی سے بچانے کیلئے میں نے اپنا چاک گریاں کر دیا،

(۱۰) ترجمہ۔ مجھے خود اپنی جان کا دشمن بننا پڑے گا، کیا کروں دوست دشمن ہو گیا ہے (یعنی دوست جب ہماری ہلاکت کا خواہاں ہے تو دوست کی رضا طلبی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم خود بھی اپنی جان کے دشمن بن جائیں)

(۱۱) ترجمہ۔ ہر لمحہ نظیری کی ڈی رنگ برنگ کی ہستی ہے (معلوم ہوتا ہے کہ) اس پر عشق کی نگاہ پڑ گئی ہے (یعنی نیزگی) عشق نے دق نظیری کو یہ رنگینیاں عنایت کر دی ہیں ورنہ اس کے پاس کیا دھرا تھا؟

﴿﴾

بھرا۔ محبت شمس خیمون مقصور ارکان تقطیع۔ مثل شمس (دست)

(۱۲) ترجمہ۔ لالہ (خود) تاش (خ) ساقی کے جمال کا دل میں تصور کیا (تو ایسا محنت مند ہوا کہ) لالہ کی شراب رنگ، لب ساغری چھلک گئی (یعنی گل لالہ اس نے سرخ ہونے کا اس نے ہمارے دوست کا تھوڑا کر لیا ہے)

در آن ششائیل موزوں نگر کر ہر کس دید ۳ بحسن معنی صد دفتر و رسالہ گذشت  
بقصد ضبط نگاہیں برابر و ان اندر خست ۴ وے نشہ کہ کند از سر غزالہ گذشت  
دلہ ز حرص سوال از لبش جواب یافت ۵ چوں گدائے سراپہ کند نوالہ گذشت  
پہر ہر چہ کند روزیت بخشم مرد ۶ کہ روز تخم از ان گذشت گر خوالہ گذشت  
دو سالہ در و کش دیر بودہ ام عجبت ۷ کہ شصت سالہ توان از دو سالہ گذشت  
سری ز قفل سینا پروں نیا و دم ۸ اگر چہ عمر تحقیق ایں مقبالہ گذشت  
بطعنہ از پر ما غفلان فارغ دل ۹ چنان گذشت کہ بدوشت لالہ گذشت  
جفا ماند زیت در خود چو وار ششم ۱۰ بیا کہ کار نظیری ز آہ و نالہ گذشت

(۱) تشریح: ششائیل: جمع ششید یعنی طبیعت، خلعت، ادا، در نگر لین، بنظر تفتیق دیکھنا۔ ترجمہ: دو دست کی ان موزوں اداؤں کو خود سے دیکھ اسنے کہ جس نے اس طرح ایک ایسا شہید نگر ہوں رسالوں اور دفتروں کے معانی و مضامین کی خوبی کو کیا پایا یا اپنی تہی تو یہاں رسالوں اور دفتروں میں منتشر طور پر پائی جاتی ہیں وہ چھتر زخار و درست ہر یکجا موجود ہیں اگر تم ان سب کو جملہ کرنا چاہتی ہو تو اس چھتر کا بڑا مطالعہ کر لینا کافی ہے)

(۲) ترجمہ: دو دست سے انگاہ کو ضبط میں رکھنے کو ادا دے اور پھر گدوائی مگر ضبط نہ ہو سکا اسلئے کہ یہ گدوائی کی مانند غزالہ زختم اسے سر سے نکال گئی۔ توضیح: یعنی دو دست سے ضبط کر کے کوشش کی کہ ہمدی طرف نہ کیجی گدوائی تیار کر دیا کہ ہمدی طرف نظر آجھتی تھی، چہیں ہر دس مقید نہ ہو گئی۔

(۳) ترجمہ: میرے دل نے جریحانہ سوال کو جو جسے اسنے لوں سے کوئی جواب نہیں پایا اس پریشان حال بھکاری کو کشل چاک نوالہ تک ضرور مہو ہو گیا یعنی شین اسنے خوان لب پر جریحانہ نگاہیں ڈالیں جس پر چھ گدائی حریف کی مانند ایک بو سنک تر حروم کو دیا اظہار ہو کہ حصر محمدی کسب تھی جو درخت (۴) ترجمہ: فلک چھ گدائی روز کی کرے ادواہ راحت ہو یا رخ اسکو قبول کر اور اظہار اسنے کہ تخم زری را زل کے دن کی اس ہی ایشی کا شکار کی طرف اس چیز کا جواب ہو چکا ہے یعنی فلک کچھ نہیں کرتا جو کچھ کرتی ہے قدرت کرتی ہے)

(۵) ترجمہ: میں دو سال کی عمر سے دیر و زہات کا مدرسہ درکش رہنا چلا آیا ہوں تو بڑے تعجب کی بات ہوگی کہ ایک شخص ایسے حال میں ساٹھ سال کا ہو کر دو سال کی کہنہ شراب کو چھوڑ دے۔ اشارہ: ۱۵ تعجب کی وجہ دیں، ایک تو یہ کہ جس چیز کی عادت چھین سے پڑی ہوئی ہے ٹھہرا ہے میں اس کا چھوٹا تعجب نہیں ہے، دوسرے یہ کہ ساری عمر قہقہہ تک پچھوڑا اب بڑھا ہے میں جا کر نے کہنے دو سال کی تو چھوڑ دو اور یہ کیسے ممکن ہے

(۶) تشریح: قفل: شراب کا سے وقت حصر کی آواز عربی کا امر نکر از قول: بسر جیتے بیرون اودوں: حل کر لینا، مقالہ: مضمون۔ ترجمہ: قلب مضمون میں عمر ای مضمون کی تحقیق میں گدائی مگر عمر کی آواز زلف اسنے کہا، کو میں باطل حل نہ کر سکا (مراد یہ کہ عامہ تحقیق، تجویزیں بسر کر لینے بعد بھی راز قدرت سمجھ میں نہیں آیا)

(۷) ترجمہ: دوست، ہم پر فکر اور غفلت، دوں کا پاس ہر بے تروی فی ظلی کے: بطنے دیا ہوا: اس طرح گذر گیا جیسے کہ خنجر میں اونوں کی پوچھا ہوئی (۸) ترجمہ: جب میں اپنے غریب سے آواز ہو گیا تو (دوست کے) ستم و جوار کا احساس بھی نہ ہوا اسے دوست ہی آجائے اب نظیری کا حاملہ (۹) بانی صفحہ ۶۸ پر

ہجران نیک سود و بد باغ دل مار بخت ۱۱۶ سودائے تو آتش زد باغ دل مار بخت  
 ہر روغن صافی کہ یہ بہودہ فلک سوخت ۲ غم دیدی آزمائش پیراغ دل مار بخت  
 رفیم بسر زود دریں مغل مستان ۳ ساقی مے تندو بیا باغ دل مار بخت  
 مارا بہ نشاط و طرب آساں نگذار بند ۴ غم خون جہانے بسراغ دل مار بخت  
 ہر نخل امیدے کہ نشاندیم دریں باغ ۵ برگ و برش ازلہائے ایاغ دل مار بخت  
 کلفت ز کجا آمد و بخش ز کجا غاست ۶ بدگرد ملائے بفرایغ دل مار بخت شرور  
 بر عشرت ازود ملاست نظیری ۷ تاج نفس زوگل باغ دل مار بخت

(تفسیر صفحہ ۱۶۷) آؤ دالہ کی جسے بھی گند چکا ہے۔ توضیح: یعنی جب تک خودی کا احساس تھا دوست کی جفا معلوم ہوتی تھی اور ہم آہ و نالہ کرتے تھے مگر اب ایسے وارفتہ ہو گئے ہیں کہ طبعاً خودی کا احساس تھا اور آہ و نالہ اب حالت قابلِ ترحم ہے۔

بحر: ہر جنش من اخرج مکفوف مقصور ارکان و قطع: مثل سبک دت

(۱) ترجمہ: قلب مصطفیٰ (۱) دوست (۱) تیرے عشق کے جنوں نے ہمارے دماغ دل سے آگ برسانی شروع کر دی (۱) اور تیرے بحر و فراق نے نیک بدسا اور ہمارے دماغ دل پر چھڑک دیا۔ (یعنی عشق ایک مصیبت ہے اور بحر مصیبت بالائے مصیبت)

(۲) ترجمہ: آسمان نے راحت و مسرت کا ہر وہ صاف روغن جو بیکار پھونک دیا غم سے انکی ٹپٹ ہمارے چراغ میں ڈال دی (نشاط و مسرت کو روغن صاف سے تعبیر کیا اور غم کو ٹپٹ سے یعنی نا اہلوں کے حصّہ میں راحت آتی ہے اور ہمارے حصّہ میں رنج)

(۳) تشریح: "بسر رفتن" ختم ہو جانا، سر کے بل چلنا، مراد خود ہو جانا۔ ترجمہ: ہم مستوں کی اس مغل جلدی فنا ہو گئے یا سر کے بل چڑھ گئے (یعنی مست و خیر ہو گئے اسلئے کہ ساقی نے ایک تیز و تند شراب ہمارے جام میں ڈال دی (یعنی شراب عشق پلا کر دوست نویم کو مست از خود رفتہ بنا دیا)

(۴) ترجمہ: دکھناں قضاء و قدر ہم کو آسانی و نشاط و مسرت میں مصروف نہ رہتے دیں گے (جبکہ غم عشق، غم ایک عالم کا خون ہمارے دل کا کھوج لکھنے میں بہا دیا ہے) یعنی غم عشق ایک عالم کو فنا کر کے بالآخر ہمارے دل تک پہنچا ہے تو اب راحت و سکون کیسے ممکن ہے)

(۵) ترجمہ: اس باغ عالم یاد میں امید کا جو پودا ہم نے لگایا اسکے پھل اور پتے (سب) ہمارے جام دل کی ٹپٹ (یعنی اشک پر حشر سے سیراب ہونے) کی وجہ سے گر گئے (یعنی جو کوئی امید نہیں آتی)

(۶) تشریح: بدکرد کا فاعل عشق یا دوست ہے اور اگر بدکرد کا بیان "بدکرد" ہو تو انکی صورت میں بھی بخت کا فاعل عشق یا کلفت و رنج قرار دیا جائیگا۔ "ملائے" فاعل نہیں بلکہ بدکرد کا مضاف الیہ ہے۔ ترجمہ: ایک ایک یہ کلفت کہاں سے آگئی اور یہ غم کہاں سے پیدا ہو گیا عشق نے یا دوست نے، اچھا نہیں کیا ہمارے دل آرام دینے ٹھکری میں رنج و ملال کو ملا دیا (عشق نے ہمارے رنج و ملال کو بہت بڑی عمارت کا شال کر دیا)

(۷) ترجمہ: اسے نظری ہمارے فضا و عیش پر بہت جلد رنج و ملال مسلط ہو جاتا ہے (دیکھو لو کہ) ابھی صبح نے سانس لیا ہی تھا طلوع ہوئی ہی تھی کہ ہمارے باغ دل کے پھول کھل کر گر گئے (یعنی راحت، رنج سے اور امید یا اس سے بدل گئی)

گلِ میداد دوستہ بستہ اوست ۱۱۴ مہر در دل خشک شکستہ اوست  
 ہمہ جانانِ خنِ تصرف بند ۲ ہر کر اسینہ ایست خستہ اوست  
 اس کہ گم گشتہ عہد و شرط و فا ۳ ریو رنگ ز یاد بستہ اوست  
 برو اندیشہٴ بستان ز دل ہم ۴ کعبہٴ دل صنم شکستہ اوست  
 حسن بستان و خار دیوارش ۵ قید مرغ رس گشتہ اوست  
 سرو بالا و عہد نظرسش ۶ دست پرور و وفائہ رستہ اوست  
 تا بر آید رنگِ رخسارش ۷ بادہ در خونِ دل نشستہ اوست  
 بحرِ خفیف مدس بخون مقصور ۸ ارکانِ قطعہٴ پیش نہ (الف) مگر

رکنِ اول کبھی بخون استعمال ہوا ہے اور کبھی سالم، عرض و ضرب و بھلائی دوستِ خوبون مقصور ہے

(۱) ترجمہ جو رہا کا لگدستہ اسی کے ہاتھ کاٹنا ہوا ہے اور مہر و وفا کے دل میں کاٹا اسی کا ٹوٹا ہوا ہے یعنی دوست نے جو دستم کو اختیار اور مہر و وفا کو ترک کر رکھا ہے

(۲) ترجمہ۔ سب جگرِ ناخنِ تیر میر نہ ہو (یعنی غم کی گزیر نہیں کھاتی) اور شخص کا سینہ اسی کے تیر و زنگان کا زخمی و زخمی دوست سب کے متلا و غم عشق کر رکھا  
 (۳) تشریح۔ ریو رنگ۔ خیال و فریب۔ ز یاد بستہ۔ اسم مفعول تکیبی معنی بھولا ہوا ہے ترجمہ۔ یہ امر کہ اس زمانہ میں اس کا عہد و بیان و وفا غائب ہے یہ تو گویا اس کا ایک بھولا ہوا جیلز و فریب پس جو ریو رنگ کہ اس کو یاد ہیں۔ وہ کس غضب کے ہونگے جبکہ یہ بھولا ہوا فریب عاشق کی تباہی کے لئے کافی ہے

(۴) ترجمہ۔ تصور دوست نے میر سے دل سود و سرے، توں کو خیال کو نکال دیا پس میرا کعبہٴ دل (جس میں ہزاروں عشق تھا) اسی کا صنم شکستہ ہے یعنی اس نے ان تمام تھول کو توڑ دیا اور اس کو یہ کو پاک کر کے اپنا سکین بنایا جس طرح کہ اسلام نے اگر تھوں کو کعبہ کو پاک کیا

(۵) ترجمہ۔ باغ کے (احاطہ کے) پھار اور اسکی دیوار کے (آہنی یا غیر آہنی) خار اس خار کے لئے قید و بند کا کام کرتے ہیں جو اسکی رسی سے آزاد ہوتا ہے۔ ایشمارہ۔ باغ سے بہرہ دوست مراد ہے اور خس و خوار دیوار سے خطا رخسار اور رس سے زلف اور مرغ سے دل عاشق۔

(۶) ترجمہ۔ اس کی نگرش چشم اور قد سر و کسا اس کے اپنے ہاتھوں کا پردہ یافتہ اور اپنا خاندانِ زاد ہے (یعنی محبوب قدیم کا حسن و جمال اپنا ذاتی ہے)

(۷) ترجمہ قلبِ مصعبین۔ شراب (اپنے) خونِ دل میں ہی کیونکر ڈوبی ہوئی ہے تاکہ اس (محبوب) رخسار کے رنگ کے مطابق (سرخ) ہو جائے۔ توضیح۔ یعنی شراب کو بھی وہ رنگ اور تابناکی حاصل نہیں جو رخ و دست کو حاصل ہے اسی رنگ سے گویا اس کا دل خون ہو گیا ہے اور وہ اس میں ڈوب کر رخ و دست کے مطابق ہونا چاہتا ہے

- موجہ بادہ بر گل مہتاب ۸ رُخ از آب بادہ شستہ اوست  
عشق ہر دم بتازہ سودائش ۹ عقل کہنہ فروش رستہ اوست  
بسوسے مغال خطا نرسد ۱۰ کہ بدست کریم و بستہ اوست  
تزل روح الایں نظیری را ۱۱ نامہر یک پیک شستہ اوست  
وسے دارم کہ طاقت کارا و نیست ۱۲ تحمل غیر عیب و عار و نیست  
وسے دارم کہ قلمم ہائے امواج ۱۳ تحریف آہ آتش بارا و نیست  
دل ختم ہر اوست سے ستیزد ۱۴ فلک را دست بر آزارا و نیست

(۸) تشریح: گل مہتاب چاندنی کا بھول۔ درخت کے پتوں میں سے جتنی ہوئی چاند کی روشنی تیرے وہ۔ اس کا آب شراب کو دھلا ہوا چمک گیا۔

چاندنی کے بھول میں جن پر بادہ ڈھنم مہرجن ہے یعنی دوست کا چہرہ تانیاں اور حسن دھلا ہوا ہے۔

(۹) ترجمہ: عشق ہر دم اس کا فونہ سوداؤ ڈال دیکھتا ہے اور عقل اس کے بازار کا کہنہ فروش (یعنی کیا باقی اوضوح) تازہ سودا اور کہنہ فروش میں صنعت مقابلہ ہے مراد یہ ہے عشق کے آگے عقل کی کچھ پیش نہیں جاتی۔

(۱۰) ترجمہ: منور کہ تم شراب میں کی نہیں آسکتی اس لئے کہ اس کا دستہ کریم و نجی رطلن اس کے ہاتھ میں ہے یعنی سنے وحدت پلائی والا ساتی بہتہ کریم ہے اور شراب وہ ہے جو کچھ یا تم نہیں ہو سکتی۔

(۱۱) تشریح: تزل "سامان ضیافت مراد وہی درجہ الایں" لقب جبرائیل "ترجمہ قلب مصرعین" اس دوست کو مبارک قدم ناصد کا دلایا ہوا خط نظیری کے حق میں جبرائیل کا دلایا ہوا سامان ضیافت یعنی وحی ہے۔

—:—:—

مکرہ ہرچ مسدس مقصور : ارکان ہرفاعیلن معاقلین

وسے دارم کہ طاقت کارا و نیست + تحمل نے رعیب و عار را و نیست  
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

(۱۲) ترجمہ: میں ایسا ذاتوں دل لکھتا ہوں جس کا کام ضبط و طاقت نہیں اور میں کیلئے رخم کی برداشت کرنے عیب اور رنگ کی بات ہے۔  
(۱۳) تشریح: "قلم" گہرا دریا بحیرت "مقابل" مترجمہ وہ میں ایک ایسا (شعلہ زن) دل لکھتا ہوں کہ جو میں ماریو اسے گہ سے گیا بھی اس کی آگ برسانے والی آہوں کے آگے نہیں ٹھہر سکتے۔

(۱۴) ترجمہ: میر سخت راوشکل پسند دل خود راحت و آرام کے ساتھ برسر بیکار ہے اس کو آزار پہنچانے میں فلک کا ہاتھ نہیں۔

یعنی میرا دل اپنے ہاتھوں آزار عشق میں مبتلا ہوا ہے فلک بچا را کیا آزار پہنچاتا ہے

سب دیکھا لگاں ہرگز نہ نامہ : کہ میں ہر جہ کر دین آشنا کردا

نشاۃِ عذیب از یو کو رنگ ست ۴ نو اسے مار نہ سینہ تیار او نیست  
 کجا پوشند بہ بند و قید دستار ۵ تن بختوں کے پیر نہ ہوا او نیست  
 مر یض عشق را مردن علاج است ۶ دو اسے دور و بازار او نیست  
 ہر مرغی پیر از کیس گاہ ۷ کہ آب و دانہ در رفتار او نیست  
 زبان بازی کند سوس از انست ۸ کہ آب شرم در رخسار او نیست  
 بایں شد کہیہ از کوئے تو متناز ۹ کہ رنگے بر دو دیوار او نیست  
 کجا کنعالم کجا بغداد مستان ۱۰ انا الحق گویم ہر دار او نیست  
 نظیری ای غیر از عشق سازد ۱۱ کہ امیں عطر کہ گھڑا او نیست

(۴) ترجمہ: بے پھول کے رنگ و بوی وجسے بیل خوش ہو رہا ہے (مگر) بہادر احمد اس کے شہر و دکانیں ہے (یعنی ہم باطن و حقیقت کے عاشق ہیں اور وہ ظاہر و مجاز کا)

(۵) ترجمہ: قلب مصرعین: مجوں کا بدن جس کو سر ہی وبال (دوش) معلوم ہو رہا ہے وہ اس کو (دستار کی قید و بند میں کہاں چھپائے گا۔ توضیح: یعنی عاشق آتش ظاہر کا خواہاں نہیں ہوتا بلکہ وہ تو راہ دوستی میں سرگودا دینا پسند کرتا ہے۔ شوریدگی کے ساتھ عجب مریاں دل صحر میں لے خدا کوئی دیوار بھی نہیں)

(۶) ترجمہ: مر یض عشق کے لئے مہر جابا ہی علاج ہے اس لئے کہ اس کے باز اس (اس) دوسری دوا نہیں ملتی ہے۔

عزیزت بیار تو ام کو شتم تعیل کن ۷ زیرا کہ غیر از تیغ تو نبود شفاۃ عاجلم

(۷) ترجمہ: لیکن گاہ (عیاد) سے وہ طار بردل نہیں اڑ سکتا جس کی چوہنچ میں آب و دانہ نہیں (یعنی جو بھوکا ہے امرا د یہ ہے کہ دل گرسنہ عاشق مہر حال حیا و حسن کا صید بن ہی جاتا ہے۔ دیگر: کوئی طائر کین گاہ و عدم سے اجودہ گاہ و خود کی جان بیا پروان نہیں کہ اس کی منتقا میں آب و دانہ موجود ہو (یعنی کوئی زائغہ زائغہ اللہ رب العزت))

(۸) ترجمہ: سوس زبان و بازی کر رہی ہو وہ یہ ہے کہ اسکے پہرہ پر آب حیا نہیں (یعنی نہ شرم و شہد و رنگ و سوس کی زبان و تشہیر با کثرت)۔ (۹) ترجمہ: راستہ دوست (کچھ) اتیرے کوچہ سے اس بات میں متنازع ہے کہ اس کے در و دیوار پر رنگا نہیں آتا (اور تیرے کوچہ کے در و دیوار پر رنگ ہوتا ہے یعنی تیرا کوچہ کعبہ سے افضل ہے)

(۱۰) ترجمہ: سکھان دھن کا انکھار اور کہاں مست عاشقوں کا بغداد (یعنی دونوں میں بڑا فرق ہے کیونکہ انکھار میں کوئی انا الحق

کہنے والا سولی کے تختہ پر نہیں چڑھا اور بغداد میں عشق کے سینکڑوں مقصورہ پر چڑھا دے گئے۔

(۱۱) ترجمہ: شوق حد مضبوط گشت و عشق حد یوسف فروخت: بوجہ ہا ہنگام گرم مست و باز آ۔ افسار ہا ہنگام حضرت یوسف کا مہی و او قید و انصو کا۔ (۱۱) ترجمہ: نظیری یہ غیر عشق سے تیار کر رہا ہے، کوٹنا عطر ہے جو اسکے گھڑا رہن، کوٹنا غواہی یعنی نظیری کا کلام میں عطر تمام عالم کو مضر کر رہا۔

بختم میں بس کہ مشتری شد دوست ۱۱ ہر چہ غلغم بہا ہند نکوست  
 بشکم رنگ رخ چو مستقی ۲ آب ہر کس بقدر ظن سبوست  
 در برابر اب ذوق کم ہند ۳ انقبض و بسط در ابروست  
 قطع دنیا غے شود چہ کنم ۴ قوت مورد جتن از سر جوست  
 نیست ممکن بزندی آرام ۵ تا نفس باقی است ہیک و پوست  
 شاہدان چسب ہمدست اند ۶ جامہ سمر و تاسمہ زانوست  
 باش عریاں بدن کہ جامہ گل ۷ کم دہد بکہ حلقہ تو برتوست  
 بوسے گل چاشنی مل دارد ۸ اس شکر خندہ لہو و چہرہ خوست

بحرہ حقیفہ سدس مجنون معنوی : ارکان و قطع و شش ہے الف، مکرع و ضرب مجنون مقصورہ

(۱) ترجمہ :- میری ہی بڑی خوش نصیبی ہے کہ دوست (میرا) خریدار بن گیا (اب لوگ) جو کہ میری قیمت قرار دیں درست ہی رہتی خواہ لوگ مجھے عزیز نہیں خواہ ذلیل نظر دوست میں وقعت حاصل ہو جانے کے بعد مجھے اسکی کچھ پرواہ نہیں)

(۲) تشریح :- ”مستقی“ مرہف استقامت ایک بیماری جس میں پیاس نہیں بھتی، پیٹ پھول جاتا ہے اور رنگ زرد ہو جاتا ہے ترجمہ :- ”آپ دیدار بہت پیسے کے بعد بھی (میرا) رنگ مستقی کی طرح زرد نہیں پڑتا (اسلئے کہ) ہر شخص کا پانی ظن سبوست کے بمقدار ہوتا ہے (یعنی میرے کسی حال سے راز عشق فاش نہیں ہوتا جو فاش کرتے ہیں وہ کم حوصلہ ہیں)

(۳) تشریح :- ”کم“ بمعنی نفی ”انقبض و بسط“ حالات بے کشت و کشادہ جو صوفیہ تعلیمات باری تعالیٰ کے انقطاع و فیضان کو دقت ظاہر ہوتی ہیں ترجمہ :- (کا کشتان تضاد و قدر و احباب و قوت پر در نظر آدہ) بند نہیں کرتے (باقی رہا) قبض و بسط کا اثر تو ہے، اور دیکھو کہ اسکی توضیح بمعنی ذوق عشق رکھنے والوں کو یہ نظر آدہ دوست حاصل ہوتا ہی باقی حسن اس امر کا متقاضی ہے کہ عاشق پر مختلف جلوسین ظاہر ہوا ہی وجہ و عاشقی پر مختلف کیفیتیں ظاہر ہوتی ہیں

(۴) ترجمہ :- (مجھ ہی) دنیا کے علاوہ منقطع نہیں ہوتی کیا کر دے (شکل یہ آن پڑی ہے کہ) طاقت جینوں کے برابر اور ایک بڑی اندی کو عبور کرنا ہے (یعنی جس طرح کہ جینوں کی کیلئے دیا کو عبور کر کے زندہ و سلامت نکاسے پر پہنچنا مشکل ہی طرح دنیا کو ملا کر تیر ہفت روزہ کی میری شکل کی)

(۵) ترجمہ :- زندگی میں آرام ممکن نہیں، جب تک سانس باقی ہے (انسان) دودھ و سوپ میں لگا ہوا ہے۔

(۶) ترجمہ :- (جن دنیا کے حسین پوسے بھی) مفلس ہیں (دیکھو) سر و کاپیر ہر طرف گھٹنوں تک ہے (باقی بدن پر بند ہے، جب سین اتنے مفلس میں تو اور دن کا کیا حال ہوگا)

(۷) ترجمہ :- (اے سالک!) تو بھی (یہاں آلودگی) سے برہنہ ہو جا اسلئے کہ پھول کی کٹی پھول کے سٹے اثر یہ ہوں تو خوشبو پیدا نہیں ہوتی (یعنی جب گل اپنے پیر ہن کو چاک کرتا ہے تب خوشبو نکلتی ہے، پھول کی پنکھڑوں کو تیر ہفت روزہ کے تو کیا ہے)

(۸) ترجمہ :- مددہ دوست، پھول کی سی خوشبو اور تشریب کا سا ذائقہ رکھتا ہو (تو دیکھو!) اس شیریں سنی پننے والے کی کیا عجب خوشبو ہے۔



آب تلخے بطرس پروردند ۹ نام کردند کیں گلِ خُشبوست  
خط قرآن نگار اد کوئی ۱۰ چشمِ حراپ گردا و ہندوست  
خط فریبندہ کس چہنیں نوشت ۱۱ یارب این ہجرست یا جا دوست  
بر نظیری سنت گوش خلق امروز ۱۲ میر مجلس ندیم شیرین گوشت  
ہر کہ نوشتید مئے شوق توئیانش نیست ۱۳ وانکہ محو تو شد اندیشہ حراش نیست  
دل سخن تو مقید شد و جا وید بسانہ ۱۴ کہ ز فکر تو برون آمدن آسائش نیست  
تا بکے فکر تو ان کرد و سخن تازہ نوشت ۱۵ قصہ شوق حدیثے ست کہ پیاپاش نیست  
ہیچکس نامہ سربستہ ما فہم نکرد ۱۶ نہ ہمیں خاتمہ اش کہ عنوانش نیست  
سبب از عقل میر سید کہ غم نامہ ما ۱۷ درس عشق ست کہ از علم دلش نیست

- (۹) ترجمہ :- حقیقت یہ ہے کہ آب شور کو عطر میں بسا دیا گیا نام یہ رکھ دیا کہ یہ تو شہوار پھول ہے پھول کا مزہ تلخ ہوتا ہے اس لئے اس کو آب تلخ کہا ہے  
(۱۰) "تشریح :- قرآن نگار" اسم مفعول تکیہ، قرآن کی مانند لکھا ہوا۔ "کوئی" ایک قسم کے طرزِ تحریر کا نام جس میں اکثر حروفِ خطوط مستقیمہ کو ملا کر تائے جاتی ہیں۔ "حراپ گردا" اسم مفعول تکیہ، حراپ میں گھری ہوئی، "ہندوست" اشتراک لکھ کی بتی یا خال کو ہندوست تعبیر کیا کرتے ہیں۔ ترجمہ :-  
اس کا خط (دخار) مثل قرآن خط کوئی میں لکھا ہوا ہے اور حراپ (ابر) میں گھری ہوئی لکھ ہندوست ہے (نو دیکھو) ایک ہندوست حراپ میں قرآن کی مانند  
(۱۱) ترجمہ :- ایسا دل فریب خط (کج نگ) کسی نے نہیں لکھا (جیسا کہ خطِ رضا باری) تو اسے خدا پر معجزہ ہے یا جا دوست۔  
(۱۲) ترجمہ :- آج سب کے کان نظری (کے کلام) پر لگے ہوئے ہیں (اس لئے کہ) وہ (ہم شعرا کا) میر مجلس اور شیرین کلامِ عذیبین ہے۔



بجز یہ۔ دل مشن چنوں سکون مقصور :- ارکان قطع :- مثل لکھت

- (۱) ترجمہ :- جس نے (ایسا بار) جسے عشق کی شراب پی لی پیرہہ (دھر بھر) نہیں بھولا اور جو شخص تیری دید میں چھو گیا پھر اس کو  
(کسی چیز سے) محروم ہونے کا کھٹکا نہیں (یعنی عاشق کا انتہائی مقصد اور آخری منزل یہی ہے)  
(۲) ترجمہ :- اسے اسے محبوب ہمارا دل تیرے (ہم) جن میں گرفتار ہوا، اور پھر، عیشہ گرفتار ہی رہا اس کے تیرے فکر و تصور سے ہوا اس کے لکھ آسان  
(۳) ترجمہ :- کیونکہ فکر کو کام میں لایا جاوے اس لئے مضمون لکھ جائیں؟ داستانِ شوق تو ایک ایسا نشانہ ہے جس کا اختتام نہیں۔  
(۴) "تشریح :-" کہ "اھڑا یہ ہے یعنی بلکہ۔ ترجمہ :- کسی شخص نے بھی ہمارے سر بند مکتوبِ عشق کو نہیں سمجھا، صرف یہ نہیں  
کہ اس کا انجام نہیں ہے بلکہ اس کا تو عہد ان کا غارت بھی نہیں۔  
(۵) ترجمہ :- (ہمارے غم عشق کا) سبب عقل سے دریافت نہ کرو اس لئے کہ ہمارا غم نامہ عشق کا درس ہے یہ کہ تیرے عقل کے علم و  
حکمت میں سے نہیں ہے (یعنی غم عشق کا سبب عقل کیا تھا سکتی ہے وہ تو خود اس کو چہ سے ناپاید ہے،



۱۔ اگر دشمن چہیت بشارت باد است ۲۔ ہے پرستے ست کہ مغرور بد وراثت نیست  
 ۳۔ شد ز شرم قنلت خضر نہاں در ظلمات ۴۔ کہ بجان بخشی آں چشمہ جیوانش نیست  
 ۵۔ در جوی آب تو غرق ماندہ تیرم از طغیانی ۶۔ کہ بشفقت شکند گوہر و تاج وراثت نیست  
 ۷۔ دل ز اندیشہ وصل تو بجاں باز نکشت ۸۔ کہ جدائی ز ملاقات تو آسانش نیست  
 ۹۔ عشق ما واقعہ نیست کہ آخر گردد ۱۰۔ ہر دم آغاز ندارد و غم پایانش نیست  
 ۱۱۔ شادم از دل کہ سے عشق تو نہ ہو شمش کرد ۱۲۔ خبر از رشکِ حال و غمِ حیرانیش نیست  
 ۱۳۔ چرخ را کاسہ پر خونِ شفق گردانست ۱۴۔ لالہ را سنگِ یہ پیمانہ کہ پیمانیش نیست

(۱) ترجمہ :- عاشق کی آنکھ (پھر پھر کر) جل (دوست) پر قہر اندازی کر رہی ہے اور اس کا نیند و سبت کچھ نہیں بلکہ یہ خیال وصل تو اس کی نگاہ کی طرف سے (مستادم ہوتا) ہے جو اس کے جمال میں غور نہیں کیونکہ احساسِ جدائی اور وصل کے لئے قہر اندازی عدمِ محبت پر دلالت کرتی ہے حالانکہ قہر اندازی سے کام نہ لے گا بلکہ ایسا محنت و محنت ہو جانا چاہیے کہ احساسِ وصل جو اور نہ احساسِ بچہ

(۲) ترجمہ :- بیری (بیشی) آنکھ کی گردش سے اگر دشمن شراب میں غرق ہو چکی ہے (بیری) آنکھ، ایسا ہے پرست ہے کہ اس کے عہد میں کوئی خمار آلود نہیں رہ سکتا یعنی چشمہ زکس نہ تھی مستی چشمہ محبوب سے حال کی ہے

(۳) ترجمہ :- تیرے قلم کے آبِ حیات کی شرم و خضر ظلمات میں پناہ چھپے (اسی لئے کہ ان کا چشمہ آبِ حیات اس کی حیات بخشی کے برابر نہیں) انکار ظلمات و آبِ حیات کا ربط معلوم ہے پھر خضر جو کنگہ کا ہوں سے مستویں اس لحاظ سے بھی ظلمات میں چھپ جانا لطف سے خالی نہیں۔

(۴) ترجمہ :- دستبردار سوال کے جواب میں (تو) خود سوال، بیچہ جی زیادہ عاجز ہوں جو میندہ تھے وقت موتی کو تو دنیابہ حال لگا کر ناواں کہ اس پر نہیں پڑتا (یعنی ایسے بچہ سے اگر سوال کیا جائے تو وہ اپنی خود دسالی کو ذریعہ معافی خیال کرتے ہوئے کچھ کچھ جواب دے سکتا ہے مگر اس سے بھی عاجز ہوں اور انکار کیے ہوتی تو کنگہ کا ہوں سے مل بھی توڑ رہا ہوں۔

(۵) ترجمہ :- دل تیرے خیال وصل کو چھوڑ کر زندہ واپس نہیں ہوا اس لئے کہ تیری ملاقات سے حیران ہوں اس کیلئے کوئی آسان کام نہیں۔

(۶) ترجمہ :- ہمارا افسانہ عشق کوئی ایسا افسانہ نہیں جو ختم ہو جائے (اسلئے کہ) جس چیز کا آغاز نہیں اس کو انجام کا بھی خطرہ نہیں۔ (یعنی) قہر شوق حدیثے ست کہ پایانش نیست۔

(۷) ترجمہ :- میں رہنے دل سے خوش ہوں کہ تیرے عشق کی تیرا بہ نہ اس کو بیہوش کر دیا چنا چہ اب اس کو رشک وصل اور غم جو کچھ احساس نہیں (یعنی) اگر ہو تو میں ہونا تو بیرون کو د دوست کے ساتھ ملنا دیکھ کر جلتا اور اپنی محرومی کا ماتم کرتا

(۸) ترجمہ :- ہر دم مصرع میں علامتِ امانت ہو شفق طلوع و غروب و آفتاب سے وقت جس سرخی افق پر ظاہر ہوتی ہے۔ ترجمہ :-

آسمان کا خونِ شفق سے ہر ہوا میں لڑا آفتاب یا شفق کا خون سے پھر ہوا میں لڑا برادر گردش میں ہوا لالہ کے بیان پر پھر پڑیں کہ اس کیلئے کوئی عہد پران نہیں (یعنی) اس سے اچھا تو یہ نہ فلک ہی ہے کہ اس کا دور تو برقرار جاری ہو اگرچہ وہ بجز خونِ مراد ہی کہ انہوں پر غم و رنج بھی پھوڑیں کہ ساتھ تو نہیں پڑتا

دولت عشق مدار خطر از عین کمال ۹  
 مایمان قوی عہد تو محکم داریم ۱۰  
 ہر چراغت کہ دلم داشت بحر ہم بہ شد ۱۱  
 گر نظیری بفلک پر شدہ باشد چو نسج ۱۲  
 عشق عصیانست اگر مستور نیست ۱۳  
 عشق در صنعت تصرف میکند ۱۴  
 بر تر از عشق ست عالم پایہ ۱۵  
 آنکہ منصورست بردارش کینہ ۱۶  
 حسنت از سر ہوش بیرون سے برود ۱۷

(۹) تشریح: عین کمال "نظر بد" ترجمہ۔ عشق کی دولت کو نظر بد کا خطر نہیں اسلئے کہ سعادت ایسی کمال ہے کہ اس کو کبھی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔  
 (۱۰) ترجمہ: ہم بخت ایمان کے ساتھ تیرے عہد عشق کو بخت رکھتے ہیں (اسلئے کہ) جو شخص عہد شکنی کرتا ہے وہ ایمان بھی نہیں رکھتا۔  
 (۱۱) ترجمہ: کیونکہ یقیناً عہد اللہ میں بیکہ مینا رقم کفار کی شان ہے۔

(۱۲) ترجمہ: میرے دل میں جو نعم ظاہر ہم پر بھجوا ہو گی سوا کوئی اور خدائی کے کہ یہ ایسا داغ ہے جس کا مداوا اصل کسوا کچھ نہیں (یعنی درد مند عشق دار اور۔۔۔)  
 (۱۳) ترجمہ: اگر عیسیٰ کی طرح نظیری فلک (یعنی عالم) پہنچ جائے (پھر بھی) بیت مود عبادت خاد ملائک اس کے دیران چھو بیٹھے۔  
 (۱۴) اس کے نزدیک بہتر نہیں (یعنی بغیر عشق مجھے وہ استغنا حال ہے کہ تمام عیسیٰ اور بیت مود کو بھی اپنی مخلوق خاد سے فر دیکھتا ہوں)



محمود۔ دل سدا س مقصور ۱۸ ارکان قطع ۱۹۔ مثل (ب)

(۱۸) ترجمہ: عشق اگر چھپا ہوا نہیں تو گنہ جو دشمنیت عشق میں زبان کے جرم کا مادہ ہو بخفا نہیں جاتا۔ اشارہ: شجر میں مقصور پر طنز ہے۔

(۱۹) ترجمہ: فن کو گنہ گنہ میں عشق عمل پیرا اور اس دیران میں فرما دیکھ مزہ دور کو زیادہ حیثیت نہیں رکھتا یعنی یہ سب کا فرمانی عشق کی وفرا۔

(۲۰) ترجمہ: میرا حال عشق کی وجہ کو یا رہتہ عشق کو بھی ایک درجہ اور بلند ہو گیا چنانچہ اب مجھ سے لیکر دیوانگی تک راستہ کچھ زیادہ دور نہیں رہا یعنی محبت کا آخری درجہ محبت و مدہوشی ہے اور اب اس درجہ پر میں پہنچا ہوا ہوں۔

(۲۱) ترجمہ: جو مقصور ہو اس کو سولی پر چڑھا دو (باقی) یہ انا الحق کہتے والا تو خود مقصور نہیں ہے۔ توضیح: یہی مقصور نے اپنی ذات کو فنا کر کے اور ذات حق سے واصل ہو کر انا الحق کہا تھا تو یہ صلائے حق مقصور کی صلائے حق تو اب سولی کسے دے رہے ہو؟

(۲۲) ترجمہ: (دائے دوست) ایتر حسن (میرے) سر ہوش اٹا لے لے جاتا ہے (اور) اس کو زیادہ (میری) مقدرت میں کہ نہیں (یعنی) حن کو سامنے ہم اپنی ہوشوں کو اس کا تجھ ہی پیش کر سکتے اور ہر پاس کچھ نہیں۔ اس جان عاریت کہ بجا فہم پڑے۔ اور ذوق خنق بہیم و تسلیم و کونم۔

دولت عشق

محمود۔ دل سدا س مقصور

۱۱ مصر در خوبی چنین معصوم نیست  
۱۲ کے بشر استغفر اللہ گوشت  
۱۳ دلقریبی ہائے دشمن دیدہ  
۱۴ عشرت و عیش نظیری کوئی است  
۱۵ این نخل کہ از چشمہ جان رستہ کشت است  
۱۶ مافتہ ز مشاطہ حسیم نہ از عشق  
۱۷ جز از اثر ہشت تو وحشت مایست  
۱۸ نہیں بخشت دل پارہ جان چاشنی گیر  
۱۹ در سر اسے تنگ ستاں ہو نیست  
۲۰ ز بار مقابل رشتہ مخطوۃ کشت است  
۲۱ پاپرہہ بگویند وہ رشتہ کشت است  
۲۲ برگریہ تلخ و تنگ خندہ پرشت است

(۱) انشراح ہشاہ کنعان "نارادوست" "مصور" آباد، پھراہوا۔ ترجمہ: (۱) تو حسن کے اعتبار کی سینگوں بوسقوں کیئے  
سرمایہ (خوبی) ہے شہر مصر حسن و خوبی میں اتنا بھر لو نہیں (بنا تیرے حسن سے سارا عالم معمور ہے)  
(۲) ترجمہ: پناہ بخدا میں تجھ کو انسان زحاکي قرار کب کہہ سکتا ہوں، میں سچ سچ کہہ دیتا مگر دیکھا کروں، (اجازت نہیں ہو سب  
کچھ کہہ پھر کچھ کہنا اسی کو کہتے ہیں، شعر بہت بلند ہے)

(۳) ترجمہ: (۳) اسے دوست، دشمن و رقیب کی دلچسپیوں پر تیری نظر ہے اور فسوس کہ ہماری جان نثار یاں تیرے پیش نظر نہیں  
(یعنی رقیبوں کی بھڑکی طبعیت کو سچی کچھ کران پر نظر انکاف کرتا ہے اور سچے جانثاروں کو محروم رکھتا ہے)  
(۴) ترجمہ: (۴) نظیری کا عیش و راحت (بہت) ناقص ہے (سچ ہے) خالی ہاتھ لوگوں کے گھر میں سرت و شادمانی نہیں ہوتی (یعنی  
نظیری کے پاس سامان و متاع ہی کہاں ہے جس پر خوشی منائے)  
بکھرے ہرچ من اخرج کوفت مقصور ۵ ارکان قطع و من شکرت

(۱) ترجمہ: یہ درخت خرما (ما) راست تھا جو جان و روح کے چشمہ کو اکابر (معلوم) کس نے بویا (ای طرح) یہ خط (رضاء) جو مجروحہ و کرات  
کی یاد تازہ کر رہا (معلوم) کس نے لکھا ہے۔ توضیح: یعنی نخل قدر و دست جان و روح کے چشمہ کو سیراب ہوتا رہی تھی تو میں نے طاعت خوبی پر  
(۲) انشراح ہشاہ کنعان "نارادوست" "مصور" آباد، پھراہوا۔ ترجمہ: (۲) تو حسن کے اعتبار کی سینگوں بوسقوں کیئے  
سرمایہ (خوبی) ہے شہر مصر حسن و خوبی میں اتنا بھر لو نہیں (بنا تیرے حسن سے سارا عالم معمور ہے)  
(۳) ترجمہ: (۳) اسے دوست، دشمن و رقیب کی دلچسپیوں پر تیری نظر ہے اور فسوس کہ ہماری جان نثار یاں تیرے پیش نظر نہیں  
(یعنی رقیبوں کی بھڑکی طبعیت کو سچی کچھ کران پر نظر انکاف کرتا ہے اور سچے جانثاروں کو محروم رکھتا ہے)  
(۴) ترجمہ: (۴) نظیری کا عیش و راحت (بہت) ناقص ہے (سچ ہے) خالی ہاتھ لوگوں کے گھر میں سرت و شادمانی نہیں ہوتی (یعنی  
نظیری کے پاس سامان و متاع ہی کہاں ہے جس پر خوشی منائے)  
بکھرے ہرچ من اخرج کوفت مقصور ۵ ارکان قطع و من شکرت

(۳) ترجمہ: (۳) اسے دوست، دشمن و رقیب کی دلچسپیوں پر تیری نظر ہے اور فسوس کہ ہماری جان نثار یاں تیرے پیش نظر نہیں  
(یعنی رقیبوں کی بھڑکی طبعیت کو سچی کچھ کران پر نظر انکاف کرتا ہے اور سچے جانثاروں کو محروم رکھتا ہے)  
(۴) ترجمہ: (۴) نظیری کا عیش و راحت (بہت) ناقص ہے (سچ ہے) خالی ہاتھ لوگوں کے گھر میں سرت و شادمانی نہیں ہوتی (یعنی  
نظیری کے پاس سامان و متاع ہی کہاں ہے جس پر خوشی منائے)  
بکھرے ہرچ من اخرج کوفت مقصور ۵ ارکان قطع و من شکرت

ذوق غم از طینتِ خاکی نرو و پیچ ۵ ہر چند بشا دی گل آدم ترشت است  
 گورے تو نظارہ کن و خوشے تو بنگر ۶ گوید کس اگر آدنی را کہ فرشته است  
 مرزا میر صحرائے رخت لالہ و نسیم ۷ صد رنگ و گل کہ اندک زشت است  
 گل جامہ زبریں سبک از تاری انداخت ۸ عریانی گلزار کو تا ہی زشت است  
 در حیرت از ترک فتائے تو نظیری ۹ کس غیر اہل فرشتہ اہل ذوق است  
 تالہ نغمہ اہل نوا را گرم ساخت ۱۲۴ شوق ماہنگامہ میں با جبار اگر گرم ساخت  
 ز آتش وادی بھنگیم نعلین از قدم ۲ موسی ما گرم رو گرد یاد اگر گرم ساخت

(بقیہ صفحہ ۱۶۷ کے ساتھ چھوٹے گئے ہیں (صغرو و مزید اہوں گے)

(۱) ترجمہ قلب مصحف میں :- ہر چند کہ آدم کے خیر آب و گل کو سرت و خوشی کے ساتھ نہیں گونہ دایا گونہ دھا ہو مگر میرے مزاج طبی و غم عشق مراد و رہیں ہو سکتا یعنی خیر انسانی سرت و خوشی ہو تو مگر کچھ کو غم عشق کی دائمی سرت حاصل ہو یا خواہ غیر آدم میں کتنی عکس تیں کیوں نہ لادی گی ہوا مگر میری طبیعت سے غم عشق نہیں نکل سکتا)

(۲) ترجمہ قلب مصحف میں :- اگر کوئی آدمی کے متعلق کہے کہ وہ فرشتہ پر تو اس سے کہہ دو کہ وہ دل سے دوست، میرے چہرہ اور تیری عادت کو دیکھ لے تو صبیحہ شہر میں تصدیق دعویٰ اور نگاہ دعویٰ دونوں پہلوئیں کے میں یعنی تیرا چہرہ اور عادت مثل فرشتہ فرخندہ و پاک ہو اس طرح دعویٰ کا ثبوت ہو جاتا ہے یا تیری عادت اور چہرہ انہیں میں اور فرشتہ پوری ہو تا ہے اس طرح دعویٰ کی تکذیب ہو جاتی ہے۔

(۳) ترجمہ :- اسے محبوب (۱) میرے چہرہ کا مگر ایک کنارے سے لیکر دوسرے کنارے تک گل لالہ و نسیم سے بھر ہوا ہوا (۲) ان کے علاوہ (۳) اور بھی سینکڑوں رنگ کے پھول ہیں جن کو ہم یہ کس سے کہہ سکتے ہیں، (یعنی چہرہ دوست یا معان قدرت کا لگا یا ہوا (۴) انوکھا نظر رہے)

(۴) ترجمہ :- جو عریانی گلزار مکتوبہ اور شگفتگی مکتوبہ یعنی عدم ترجمہ :- گل سے بوجہ نزاکت بہت پھرتی ہو یا بس دھجکی (۵) انہیں کھانچا چمن کا داس طرح برہنہ ہو جانا عیب نہوئی و ہر سو (۶) اس سے عدم ہوا کہ جو بدن کو لباس رنگ رنگ سے چھپاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے عیب بدن کو چھپانا چاہتے ہیں ورنہ سے اخذ وہ کہ وارو گل در قبا نہ گنجید :- ہر جا کہ بہت دقتے میکہ و دوشکارا

(۵) ترجمہ :- اسے نظیری میں تیرے فزا و زنا تک دنیا ہو جانے سے میو ہوں (۶) اسے کہ موت کے سوا کوئی چیز ہر زبون کی بسا کا کٹے نہیں کرتی (۷) اور تو نے موت سے پیشتر ہی یہ منقام حاصل کر لیا)

مگر :- دل نشین مقصود :- ارکان و قطع و شل ہند (د)

(۱) ترجمہ :- جانے نا توں سے لوح گران عشق کے نعوں کو اور تیر کر دیا اور ہمارے عشق نے ما جوار و عشق کا یہ ہنگامہ گرم کر دیا یعنی عشق کی گرم بازای اور اہل نوا کے نعوں کی تیزی ہمارے دم سے ہے)

(۲) ترجمہ :- عشق کی آوازی میں آگ بھڑکتی دیکھ کر ہم نے پاؤں سو جوتے نکال کر بھینک دیے، ہمارے موسیٰ (صفت دل) یا ہنگامہ (۳) تیرا تیری (باقی صفحہ ۱۶۹ پر)

۳ در گرفت از بہر خاطر گرمی پروانہ شہوت  
گرمی ہنگامہ بخشش پیے آشوب با ست  
۴ مایہ بہر و محبت از رواج افتادہ بود  
کیں خسرو گزنبوسے ساختے فرہاد کار  
۵ طعنے ناموس تھے باو نشانہ را گرم طہفت  
گریہ من داستان کر بلا را گرم سخت  
۶ اعتماد بر شمیم علمہ بوسف نہ داشت  
شد ز غرمت قدر من معلوم بر اہل وطن  
۷ شمع مجلس شد کہ در کاشانہ جا را گرم طہفت  
گل شگفت از لغو ہلہل کہ را گرم ساخت  
۸ صحبت ماروڑ باز را و را گرم ساخت  
طعنے ناموس تھے باو نشانہ را گرم طہفت  
۹ گریہ من داستان کر بلا را گرم سخت  
سرسہ خاکسرم باو صبا را گرم سخت  
۱۰ گرمی ہنگامہ مہر اشتہار را گرم سخت

(بقیہ صفحہ ۱۷۸) اختیار کی اور ہم کو گرمی گرمی (نقد بنادیا۔ توضیح۔) وہی نے وادی یمن میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ شکل آتش دیکھا تھا اور یکم خداوندی جو تے نکال کر قریب تھے شمس اس قدر کہ طریقیہ ہی بہانہ وادی یمن سے وادی عشق آتش سے تھپاتے تھیں "وعلانیہ دعا عالم اور شمس کی دل پارہا (۳) تشبیح بہت سوخت" عامل صدر سب سے موشوں کا نشانہ "چھوٹا سا کائنات جس کو ہزاروں میں دینی کیلئے تھے لگاؤ تھا میں "جاگرم کردن" اہلینا سے دیکھ کر چھوٹا تر مجھ سے شمع سے پروانہ کے دل کو گویا تے پکھنے جلد شمع فروغ کیا پڑھا پڑھا جان نہاں کی محض کی شمع ڈھلایا اسنے کہ وہ کاشانہ

(فانوس) میں ہم کو گڑھ لیا کی غل کیا "توضیح۔) یعنی شمع میں عاشق کو جو پروانہ اور جلا پیکل لے کر شمع کو بوسے وادی یمن میں کھینے باعث نہت بجا آو۔ (۴) ترجمہ۔ ہنگامہ چرن کی گرمی ہم کو آشفتمہ حال بنانے کیلئے ہے (چنانچہ) آواز ہل ہل پر پھول بکھلا ہی تھا کہ ہم کو بھی سرگرم (غریب و فغان) بنادیا (یعنی پھولوں کو دیکھ کر ہم اپنے دوست کی یاد میں مصروف ہو گئے) اسے گل بوخر سدم تو بوسے کے (داری)

(۵) ترجمہ۔ عشق و محبت کی طبع کو رواج جا جا رہا تھا (اگر) ہماری صحبت و منشینی تے دفا کے کاروباری دن کی سو فی بڑھا دی (یعنی عشق کی گرمی ہزاری آج) (۶) ترجمہ۔ خسرو کی عداوت اگر اٹھے نہ آتی تو فرما دیکام بنایا ہی تھا (یعنی جو سنے شیریں نکال لانا گم کیا کیجئے) عدت دابر و بر طعنہ زنی کے خوف (انے) بادشاہ کے مزاج کو مشتعل کر دیا کہ شیریں کے سر نہ کی بھوٹی تجزیہ و بجا کر فرما دیکو آدہ بزد گشتی کر دیا)

(۷) ترجمہ۔ قلب مصمم ہیں۔ میرے تہہ دیکھانے میدان کر بلا کی داستان گرم کر دی کہ لوگوں کی نظروں کے سامنے تمام ہلکوں کو قربان کر دیا اور مطلب حتی میں حضرت حسین کی طرح اپنے سارے ساتھی کٹوا دئے مراد یہ ہے کہ روتے روتے تمام ہلکیں بچو (یونہی گئیں)

(۸) تشبیح "شمیم" بادعطر خوشبو نہ داشت "کا فاعل ضمیر ہے جو باد صبا یا سرمدہ خاکسری کی طرف بھرتی ہے۔ ترجمہ۔ باد صبا کو بوسف کے بزمین کی خوشبو کو پکڑی بھو و سہ نہ تھا بلکہ) میری خاکسرا سرمدہ باد صبا کو حرکت میں لایا جس کو اس نے بجا کر دیکو بھو بوسے ڈال دیا اور وہ بیٹھا ہو گئے) و گلو۔ میرے سرمدہ خاکسرا کو پراہن بوسف کی عطر آمیز نہو اپرا خفا و نہ تھا اسنے اس تہہ باد صبا کو سرگرم کر دیا (جائے تاکہ) دوست تنگ پہونج کے۔ شمیم ہلکی ہوا کہتے ہیں اور صبا تو کو پس عدم اعتماد کی وجہ شمیم کا ضعیف ہونا ہے۔

(۹) ترجمہ۔ وطن دانوں کو میری قدر میرے سفر میں چلے جانے کے بعد معلوم ہوئی (چنانچہ) ہم و محبت کی ہنگامہ رانی نے اشتیاق کو دیکھ کر میری یاد میں (سرگرم کر دیا) یعنی وہ سب یاد کرتے ہیں کہ واقعی اس نے مردانگی کا حرکت (ظہری ہی تھا)

خبر شمع

بانی فادری گرم کر دیا





- تشنہ لب ماندم از چوں ز آب کوثر دوزخی ۵ جنتے از خوشنشین کرد و برضوانی نشست  
خندہ ز دیطر ز مجلس دل زغم آزداشت ۶ نکتہ را نداندرج لب عقل از پریشانی نشست  
جانفشانی عذر سپہ سامانی غم خانہ گفت ۷ ناپیشیاں رفت اگرچہ با پیشیاں نشست  
تا بہ تعظیم از شکوہ طعنتش پر خاستم ۸ اینچھاں محم کہ نہ توانم زحیرانی نشست  
پیشتر چنداں کہ رفتم پیش شد سرگشتگی ۹ چون توند دہ باخورشید نورانی نشست  
سرور احرار عبد اللہ خان پنج بخش ۱۰ کہ خود و از ہر چہ در ملک جہاں فانی نشست  
در چین با خار و گل در کوہ با خار و لعل ۱۱ قطرہ پاران العاش لعل فانی نشست  
تخت شاہان دکن پیشک قامت گاہ امت ۱۲ میں ز صدر سلطنت ہر سند فانی نشست  
شاہ راشن جہانگیری مسلم شد باو ۱۳ بادل و ارسنہ بہ تخت سلیمان نشست

(۱۵) ترجمہ :- ہم اس کے اثر مت پر دیوار سے ایسے رہ گئے جیسے آب کوثر (خوش جنت) سے دوزخی رہ گیا سا رہتا ہے، خود اپنے ہی قد بالا سے اس نے جنت تیار کی اور خود ہی پہرہ دار بن کر بیٹھ گیا، رضوان دار و غفہ جنت کا نام ہے رضوانی دار و غلی پہرہ دار می ادا دینے کے لئے دیدار جمعی عالمی پر ہیزی کئی ۛ یاد از خوش و آتش و آئینہ کئی

(۱۶) ترجمہ :- محبوب با حمد و ستائش کے طور و طریق پر تہنہ لگا گیا اگر میرا دل غم سے آزاد ہو گیا اور اس نے ہوں کی دیر سے (دور ہائے نکات نکالے کہ میری عقل کی پریشانی جاتی رہے یعنی اس کی ہنسی اور گفتگو نے دل کو غم سے اور عقل کو پریشانی سے بجات دیدی)  
(۱۷) ترجمہ :- میرے ہمت پر آواز آئی ہے کہ ہر سامانی کا خدایہ میری جان شادی فی بیان کر دیا چنانچہ دوست، اگرچہ سلامت کیساتھ (میر و گھوڑیں) بیٹھا تھا مگر پیشان ہو کر نہیں گیا (یعنی دوست کو ہمارے گھر کی یہ سامانی دیکھ کر اولاً فیضانی ہوئی کیونکہ اس کے قدموں پر شاکر بننے کے گھر میں کچھ نہ تھا مگر جب ہم نے اپنی جان شاکر کر دی تو اس کی فیضانی جاتی رہی)

(۱۸) ترجمہ :- جینتہ کہیں تیرے پہرہ کی وجہ سے دیکھ کر تعظیم کہنے لگے مگر اسواہوں ایسا غوہوں کہ میری جراتی دوزخ ہو گئی تھی جسکو دیکھا میں تصویر بن گیا  
(۱۹) ترجمہ :- میں جتنا آگے بڑھتا گیا اتنا ہی تیرا میں میں اضافہ ہوتا گیا (واقعہ بھی یہ ہے کہ) ایک درہار شون آفتاب کے روپر و کیسے شہر سلگتا ہے (یعنی میں شہر زار ہوں اور دوست شہر آفتاب)

(۲۰) ترجمہ :- (میرا روح) شرفا کا سر دار عبد اللہ خان ہی، جو خزانے لٹا بیوا لاہور اور آٹا دمر دیں اس اپنی خودی اور دنیا و مافیہا میں کہ نہ کہ کر بیٹھ کر  
(۲۱) ترجمہ :- غلبہ مصہبتیں :- اس کے انعام و عطا کی باض کو قطرہ پتھن میں گل و خار کیساتھ اور پہاڑوں میں سنگ خارہ اور لعل کیساتھ (موتی نہ آتیں) عمان کی ہی دریا ملی کے لئے آمادہ ہو گئے (یعنی اس کا فیض کرم ہر کہ وہ کو پہونچتا ہے)  
(۲۲) ترجمہ :- شاہان دکن کا تخت بلا تشدد اس کی قیام ٹھیکہ ہے تو دیکھو اس طرح اھدیر سلطنت کے عہدہ سے (ترقی کر کے) مسند شاہی پر بیٹھ گیا یعنی میر و دلی کی حیثیت اٹھی اور بہت مستقل بادشاہ کا سادہ جہاں ہو گیا)

ایک گونید اسمِ عظم داشت جم افساد است ۱۴ ہمت او داشت بر تخت بہمنانی نشست  
 ہمت ازو سے جو کہ اس ہمت اگر دست نہد ۱۵ جذبہ گیر دیگر بیانت کہ نتوانی نشست  
 رشک ملک شیراں امروز شاد رواں است ۱۶ کو بہ از خاقان نظیری جہنخانی نشست  
 ماو عیش و عشرت دایم کہ دولت بر بر ۱۷ مہرباں تر بائے از معشوق بہمنانی نشست  
 بشرح حالت من نامہادر اطراف است ۱۲۶ ہزار قافلہ در زیر بار اوصاف است  
 بہر بانی او اعتقاد نتوان کرد ۲ کتازہ عاشق و خاطرش بر صاف است

(۱۳) ترجمہ: دیاب، شہنشاہ ہند کا مالک فتح کرنے کا کام اس کے یعنی عبداللہ خاں کے سپرد ہو گیا اور وہ (خود) آزاد دل ہو کر جہان بانی کے تخت پر بیٹھ گیا یعنی بادشاہ نے فتح ملک کا کام اس کے حوالہ کر دیا اور حفاظت ملک کا کام آزادی کیساتھ خود شروع کر دیا  
 (۱۴) تشریح: "اسمِ عظم خدا کے ناموں میں ایک نام جو سینا میں سے زیادہ عظمت والا ہے اسکی صحیح معنی معلوم نہیں۔ ترجمہ: یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ سلیمان اپنی انگوٹھی پر، اسمِ عظم (کنندہ) رکھتے تھے (اور اسلئے سلطنتِ ہفت اقلیم ان کو حاصل تھی) یہ محض ایک (من گھڑت) افسانہ ہے حقیقت یہ ہو کہ انکو معدوح کا ساعرم و حوصلہ حاصل تھا اسلئے وہ تختِ سلیمان پر بیٹھ کر محض ایک شاعرانہ بیباک تخیل ہی  
 (۱۵) ترجمہ: اس (معدوح) سے دعایا حاصل طلب کرنا اگر تو صاحبِ ہمت بننا چاہتا ہے اسلئے کہ اگر تجھ کو یہ ہمت حاصل ہو جائیگی تو ایسا جذبہ عمل تیرا گرمیاں تمام لے گا کہ (پھر) تو بیٹھ نہیں سکیگا۔

(۱۶) تشریح: "شہیران" نام شہر جو خاقانی کا وطن ہے اور رئیس شہر خاقان کبیر منوچہر اخستانی ہے۔ ترجمہ: آج اس کا شامینا ملک شیراں کے لئے باعثِ رشک بنا ہوا ہے اس لئے کہ وہ خاقان (منوچہر اخستان) سے انصاف ہے اور نظیری خاقانی سے (یعنی میر) معدوح اوصاف و فضائل میں معدوح خاقانی سے بڑھا ہوا ہے اور میں مدح گوئی میں خاقانی کو ان کے (۱۷) (۱۸) ترجمہ: (اب) ہم ہوں گے اور دائمی عیش و عشرت، اس لئے کہ سلطنتِ خلوقی معشوق سے بھی زیادہ مہربان بن کر اس کے ساتھ تخت پر جلوہ افروز ہے یعنی اللہ تعالیٰ معدوح اور اس کی سلطنت کو برقرار رکھے پھر ہمارے لئے عیش و راحت کی کیا کمی؟

بحر: جہتِ من مجنون مسکن مقصور ۛ ارکان و تطبیع: ۛ مثلِ تک (ت)

(۱) ترجمہ: میری حالت کی شرح و بسط کے خطوط اطراف ملک میں پھیلے ہوئے ہیں (چنانچہ) ہزاروں قافلے میرے احوال کے بوجھ سے لے ہوئے ہیں (یعنی میری عاشقی کی تشہیر سارے عالم میں ہو گئی ہے)

(۲) ترجمہ: (ابھی) اس کی مہربانی پر پھر وہ نہیں کیا جا سکتا اسلئے کہ میں نیا نیا عاشق ہوا ہوں اور ابھی اس کی طبیعت میری نظر سے صاف ہے (یعنی ذرا عشق پرانا ہو جائے اور دل چھپی طرح اس کے قابو میں آجائے پھر اس کا ظلم و ستم دیکھنا!)

بنالہ اشک نشا تم کہ تازہ دولت را ۳ عطائے نیم درم دستگاہ صلاف است  
 بعشوہ کرد تبسم بخندہ جاں دادم ۴ خلاف دوست نمودن خلاف انصاف است  
 بہشت روزے تابانہ محبت نیست ۵ کے کہ طفل میرد مقامش اعاف است  
 بنشانی از لب این شاہد این شاہ شناس ۶ اگر شویم مکرم کمال الطاف است  
 ہزار مصر شکر صرف متبعان سازند ۷ نوالہ بفقیار دہند اسراف است  
 زعالے کہ کے دوستی بسر نہ سازند ۸ وفا مجھے کہ عفا ہونہ ز قاف است  
 اگر زار دولت آگہم عجیب مداں ۹ کہ علم کشف نہ از قسم علم کشف است

(۳) ترجمہ :- میں نالہ و زاری کے ساتھ (اس لئے) اشک گرا رہا ہوں کہ نو دہے شخص کے لئے آدھے درم کی عطا بھی سینکڑوں بلند بانگ و غوغا کا سرمایہ ہوتی ہے۔ توضیح :- یعنی نو دہنا جو کج گوشت کی کچھ لکڑیاں فقیر کو ایک پیسہ دیکر اپنی سخاوت کی ٹونگیں مارا کرتا ہے اسی طرح میں عشق کی دولت پا کر اگر زار اسی اشک فغانی کر رہا ہوں تو گویا فساد و فتنوں کے دربارہ سے اسکی تشہیر کرنا چاہتا ہوں۔

(۴) ترجمہ :- دوست نے عشوہ و داد کے ساتھ تبسم کیا تو میں نے بھی ہنس کر جان دیدی (اس لئے) کہ دوست کی مرضی کج خلاف کرنا نا انصافی ہے یعنی عشوہ و دوست کا تقاضا یہ تھا کہ ہم جان قربان کر دیں جو جس طرح دوست نے ہنس کر عشوہ دکھایا تھا اسی طرح ہنس کر ہم نے جان حوالہ کر دی اور یہی دوست کی رضا جوئی کا عین تقاضا تھا)

(۵) تشریح :- ”اعراف“ نام مقام درمیان دوزخ و جنت۔ ترجمہ :- جو شخص عشق و محبت کے لحاظ سے نابالغ ہو اسکو جنت واصل نصیب نہوگی اس لئے کہ جو شخص عالم تعلیمی میں مہربان ہو اس کا مقام اعراف ہے اپنی جوشت میں ناقص ہو وہ جنت میں جہاں دیدار و دوست ہو گا نہیں جاسکتا۔ (۶) تشریح :- ”شاہ شناس“ بمعنی آداب شاہی جانتے والا۔ مراد مہذب و مودب۔ ترجمہ :- ان مہذب حسنیوں کی گالیوں (ہی) سے اگر ہم سر قرار ہو جائیں تو بیڑی ہر بانی ہو۔

(۷) ترجمہ :- (دینا دلوں کا یہ حال ہے کہ ہمارے نعمت و انوں کے لئے ہزاروں شکر کے معبر یعنی بے حد سامان ضیافت صرف کر ڈالتے ہیں مگر فقیر کو اگر ایک نوالہ دیدیتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ) یہ فضول خرچی ہے۔

(۸) ترجمہ :- اس عالم سے کہ جس میں کسی نے دوستی و محبت نہیں بنائی، وفا کی توقع نہ کر اس لئے کہ ابھی تک (وفا کا) عفا کوہ فغان میں ہی ہے (ان شہروں میں نہیں آیا کہ کوئی اس سے واقف ہو سکتا مراد یہ کہ دنیا فاکے نام تک سے نواقف ہے)

(۹) تشریح :- ”کشف“ علامہ فخری کی تفسیر قرآن کریم، علم کشف سے کبھی علم مراد ہے۔ ترجمہ :- (اے دوست!) اگر میں تیری دل کے راز سے واقف (ہو گیا) ہوں تو اس کو عجیب و غریب بات نہ جان اس لئے کہ کشفی علم، کشفانی علم کے قبیل کی نہیں ہوتا۔ توضیح :- یعنی عشق نے میرے دل کو ایکنہ بنا دیا ہے اس لئے تیرے دل کا بھی عجیب پر منکشف ہو جاتا ہے یہ ایسا علم نہیں جس کے پڑھنے پڑھانے کی ضرورت ہو تو یہ غیب کی کیا بات چینی سے بدل زدل گذرے بہت تاجت بہت بد۔ روچن نتوان بہت تا صبا اینجا است۔

بیک تبسم ز دیدہ ام فراقم ساز ۱۰ کہ چوں رُخ تو پریشانیم ز اطراف است  
 نظیری از رہنجیدگی شود غالب ۱۱ دغل ساز کہ میزان بہت تراف است  
 ہیں قدح شمع شبستان این ست ۱۲ مونس خلوت مستان این است  
 پرتو ترک وہ کہ بد وقتے بر سہم ۱۳ ہر کیم تا بگلستان این است  
 باش تا سجدہ میخانہ کنہم ۱۴ کعبہ باد پرستان این است  
 غافل از طوف صراحی مگذر ۱۵ دست از آن عروہ مستان این است  
 یک بت سادہ و یک خم بادہ ۱۶ برگ و سامان زمستان این است

(۱۰) "تشریح"۔ "ام" ضمیر مفعولی "تبسم" زیدہ "ہوٹوں کو" یا "سکونا جس" سکونا معلوم ہو۔ ترجمہ۔ "راہے دوست" ایک ہلکی سی مسکرا  
 سے مجھ کو دل جی عطا کر دے اسلئے کہ تیرے پہرہ کی طرح مجھ کو بھی پریشانی ڈھیر رکھائی (دھیرہ یا رنگی پریشانی سے خطر خوار اور زلف کی پریشانی مٹا کر)  
 (۱۱) "تشریح"۔ "سجیدگی" معقولیت، وزن و وفار ترجمہ۔ "راہے سادہ" نظیری وزن اور پچا ڈکے یا غلو و تجھ پر غلابی پریمکا، تو کھوٹا  
 لایا دغا بازی (نکرا) اسلئے کہ تمھیں کی ازاد و حیران کے ہاتھیں یو (یعنی بصرین جانتے ہیں کہ یہ ترغیب کا نام کھرا ہے) عاصد دیکھ کے کھوٹا بناؤ اور دھوکہ دانی

بجو۔ رمل مصدر جنون مسکن مقصود از کمال۔ فاعلاتن فاعلاتن فعلات

تقطیع۔ ہیں قدح شمع ربع شبستان اینست مونسے خلوت مستان اینست  
 فاعلاتن فعلاتن فاعلاتن فعلاتن فاعلاتن فعلاتن

(۱۱) "تشریح"۔ "ہیں" حرف تنبیہ۔ "قدح" یعنی قدح بگیر یا میاڑ شبستان "موسم" میں شبنم مٹھوں کا مکان "ترجمہ"۔ (ہاں) پیار (شراب)  
 لاؤ کہیں (وہ) کے (ات) کے مٹھوں خانہ کی شمع جو اور یہی شراب نوشوں کے خلوت خانوں میں اُن کا ہدم و مونس ہے۔  
 (۱۲) "تشریح"۔ "پرتو ترک" "ہیں" تر علامت تفضیل اور کاف علامت تصغیر "مرکب" سواری۔ ترجمہ۔ (ہاں) اسے سانی (اور) اور بھر کر  
 دے تاکہ مجھ پر ایک خاص کیف طاری ہو جائے اس لئے کہ گلشن (دھیرہ یا رنگ پریشانی کے لئے یہی میری سواری ہے) یعنی ہم  
 شراب پی کر گلشن روئے یا رنگا نظارہ کرتے ہیں

(۱۳) ترجمہ۔ "راہے رفیق راہ" الگ کہ حرف تنبیہ جانتے ہیں جلدی نہ کر اور اٹھ کر تکیں (اور) میخانہ پر سجدہ (تو) کو لوں اس لئے کہ  
 سے پرستوں کا قبلہ ہی ہے (یعنی ہا۔ سے لئے درمیانہ) آستانہ کعبہ کا حکم رکھتا ہے

(۱۴) "تشریح"۔ "طوف" کسی چیز کو گرد و گھومتا طوف صراحی میں مصدر کی افعالیت فاعل کی طرف ہے یا مفعول کی طرف "عروہ"  
 برتن کا حلقہ و دستہ، قابل اعتماد چیز، عروہ زینت و مجاہد۔ (میکدہ میں) صراحی کے طواف یا صراحی کے گرد طواف کرنے کو حقیقت  
 برتنے ہو کر گذر بلکہ ہاتھ پڑھا کر اس کا دستہ تمام ہے) اسلئے کہ زمان مست کا عروہ الوثقی (دورینجات) یہی ہے۔

(۱۵) ترجمہ۔ "ایک سادہ (رخ) حسین اور ایک شگے بھر شراب یہ ہے (ہمارے لئے) جاڑوں کا ساز و سامان۔

مئے و خمار و خراباتِ مناس ۶ درس استاد و دبستان این است  
گردنِ تاکِ بربازی نیرند ۷ سر و سرقنہ بستان این است  
کہر بارنگِ تمہن زورِ رست ۸ زال یا رستم دبستان این است  
مئے فردوسِ نظیری جستی ۹ بمیاں آمدہ بستان این است  
دل بقرب و بجا و جہور نیست ۱۰ از نظر دوست از دل دور نیست  
گرچہ زان نورست روشن دیدہ ۱۱ دیدہ ہارِ طاقتِ آں نور نیست

(۶) ترجمہ: شراب اور سے فروش اور مینا نہ پیا ہمارا سبق اور استاد اور کتب ہے۔ اشارہ: شعر میں صنعت لفظ و نشر متبہ ہو اگر دوسرے مصرعے میں حروف عطف نہ ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے مدرسہ کے استاد کا پڑھایا ہوا سبق ہی ہو کہ ان تین چیزوں کو ہم ہنیا کہیں (۷) ترجمہ: دباغ کے مالی، انگور کی بیل کی گردن (یونہی) کھیں بچھ کے نہیں کاٹتے بلکہ وہ اسی کی سزاوار ہے کیونکہ باغ نیکے اس کا وجود سرانقہ ہے پس قنہ کا سر قلم ہونا ہی بہتر ہے یعنی شراب جو باعثِ قنہ و اسی سے پیدا ہوتی ہو۔ اسی مضمون کو اکبر الہ آبادی نے مزاجی رنگ میں ادا کیا ہے۔ ایک لڑکی نے اٹھا رکھی ہے دنیا میری: خیریت ہوگئی انگور کے لڑکا نہ ہوا

(۸) تشریح: کہر بارنگ "اسم فاعل ترکیبی مراد شرابِ زرد" تمہن "لقب رستم مرکب از تمہنی دلاور و قوی و تین یعنی جسم" زال "لقب پر رستم" رستم دستان "باخاقت اپنی، دستان، رستم کا پاپ کا نام ہے۔ ترجمہ: (یہ شراب) ہے تو کہر بانی (زرد) رنگ والی (جیسے) بیا رہوتے ہیں مگر رستم کا سا زور کہتی ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید رستم یا رستم کا پاپ ہی ہے

(۹) تشریح: بمیاں آمدہ "اس جملہ کی کنی ترکیبیں ہو سکتی ہیں اول یہ کہ "بمیاں آ" الگ ہے اور آمدہ "صیغہ بنی الگ بمعنی از دست مدہ دوم یہ کہ آمدہ ماضی قریب ہے اور اس کا فاعل ضمیر ہے راجع بسورے سے سوم یہ کہ آمدہ کی ہ عطف کے لئے بمعنی بمیاں آ دبستان۔ ترجمہ: اے نظیری! توجہ کی تیر کی تلاش میں تھا میکہ کے اندر آ جا اٹھ سے نہ جانے پائے مے یہ موجود ہو یا وہ شرابِ محفل میں آچکی ہے، مے یہ ہے یا محفل میں آکر مے، یہ موجود ہے۔

بہارِ بزمِ

بحرہ۔ رمل مدس مقصور ۶ ارکان و قطع بہ شل و دب،

(۱) ترجمہ: (ہمارا) دل دوست ہے، جدا نہیں، نہ قرب کی حالت میں اور نہ دوری کی حالت میں (اس لئے کہ اگر وہ دور بھی ہے تو) نظر سے دور ہے، دل سے دور نہیں یعنی دل میں ہر وقت اس کا تصور موجود رہتا ہے۔ "نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ جُلُ الْوُجُودِ" اس کی شان ہے)

(۲) ترجمہ: اگرچہ آنکھیں اسی دے، نور سے روشن میں مگر آنکھوں کو اس نوکی تاب نہیں پہنچا نہج موسیٰ مدہوش ہو ہی گئے تھے یعنی اس کی شان لا ُمِدْرُکُ الْأَبْصَارِ ہے)

- ۳ شمع مجلس تیغ غیرت آخستہ است ۳ نیست یک پروانہ کو بر بخور نیست  
عجز واصل شد چو عجب از سر نہاد ۴ کبر جز از سر کشی ہجو نیست  
اجتہاد عقل نفی ہذاست ۵ بس بزرگ است این خطا مغفور نیست  
بہ نغمے گرد و بھر ہم ز خشم ما ۶ عشق غیر از علت ماسور نیست  
تا بفرماں بت پرستی میکنند ۷ بندہ در افعال جز مجبور نیست  
سرو را زان گل ہوائے دوسرست ۸ غیر شویسے در سر مخور نیست  
بس نظیری زین فغان جان نراش ۹ نالہ دل نغمہ طنبور نیست

(۳) ترجمہ :- محفل کی شمع نے غیرت کی تلوار میاں سے نکال لی چنانچہ ایک پروانہ ایسا نہیں، جو زخم خوردہ نہ ہو دای طرح محبوب نے اس غیرت میں کہ عشاق بیری طرف کیوں دیکھتے ہیں سب کو قتل کر ڈالا

(۴) ترجمہ :- (عاشق نے) جب عجز و پندار دماغ سے نکال دیا اور عجز و دنیا ز اختیار کر لیا تو اس کا عجز و دست سے واصل ہو گیا، کبر و غرور محض سرکشی کی وجہ سے (دوست) سے جدا پڑا ہوا ہے۔ توضیح :- یعنی دوست کی بارگاہ میں کبر مردود ہے اور عجز مقبول چنانچہ ٹیٹھا کبر کی وجہ سے مارا گیا اور فرستے اظہار عجز کی وجہ سے مقرب بین بارگاہ بنے رہے۔

(۵) ترجمہ :- (اپنی عقل سے) اجتہاد و کوشش (ادراک کرنا) درحقیقت، شائبہ حقیقی کی نفی کرتا ہے پس، یہ خطا بہت بڑی ہے یہ نہیں بخشی جائیگی توضیح :- یعنی دلیل عقلی سے خدا تک پہنچنے کی کوشش کرنا بڑی سخت غلطی ہے یہاں ایمان با فیض کی ضرورت ہے ورنہ عقل تو شوکر شہادت میں متلا کر کے پھوٹ دیتی ہے۔ ۷۔ در تو با اجتہاد و نظر کے تو اس رسیدہ ۷۔ صد شبہ در درہ دست قیاس و دلیل را

(۶) ترجمہ :- ہمارا زخم (دل) مرہم سے اچھا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ عشق تو ناسور کی بیماری ہے اور ناسور علاج ہوتا ہے ۷۔

مرہق عشق را مردن علاج است ۷۔ دوائے درد ریا زار و نیست

(۷) ترجمہ :- تا "حرف تنبیہ" بفرمان میں بار مطابقت ہے۔ "میکند" کا قائل کا فرمان عشق میں اگر تباہی جگہ ماضی تکم اور میکند کی جگہ میکیم ہوتا تو زیادہ بہتر ہوتا ترجمہ :- سنو! کہ فرمان عشق یا ہم حکم کے مطابق بت پرستی کر رہے ہیں اس لئے کہ بندہ اپنے افعال و اعمال میں محض مجبور ہے یعنی ہم حکم اسی تمام موجودات میں تفکر کرتے ہیں اور بتوں تک میں اسی کا جلوہ دیکھ کر ان کی پرستش کرتے ہیں اور ایسا کرنے پر ہم مجبور ہیں پھر ہم پر کیوں طعن و تشنیع کی جا رہی ہے

(۸) ترجمہ :- سرور کے دماغ میں بھی اسی گل (چہرہ) کا سودا مایا ہوا ہے (یعنی اس) شمار کو لو کے سر میں شور و عشق کے سوا کچھ نہیں۔  
(یعنی سرور بھی روئے یا بر فریقہ معلوم ہوتا ہے)

(۹) ترجمہ :- نظیری! بس اب اس روح فرسافر یا دو فغان کو بند کر دیو، دل کی آہ و فغان کو فی غلبہ اور سازگی کا نغمہ تو ہے نہیں (جس سے) دماغ خوش ہوں بلکہ فریاد و فغان کرنا تو اپنے علاوہ دوسروں کو بھی غمگین بنانا ہے)









عشق مرا زبانِ حکایت برینست ۱۳۱ مکتوب سرِ مہرِ دلمِ ناشنید نیست  
 رازیکہ در دستِ زدلِ بایدم نہفت ۲ گہائے ناخفته این باغِ چینست  
 جلد و بیاض و دفترِ مرازِ دلِ پرست ۳ چشمِ بہرِ چہ سے قدرِ انہم درینست  
 در سیتہ ماچند بر آرمِ فسر و برم ۴ این نیمِ قطرِ خون کہ مژگالِ عینست  
 خصمِ آں حریفِ نیست کہ دلِ کیں کشد ازو ۵ زین تیرِ کش پر و پیکانِ کشیدنست  
 گفتم اگر بمنزلِ مقصودِ پہلے برم ۶ یکبار چند گام بہرِ سود و دیدنست  
 چوں یافت دل کہ بر سرِ راہِ رسیدہ ام ۷ نشست از طلب کہ آن کورِ سیدنست  
 بحرِ مضائقِ شمنِ اغیارِ مقصود ۸ ارکانِ تقطیعِ ایش ہذا الف) مگر عرضِ ضربِ مقصود

(۱) ترجمہ :- میرے عشق کے بیان اور ظہار کی زبان کا ڈالنے کے لائق ہے (کیونکہ) میرے دل کا سر نہ خط سننے کے قابل نہیں یعنی نہ کسی زبان کو فنا نہ عشق کے بیان کا یا رہا ہے اور نہ کسی کان کو سننے کا)

(۲) ترجمہ :- جو رازِ عشق (میرے دل میں ہے مجھ کو وہ خود اپنے دل سے بھی چھپانا چاہیے (پس) اس باغِ دل) کے بے گلے پھول توڑ دینے کے قابل میں (یعنی آرزو سے دل کو خالی کر لینا چاہیے) اس کرنے سے رازِ عشق خود دل کو بھی معلوم نہ ہوگا)

(۳) ترجمہ :- میری کتاب (بیاض اور دفترِ سب کے سب) دل کے راز سے بھرے ہوئے ہیں (چنانچہ) جس پر بھی (میری نظر پڑتی ہو) جس غیرت میں) وہ ہر ذرہ پر ذرہ کر دینے کے قابل ہے تاکہ رازِ دل چھپا رہے کتاب (بیاض اور دفتر سے) میرا مہر (یعنی میرا ہر ذرہ) اور رنگے روپ راز

(۴) ترجمہ :- قلبِ مضمر میں :- یہ خون کی آدھی بوند جو ہلکے پیکان لے آئے قابلِ ہوا اس کو تانکے سینہ کے اندر ہی اندر نکالتا اور دبا تا رہوں ؟ (یعنی چھپا ہے کہ کچھ اشک بہ کر طبیعتِ ہلکی ہو جائے آخر ضبطِ تک نہ کرتا رہوں)

(۵) تشریح :- "خصم سے اپنی ذات یا دوست مراد ہے۔ تیر نکش" یعنی تیر نیم کشیدہ وہ تیر جس کو کمان میں دبا کر پورا نہ کھینچا گیا ہو، ایسا تیر عموماً جسم سے پار نہیں ہوتا اسلئے اسکی تکلیف زیادہ ہوتی ہو غالباً کہ اس کوئی میری دل کو چھپے تیر نکش کو نہ فیض کہاں ہو جیگر کہ پلٹ پٹا

"پر" تیر میں ہر لگانے کا خاص طریقہ ہے جس سے وہ سیدھا نشانہ پر جا کر لگتا ہے "پیکان" بڑا، نوک دار شام ترجمہ :- اسے دوست تیرا دشمن (تظیری یعنی جس کو تو نہیں سمجھتا ہے) ایسا مد مقابل نہیں ہے جس سے دل کی کینہ نکلا جائے (پس) یہ تیر نیم کش (نظر) اس قابل ہے کہ

اس کو ہر پیکان (مژگن) نکال لے جائیں (یعنی میں تو تیرا جانِ نثار ہوں، جاں نثار کے ساتھ تو یہ معاملہ ہونا چاہیے) دیکھو :- میرا دشمن (جان و دوست) ایسا مقابل نہیں جس سے کینہ نہ نکلا جائے (پس) اس (دہ کے) تیر نیم کش سے ہر پیکان (دور) نکال لینے چاہئیں (یعنی دوست

کے جو در چھا پر ہم کو دردِ بھری آہ بھی نہ کرنی چاہیے)

(۶) ترجمہ :- میں نے (دل میں) کہا کہ ایک فتح چند قدم ہر طرف دو ٹپکی ضرورت ہو شاید اس طرح ہی) مجھ منزلِ مقصود کا پتہ چل جائے۔

(۷) ترجمہ :- (مگر) جب (دل سے) یہ معلوم کر لیا کہ میں راہ پر پڑیا ہوں تو اس نے طلب و جستجو کو (بھیر بھی) نہ چھوڑا کہ اب تو دور اور آگوش ہو

عشقِ ناشناختہ

عشقِ ناشناختہ

رفتیم ورہ بکڑ جماش نیای قسیم ۸ قانع گشت دل رسیدن کہ دین نیست  
دیدیم و دیدنش ز خودی بخودی بداد ۹ ایں زہر اگر جو صلد گنج چشید نیست  
زین عشق صلد بلاست نظیری فلک چند ۱۰ افسون عاشقی بلب دل و مید نیست  
بیا کہ مردم ویرا چشیم جان باز است ۱۱ بگفتگوئے تو زخم مراد ہاں باز است  
بخون با گرت میل بہت مانع نیست ۱۲ مے مغانہ سبیل و دو مغناں باز است  
چہ یوسفی تو کہ در مصر حسن چو نتو کے ۱۳ یروں میانہ تارہ کارواں باز است

(۸) ترجمہ :- پس کو چہ ہیں ہم گئے مگر اس (دوست) کے حسن و جمال کی حقیقت دریافت کرنے کا موقع نہ ملا یعنی دیدار دوست اب بھی نصیب نہوا اور دل نے فقط پہنچ جانے پر اکتفا نہ کیا بلکہ (یہ کہا کہ دوست تو) دیکھنے کے قابل ہے یعنی اب دیدار دوست کی طلب پیدا ہو گئی،  
(۹) ترجمہ :- (بالآخر) ہم نے اس کو دیکھ لیا اور اس کے دیدار نے ہم کو خودی سے بخودی میں مبتلا کر دیا یعنی جلوہ یار دیکھا اور ضبط نہ کر سکے،  
بے ہوش ہو گئے، البتہ یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ یہ زہر (دیدار) اگر جو صلد میں سما سکے تو ہے چھلکنے کے قابل مگر موسیٰ کلیم اللہ تک سے  
تو برداشت ہو نہیں سکا پھر کس کا جو صلد ہے کہ برداشت کر سکے (اشارہ ۱۵- نمبر ۵ سے نمبر تک کے شعرا با ہم مربوط اور مسلسل میں یہی  
ساری اس کہ وہ کاوش کا نتیجہ نکلا کہ آخر میں ہوش و حواس بھی گم ہو گئے۔

(۱۰) ترجمہ :- اسے نظیری! اس عشق سے تو سینکڑوں بلائیں اور مصیبتیں پیدا ہوتی ہیں اس کا، افسانہ تابک ہے پس اب دل  
اور ہونٹوں پر خاموشی کا افسوں دم کر لینا چاہیئے (تاکہ نہ دل سے آہ نکلے اور نہ لب سے فعال) ۱۱  
پس نظیری! زین فغان جاں خراش ۱۲ نالہ دل نغمہ ظہور نیست

بہ ہندو

۱. بحر ہجعت ثمن مجنون مکن مقصور ۲. ارکان قطع و شل ہک ات،

(۱۱) ترجمہ :- (اے دوست) آجاکہ میں (گو) مرچکا ہوں مگر (میری) روح (اب بھی) چشمہ بہ راہ ہے اور تجھ سے بات کرنے کے لئے میرے زخم  
کا سہہ کھلا ہوا ہے (یعنی تم میری جہاں حال ہو گیا ہے اب تو جا)  
(۱۲) ترجمہ :- اگر تجھ کو ہمارے خون کا شوق ہے (تو بسم اللہ کوئی) زہر کاوٹ نہیں (یہ) معون کی سی شراب حاضر اور وقف ہے اور درخشا  
کھلا ہوا ہے (یعنی ہم حاضر ہیں اور ہمارا خون تیرے لئے حلال ہے) غالب کہتے ہیں ۱۳

آج وان تیغ و کفن باندھے ہو ہو جاتا ہوں ۱۴ عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لایکے گیا

(۱۴) ترجمہ :- تو کس بلا کا حسین یوسف ہے کہ جب سے فافوں کی آمد و رفت کا روزہ کھلا ہے تجھ سا کوئی حسین معمر حسن رکے باز  
میں پیدا نہیں ہوا (یعنی تو حسن میں بے مثال ہے) (اشارہ ۱۵- مصر و کاروان کے الفاظ سے قصہ یوسف کی طرف تلخ ہے۔

در آرزوئے نثارِ قدوم تو ہمہ شب ۴ گہر فروشِ دو چشم مراد کاں باز است  
 نئے رد چوں گرسنہ دلی چہ سودا زیں ۵ کہ خوان وصل پر دوست میہماں باز است  
 چوبلِ قسم من ازیں چہ ذوق مرا ۶ کر گل شکفتہ و درہائے بوستان باز است  
 صمد بجائے صنم ہر زانم آمدہ است ۷ بتم قنادہ و زانم از میاں باز است  
 دعا کنید بوقت شہادت تم اورا ۸ کہ آن دم دست کبر ہائے آسمان باز است  
 مکن شتاب نظیری بکار جاں بازی ۹ کہ چشم کا زشتان کار داں باز است  
 زبانِ طعنے ماکوئے از بریدن نیست ۱۳۳ علاج شکوہ عاشقِ بجز شیندن نیست

(۴) ترجمہ :- ترے قدموں پر تیری آمد پر نثار کر کے کی آرزو میں میری دونوں گہر فروش آنکھوں کی دوکان ساری ساری رات کھلی رہتی ہے۔ توضیح :- یعنی جو ہری چشم نے اشک کے بہت سے موتی جمع کر کے دوکان لگا رکھی ہے اور اس آرزو میں بیٹھا ہوا ہے کہ تو آئے اور ترے قدموں پر انھیں نثار کیا جائے۔

(۵) ترجمہ :- جب دل کی بھوک نہیں جاسکتی تو اس سے کیا فائدہ؟ کہ دوست کا بخوان وصل (قسم قسم کی ناز و نعمت سے) بھر اہواؤ اور ہمان کا ہاتھ بھی بند نہیں۔ توضیح :- یعنی عاشق کے دل کی ہوس وصل میسر ہو جانے کے بعد بھی پوری نہیں ہوتی۔ "دست باندن" خالی ہونے سے بھی کانپا یہ ہوتا ہے مگر یہاں یہ درست نہیں۔

(۶) ترجمہ :- میں تو قید و بندِ نفس میں گرفتار بلبل کے مثل ہوں مجھے اس سے کیا لطف حاصل ہو سکتا ہے؟ کہ باغ کا دروازہ کھلا ہوا ہو اور پھول کھل رہے ہیں۔ بات تو جب یہ کہ میرے نفس کا دروازہ کھل جائے ورنہ جب یہ بلبل نے آشیا نہ چین کا اٹھا لیا ہے، اسکی بلا سے بوم بسے یا ہمارا ہے؟ (۷) ترجمہ :- صنم صنم کے بجائے (اب) میری زبان پر صمد صمد جاری ہو گیا پس میری آغوش سے میرا تیرا گریزا اور میری کمر و زینا کھل گئی توضیح :- یعنی المجاہد نقطۃ الحقیقہ کے مطابق میں مجاہد کی سرحدوں کو عبور کر کے حقیقت تک پہنچ گیا ہوں۔

(۸) ترجمہ :- میری شہادت کے وقت اُس (قاتل) کیلئے دعائیں کروا لئے کر یہ وہ وقت ہے کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہوں یعنی یہ دعا کے قبول ہونے کا وقت ہے پس میرے بجائے میرے قاتل کے لئے دعا کرو کہ اللہ اس کو معاف کرے یا اُس کی عمر دراد کرے کہ اُس نے مجھے قتل کر کے ایک دیرینہ حسرت پوری کر دی)

(۹) ترجمہ :- اسے نظیری (جان نثار) کے معاملہ میں جلد بازی نہ کر اسلئے کہ (معاملات عشق کے) واقف کار اور معاملہ فہم لوگوں کی نظریں تیری طرف، لگی ہوئی ہیں۔ توضیح :- یعنی راہ دوست میں بڑے صبر و سکون کے ساتھ جان فد کرنی چاہیئے مبادا جلدی میں کوئی مفسد یا نیک حرکت ہو جائے اور مجمع عشاق میں شرمندہ ہونا پڑے

محر: بحث سخن محبوبون مسکن مقصور ۛ ارکان و قطع ۛ مثل عہد (د)

(۱۱) ترجمہ :- کاٹ ڈالنے سے بھی بھاری طعنہ زن زبان غلاموش نہیں ہو سکتی، عاشق کے شکوہ و شکایت کا علاج سن لینے کو سوا اور کچھ (باقی صفحہ ۱۹۳ پر ملاحظہ ہو)

زبسکہ گشتہ ام از درد انتظار ضعیف ۲ نگاہ را پر خست قوت رسیدن نیست  
 چنانکہ خانہ زندانیاں فرود آید ۳ شکستہ جاں نفس و جرات پریدن نیست  
 زبے تعلقی خوشتن بایں شادام ۴ کہ جاں سپردن اگر گشت دل پھیدن نیست  
 بہر و عسل و مالان نشاط گریہ کنم ۵ در آں دسکے کطلبہ ہست آرمیدن نیست  
 ز تار زلف تو زنا پر میاں دارم ۶ بیا کہ مصلحت پیر بن دریدن نیست  
 گرفتہ طبع نظیری سوال ازو کنید ۷ درخت گل شکستہ است و درخت گل چیدن نیست

(بقیہ صفحہ ۱۹۲) نہیں۔ توضیح یہی عاشق اسی وقت خاموش ہو سکتا ہے جب کہ اس کا شکوہ گوشِ انتہا سے سن لیا جائے ورنہ اس کی زبان کاٹ دینا بھی مفید نہیں، زبان بے زبان کی شکوہ کرتا رہے گا۔

حرفِ عاشق بے زبانی شکوہ دل عاجزی است ۴ آنچہ ہرگز آشنا بابِ نند واد من است

(۲) ترجمہ :- چونکہ میں انتظار کی تکلیف بہتہ بہتہ ناتواں ہو گیا ہوں اس لئے میری نگاہ میں اتنی طاقت بھی نہیں کہ وہ ہرے چہرہ تک پہنچ سکے (یعنی) دل کو نیا زحمت دیدار کر چکے ۴ دیکھا تو ہم میں طاقت دیدار بھی نہیں

(۳) ترجمہ :- جس طرح کہ قیدیوں کے قید خانہ کی چھت گر پڑے اور وہ دبے دبے رہ جائیں بالکل ہی مجھ بے گرفتار کمال دیکھ کر قفس بوسیدہ ہو چکا ہے اور (مجھ میں) اڑنے کی طاقت نہیں (یعنی کسی روز اس قفس میں دیکھ کر جان نکل جائے گی اور آزادی کا۔) مان دل کے دل میں رہ جا سکے گا۔

(۴) ترجمہ :- دنیا سے (اپنی بے تعلقی پر) اس لئے خوش ہوں کہ جان اگر کو الہی کرنی پڑی تو دنیا کی حسرتوں پر دل نہیں تڑپے گا (یعنی ہم نے علاقہ دنیا کو ترک کر کے اپنا مرنہاں کر لیا ہے)

(۵) ترجمہ :- بچہ اور وصال، غم اور خوشی، غرض ہر حالت میں گریہ و زاری کرتا رہتا ہوں (اس لئے کہ جس دل میں درد عشق ہوتا ہے اس کو کسی حال میں سکون نصیب نہیں ہوتا۔)

(۶) ترجمہ :- قلبِ مصرعین :- دے دوست! آ جا کہ پیراں چاک کرنا خلافِ مصلحت ہے اس لئے کہ تیرے زلف کے تاروں کی دنار (میری) اگر پر بندھی ہوئی ہے۔ توضیح :- یعنی تیرے جتوں، عشق کا تقاضا تو یہی تھا کہ ہم پیراں چاک کر ڈالتے لیکن اگر ہم سے ایسا نہیں کیا تو تو آ زردہ ہو، پیراں چاک کرنا خلافِ مصلحت ہے، اس سے تیری رسوائی ہو جائیگی کیونکہ ہم تیری زلف کے تاروں کی زنا پہنچے ہوئے ہیں اگر پیراں چاک کیا گیا تو یہ راز سب کو معلوم ہو جائے گا۔

(۷) تشریح :- "گرفتہ طبع" ترجمہ ہونا، دوسرے مصرع میں "طبع گرفتہ" کو غیر شکستہ درخت گل سے "اور سوال کو پھیدن" سے تعبیر کیا ہے۔ ترجمہ :- آج، نظیری کی طبیعت ملوں ہے اس سے (زیادہ) پوچھ کچھ نہ کرو (یعنی ابھی) درخت گل پھول نہیں کھلے اور پھول اچھنے کا وقت نہیں آیا (ہاں جب اس کا گلشن طبیعت کھل جائے گا تو اس وقت خوب گلہا بے سخن حاصل کرنا،

این پیش خیل کچلکھاں از سپاہ کیست ۱۳۴ ویں قبلہ کہ گنج شدہ طرف کلاہ کیست  
 دامن کشاں چو ابر بگنزار میرود ۲ تا آب نرگس کہ دہری گیاہ کیست  
 پانیم بہ پیش از سر اس کوئے رود ۳ یاراں خبر دید کہ این جلوہ گاہ کیست  
 آن ابروئے نغیدہ کمال از چہ فادہ خاست ۴ ویں غمرہ گرفتہ کیں دریناہ کیست  
 گیمہ تہمت کند انگار گشتہ ۵ آں غمرہ تر یں سیاست گواہ کیست  
 گرد سرتوشتن و مردن گناہ من ۶ دیدن ہلاک و رحم نکردن گناہ کیست  
 نیر بر باد دادہ طرز رخسار بادگر ۷ تحت طبع مجیب کہ گل در نگاہ کیست  
 بحر و مضارع شمن انحراف غنہ قصہ : ارکان و تقطیع : مثل ہے (ت)

(۱) تشریح "پیش خیل" سرگروہ سردار جماعت "کچلک" اسم فاعل ترکیبی آڑی ٹوپی والا مراد حسین بانگین ترجمہ ہے۔ یہ آڑی ٹوپی والے حسینوں کا پیش رو کس کی فوج کا بانگین ترک ہے اور یہ قبلہ جو ذرا کچھ نظر رہا ہے کس حسین بانگین کی ٹوپی کا گناہ ہے۔ دہری دوسٹ کا گوشہ کلاہ عاشقوں کا قبلہ ہے مگر فرقہ امامیہ کے قبلہ کی طرح صحیح محبت سے کچھ بھرا ہوا ہے۔ اشارہ ۱۵ شعر میں استفہام بطور تجاہل عارف ہے۔

(۲) تشریح "تا" حرف تہنید ہے۔ ترجمہ ہے۔ دوست اٹھا کر بادل کی طرح دامن گھٹنا ہوا بارش کی طرف جارہا ہے (تو دیکھئے) کس کی نرگس چشم کے واسطے باقی بنتا ہے اور کس کی گناہ (دل) کے واسطے علی ۹۔ توضیح یعنی دیکھئے اس خوش قسمت کی آنکھیں اس کے آب دیدار کو سیراب ہوتی ہیں اور کس کو خبر نہ رہتی پچھلی گرتی ہو آپ و برق اس کے نوازم میں رہیں خوب کو ابر سے اور اس کی نظر مہر اور نظر تہ کو آپ و برق سے تشبیہ دی ہے۔

(۳) ترجمہ تفسیر "مصرعین"۔ اسے رفیع و پناہ تو سہی کہ آخر یہ کس کی جلوہ گاہ ہو کہ میرا قدم اس کو چہرے کے نہیں سر نہا دینی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی شوخ فتنہ سالار کی جلوہ گاہ ہو کہ قدم خود بخود رک گئے بس اب دل و جان کی خیریت نہیں،

(۴) ترجمہ "درد" (درد را بھی بتاؤ کہ وہ ابرو کی فتنی ہوئی گمان کس کا چہاں سے نکل آئی ہے اور یعنی جو دل و جان عاشق کی گھات میں ہو کس کی پناہ میں ہو کہ ایسی بے باکی کا تیرا مذاق کر رہا یعنی ابرو سے یا غضب کی گمان۔ غمرہ و غنہ کبیر تیرا درد و رنگاں نصیب کی تیراں،

(۵) تشریح "غمرہ" اشارہ چشم و ابرو کی سیاست "مراستہ" قتل ترجمہ میں افقا ہوں کہ تیرا سر کہ تیرا تیرا قتل ہوا فکر رہا جو دگر یہ تو بتا کہ قتل کا شوقین غمرہ کس کا گناہ ہے۔ توضیح یعنی تیری آنکھوں کے اشارے میرا قتل کا ثبوت پیش کر رہے ہیں یا دگر دیکھ تیرا تم خوشندی کا انہماک تو موقوف ہو گیا۔

(۶) ترجمہ ہے تیرے سر کے گرد دھوٹا اور جان دیدیتا مانا کہ میرا گناہ ہو دگر یہ تو بتا کہ ہلاک ہوتے دیکھنا اور دیکھ دینی (رحم نہ کرنا) کہ اس کا گناہ ہے یعنی میں صاف تو نہیں کہہ سکتا کہ یہ تیری خطا ہے یا تو خود ہی مجھ سے،

(۷) ترجمہ ہے۔ اگر ہوا نے رخسار (یار) سے زلفوں کو منتشر کر کے (طا) دیا تو دیکھنا یہ ہے کہ کس کے مجیب (دودامن) میں داکھی ہے (جگر کے زبانی صفحہ ۱۹۵ پر)

۸۔ کایں گر مہا سے تلخ ز زہر نگاہ کیست  
 ۹۔ وانستہ ام کہ گوشہ شہیت برآہ کیست  
 ۱۰۔ کایں زلف در ہم اندازد و آہ کیست  
 ۱۱۔ خلقے قضاں کنند کہ این ادخواہ کیست  
 ۱۲۔ خواہم این بستانی پر غم را بشوئے در شکست  
 ۱۳۔ روزگار از خاطر من بیل از حسا نشست  
 ۱۴۔ آسمان بر آتش من چوں عود در جگر نشست

(بقیہ صفحہ ۱۹۴) مگر یہ کہتے ہیں اور کہیں کہ اس نظر میں (نظارے کے) پھول (یعنی دیکھنے کو نظارہ سے محروم رہ کر آنکھوں کی طرف مگر بہا تا ہے، اور کون جو نظارہ ہو کر اپنے دامن نگاہ کو چاروں پار کے چھو لوں سے بھرتا ہے؟)

(۸) تشریح :- ”بندیم آردم“ میں میں غم میں مبتلا ہوں ہے۔ ”گر یہ ہائے تلخ“ مراد اشکبار تلخ، ترجمہ :- (دوست) مجھ کو خون دکھاؤں، (۹) میں غرق دیکھ رہا ہوں اور پھر بھی مجھے خاطر میں نہیں لایا یہ نہیں سوچتا کہ یہ میرے غوین تلخ آہ سو آہ اس کی زہریلی نگاہوں کا نتیجہ میں؟ (یعنی یہ خیال کر کے کہ اسی کی نگاہ زہر کو دے ہم اس نوبت کو ہم کو بچنے میں دوست کو کچھ تو ترس دکھانا چاہیے)

(۱۰) ترجمہ :- (اے دوست!) میں تیرے دامن اور ہاتھ کو اب کسی عذر و معذرت پر نہیں چھوڑا، نگاہ اسنے کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ تیرا گوشہ چشم کس کے اعتبار میں ہے۔ توضیح :- یعنی یہ معلوم کر لینے کو کہ تو قریب کی طرف مائل ہو، اس پر یہ غیظ کا تقاضا ہے کہ میں تجھ کو جان دوں اور کوئی (۱۱) ترجمہ :- عشق زلف پر ہاتھ پھیر کر باؤں کو جبار ہوا اور کوئی اس سے یہ نہیں دیا منت کرتا کہ وہ زلفیں کس کے آہ کے دھوئیں کے اثر پریشان ہو رہی ہیں۔ توضیح :- یعنی دوست کو مار بار باؤں کو سنوارے کہ بچاؤ عاشق نظر افشانت فرما کر دود آہ کو بند کرنا چاہیے کہ یہی پریشانی زلف کا حقیقی سبب ہے جب تک یہ داخل نہ ہو گا دوست کی زلفوں کی پریشانی نہیں کچھ سکتی۔

(۱۲) ترجمہ :- جب نظیری میں دران چشمیں خون آلود کفن پہنے گذرے گا تو ساری مخلوق شور قضاں برپا کر دیگی کہ یہ کس (بے رحم) کا فریاد ہے؟ یعنی وہ کون سنگدل قاتل ہے جس نے نظیری کو اس بڑی طرح ہلاک کیا،

بازیزاد

بکھرے۔ رمل مشن مقصود : ارکان و تقطیع سے مشل نکلتا

(۱) ترجمہ قلب مصرعین :- (اے دوست!) تیرے مرغ (اسیر) پر یہ نفس (دینا) بہت تنگ ہو چکا ہے اس کے سبب پر دباؤ توڑ ڈالے (پس) میں بھی چاہتا ہوں کہ اس غم سے بھرے ہوئے باغِ عالم کو شور قضاں سے دہم پر ہم کر ڈالوں۔ توضیح :- یعنی عیاق دینے میں بالکل مجبور بنادیا اسنے چاہتے ہیں کہ سب سے ایک ایسا شور قضاں اُٹھے کہ یہ کارخانہ ہی تہ بالا ہو جائے)

(۲) تشریح :- ”خاطر من آتش من میں میں غم میں مبتلا ہوں ہے“ یعنی مراد عود ”ایک خوبو دار لکڑی“ جگر ”نیچٹی“ ترجمہ جسے ماننے جھ کو دل سے ایسا دھواں اُٹھنے کہ نیل (کا داغ) رخسار سے دھو دیا جاتا ہے، اور آسمان سے جھو کر آتش (مصابا) عشق میں اس طرح بھونک دیا (باقی صفحہ ۱۹۴)

پائے پیش آمد و کارم ز پس دامن گرفت ۳ دست در اندیشہ بام زبیر شکرست  
 طبع شکر داد عشق اردو رگ کو فار ریخت ۴ تلخی سے داد غم در شیرم ار شکر شکرست  
 دیدش بر عشرت من حسرت دیگر فرود ۵ خواستم بیکان بر آرم در جگہ نشتر شکرست  
 دوستان ہرگز نہ بیند از محبت عیب و ست ۶ خاطر خوش شد اگر نہ بخت گستاخ شکرست  
 در رخس آبے کشیدم خاطر مژدہ شد ۷ بادیرستان و زید و شہناخ نازک تر شکرست  
 میکشم حرام نئے پئے ظف در بزم وصال ۸ شوق دل پیمانہ ام را برب کو تر شکرست

(بقیہ صفحہ ۱۹۵) جس طرح کہ خود کو دیکھتی، نگھٹتی میں ڈال دیا جاتا ہے یعنی زمانہ و ذرا خیال نہیں کیا اور غفلت توفیق کی کسر مانی تھی

(۳) تشریح :- ”دست زبیر شکرستن“ سوچتے وقت سر کے نیچے ہاتھ رکھ لینا۔ ترجمہ :- ”میرا“ قدم آگے بڑھا لگ بھگ پیچھے سے میرا رخسار بار  
 نے (میرا) دامن پر لگا کھینچ لیا (یعنی کہ میرا) ہاتھ اپنے سامان (دھکیاں) کی فکر میں سر کے نیچے (دبے دے) ٹوٹ گیا (کہ اتنے بھاری بوجھ کے ہوتے  
 ہوئے یہ سفر کھانے بٹے ہو گا۔ کار و بار تو عشقی اور مصائب عشقی بھی مراد ہو سکتے ہیں یعنی یہ فکر کہ عشق کی دھندلایوں سے کیونکر عہدہ برآ ہو سکتا؟  
 (۴) ترجمہ :- عشق نے اگر میرے، حلق میں ترخ (کاغذ بھی ڈال تو اس) شکر کا سامہ دیا اور غم دھریا غم دنیا، اے اگر میرے دودھ میں شکر  
 بھی ملائی تو اس نے شراب کی سی تلخی پیدا کر دی (یعنی عشق کی تلخیاں بھی گوارا ہیں) اور غم جہرا غم دنیا کی شیرینیاں بھی ناگوار)

(۵) تشریح :- ”دیدش“ مصدر مضارع ہوئے ضمیر مفعول یا ضمیر فاعل ”عشرت من“ ”عشرت کی جگہ اگر حسرت ہوتا تو زیادہ بہتر تھا  
 باقی اس صورت میں بھی مثنوی ہو سکتے ہیں۔ ترجمہ :- اس کے دیدار نے (یا اس کے دیکھ لینے) میری حسرت پر ایک اور حسرت کا اضافہ کر دیا  
 (یعنی) میں چاہتا تھا یہ کہ (اس کے تیرنگہ کے) پیکانوں کو نکالوں (مگر) شکر ٹوٹ کر گیا۔ توضیح :- یعنی جب تک اس کے دیدار یا گوشہ نشینی  
 سے عودم تھا تو اس کی حسرت تھی، اب بے سر ہو تو دل جگر زخمی ہو کر رہ گئے۔

ہے ایک تیرس میں دو توں چھدی ہے میں ۹ وہ دن گئے جب اپنا دل جگر جدا تھا

(۱۰) ترجمہ :- فرط محبت کی وجہ سے دوست، دوست کا عیب نہیں نکالتے (اسے) اگر (میرا) جام ٹوٹ گیا اور شراب گر گئی تو  
 میرا ہی خوش ہو گیا (یعنی اپنا عیب صواب خود بخود ہی ظاہر ہو گیا)

(۱۱) تشریح :- ”خاطر مژدہ شد“ کی جگہ اگر خاطر آرزو شد ہو تا تو دوسرے مصرعہ کا ربط بلا تکلف درست ہو جاتا۔ ترجمہ :-  
 میں نے اس کے سامنے آہ کی تو (میرا دل) غم سے آزار ہو گیا (مگر) اس کی طبیعت طویل ہو گئی (گویا) بارغ حسن (پر یہ آہ کی) ایک ہوا چلی اور  
 اس نے ایک نازک ترین شاخ کو توڑ دیا (یعنی دوست ہماری اس بیباکی کے ساتھ آہ کو نہ سے آرزو ہو گیا، شاخ نازک تر تو دوست کے)

(۱۲) ترجمہ :- جام نہ ہونے کی وجہ سے میں بزم وصال میں شراب سے محرومی کی حسرت (اٹھا رہا ہوں) (افسوس) کہ شوق و اھطلہاں نے  
 میرا جام حوض کوثر کے کنارے (پہنچ کر) توڑ دیا (یعنی جب اسکے دیدار کی شراب مہو رہی تھی کہ وقت نزدیک آیا اسی وقت جام حوض کوثر ٹوٹ گیا۔

تجسّم کی خوبی دیکھتے ٹوٹی کہاں کند ۱۰ دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا



دیر دین و زلفی شہد ہاک انتظار ۹ مژدہ بخشد مسکین را کہ مجلس شکست  
 داند اخلاص مرا و ز حال من آگاہ نیست ۱۳۴ و روش رہ دارم و بر آستانم راہ نیست  
 بخت با من گشست و مدعا با بچنگ ۲ کہربائے شوق با راجد بیک گاہ نیست  
 فصلہا شد و دہبای بر خسیاد عشر ۳ کشتی مارا سفر از سیر سال ماہ نیست  
 شست و دل صدرہ کہ شودم بر ہدف گاہے کدو ۴ گویا بیکان و پر بایں خدنگ آہ نیست  
 خاطر و دواں ز لکین و دوستان در عہد تو ۵ آہ خجال پر شد کہ دہبارا بد لہار آہ نیست  
 عرض حال چلہ رہ داد و خلوت گاہ قرب ۶ جز دعا سے من کہ آں مقبول میں گاہ نیست  
 (۱) ترجمہ :- (دوست کے محض خانہ کے) دروازہ کے باہر نظری انتظار کرتی کرتی مرثدا اگر بلاتے نہیں ہوں تو اس پیارہ کو رہی  
 خوشخبری پہنچاؤ کہ مجلس پر خاست ہوگی (۲) کہ نہ حق انتظار تو ختم ہو (۳) اشارہ و نظیر نے اس شعر میں اپنی بیچاری کا نقشہ کچھ دیا ہے۔

۱۳۴

۱۳۴۔ دل مشن مقصور ۱۳۴۔ دل کاں و طبع ۱۳۴۔ دل مشن مقصور

(۱) ترجمہ :- (دوست) میرے اخلاص و وفا کو (خوب) جانتا ہے مگر میرے حالات سے واقف نہیں (کہ مجھ کی گز رہی ہے یعنی) اس کے  
 دل کے اندر تو میں جاسکتا ہوں مگر اس کے آستانہ پر نہیں جاسکتا سبحان اللہ کیا عجیب حال ہے !!

(۲) ترجمہ :- (خود ہمارا) نصیب ہمارے ساتھ آہا (دہ بیکشتی) اور (خود ہمارا) مدعا اور مقصد ہمارے ساتھ برسر بنگ (۱) (دھر) ہمارے  
 شوق کے کہربائیں گھاس کے ایکائے تنکے کو بھی کھینچنے کی طاقت نہیں (۲) چہ جائے دوست کو کھینچنے کے یعنی ہماری محرمی میں جو فلک یا قاض  
 و مست کا دخل نہیں (۳) اصل مطلب اپنی بختی اور بد بختی کی کسی دوسرے بگروں نہ و خورشید نہ دایم و بخت خوش دیا کہ برسر بنگ ست

(۳) تشریح :- "سیر سال و ماہ" رفتار زمانہ، ماہ و سال کی رفتار سے یہ فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ (ترجمہ :-) (موافق و مخالف سبب کی)  
 فصلیں گذر گئیں مگر ہماری عمر کی کشتی گر داب، (نیہا) یہ نہ لگی (معلوم ہوتا ہے کہ) ہماری کشتی (عمر) کا سفر گردش سال و ماہ کو دیر ہو نہیں  
 ہوتا۔ توضیح :- مطلب یہ کہ رفتار زمانہ موافق و مخالف سبب کی فصلیں پیدا ہوتی ہیں مگر ہماری عمر کی کشتی کیسے کسی موسم میں موافق

(۴) تشریح :- "شست" سونا تیر کی گرفت "نہد" نشاۃ "خدنگ" تیر۔ ترجمہ قلب معصعین :- یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس تیر  
 آہ میں (شاید سوز و گداز کے) پر دیکھا نہیں لگے ہو تو ہیں کہ تو باریں سے دل کی شست (بھر کر تیرا) کو چھوڑا (مگر) نشاۃ پر ایک تیر نہ  
 لگا (یعنی) آہ سے دوست کے دل پر کوئی اثر نہیں کیا اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی سوز و گداز نہیں کی ہے

(۵) ترجمہ :- (۱) دوست (۲) تیر سے عہد میں زمانہ (۳) یاد و سنتوں کا دل دوستوں کے بغض و عداوت سے ایسا بھر گیا ہے کہ (۴) اب  
 دلوں کو دلوں سے راہ بانی نہیں رہی (یعنی تیری ستم پہنچنے کے زمانہ میں سب آشنا بیگانہ بن گئے

(۶) ترجمہ :- (دوست کی) خلوت گاہ نظریہ میں سب لوگوں کو عرض حال کا موقع مل سکتا ہے سو اے میری درخواست کے (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳

پیش آریں درجائیاں یہاں سب قسم ۷ حرف ملنے ہو داکوئل گاہ نیست  
 جستجوئے وصل باین زندگی بپلاقتی است ۸ ذوقے از پر و آریاں رشتہ کوتاہ نیست  
 گرتظیری شکوہ از بے بہریت از دست ۹ عیب صاحب کہ پوشند بندہ و توغاف نیست  
 ہر کس شہید آں حشر اسے در ازیت ۱۰ در شرح بے جاذبہ آں کس نمازیت  
 محمود اگر چہ جہاں زیر ہاتھ است ۱۱ جاسے پیش ز گوشہ چشم ایا زیت  
 شدہ را چو پر وہ از منج شاہد بر افستد ۱۲ چشمش سوئے حراج خطا و طرافیت  
 معشر و رم از ضعیف و عجز شدہ مانده ام ۱۳ در عرضہ پر ہم کہ بجز شاہبا زیت

(بقیہ صفحہ ۱۹۷) دہی اس درگاہ میں مقبول نہیں ہوتی یعنی سب باہر دیں، ایک میں ہی نامزد ہوں)

(۷) ترجمہ :- اس سے پہلے جاں نثاریوں کے بالواسطہ میرے حصے میں کوئی نہ کوئی آگاہی تھی لیکن اب وہ بھی کبھی بتی یا دیکھی نہیں۔

(۸) ترجمہ :- اس دہانی اور ناگاہی زندگی کے رکھنے ہوئے وصل و دوستی کی جستجو کرنا کہ دھلکی اور بے صبری سے (اس لئے کہ) اس چھوٹے

رشتہ (حیات) کے ساتھ (مربع گنہگار) پر وزن کا کوئی لطف نہیں آ سکتا۔ توضیح :- یعنی ہمارا حال بالکل اس طائر کا سا ہے جس کا پونوں میں ایک

چوٹا سا دھاگیا بندھ کر آگیا جائے تو اس کی ہوس بلند پروازی کیسے پوری ہو سکتی ہوگی جس کو اتنا رشتہ حیات کو سوتی ہوئے ہمارا بھائی وصل پہنچنا

(۹) ترجمہ :- اسے دوست نظیری گریز مہر کی یا شکوہ نہج سے تو بزدلان (اس لئے کہ) ہر غلام آقا کے عیب کو ٹھکانا چاہو (در حقیقت)

اس کا غیر خواہ نہیں ہوتا۔ توضیح :- یعنی غیر خواہ غلام کا یہ فرض ہے کہ وہ آقا کی کوئی نامناسب بات دیکھے تو اس کو تادسے اور آقا کا

فرض ہے کہ وہ غور کرے اگر تاہم نامناسب ہے تو اس کو چھوڑ دے، اس میں ناراضی ہونے کا کیا کام۔ نظیری نے ظہار شکوہ کیسے وہ خوب لگائی۔

\*\*\*

معارف مشن اعراب کھون مقصور ۱۴ ارکان تقطیع و شل ہے (دست)

(۱۱) ترجمہ :- جو شخص کہ محبوب کی ان بچی بچیوں کا شہید نہیں شہریت (عشق) میں اس کے جنازہ کی عزا ڈیٹھنا جائز نہیں۔

(۱۲) ترجمہ :- اگرچہ سارا عالم خود کے زیر نگین ہے یعنی اگرچہ وہ تخت مطلقیت پر جلوہ افروز ہو گیا، ایاز کے گوشہ نظر سے بہتر اس کے لئے کوئی

جگہ نہیں (یعنی محبوب کی نظر میں جا کر حال کر لینا ہی در حقیقت عاشق کی سمر راج ہے)

(۱۳) تشریح :- تبرا افندہ کی جگہ برا افندہ بصبغہ جمنے ہوا ہے یعنی "برا" بمعنی برائے "خطا" نام شہر یا میں ترکستان و چین و تونان "طرا" نام

شہر بن نیرازہ درود و بکشتی۔ ترجمہ :- اگر میرے معشوق کے چہرہ سے تقاب یا شاد کیسے شادیں تو پھر، اس کی نگاہ خطا اور طرا کے ٹکس کی

طرن (جائے) اسی مضمون کو پوری جامعیت کے ساتھ پہلے اس طرح ادا کیا ہے۔

عابد کہ بدینش بد رائد ز خانقاہ ۱۵ سلطان کہ یادہش بگذارد سپاہ

(۱۴) ترجمہ :- اگر میں (مطلب دوست میں) اتنا توان اور زنجی جگر ہو کر گیا ہوں تو میں اس میں معذروں دمن اور اطمینان نہیں اس لئے کہ میں لای

(باقی صفحہ ۱۹۹ پر)



۳ من دل شیفۃ آزار نمی دادم چیت  
 ۴ کہ ز خویشم خبر از لذت و شتام تو نیست  
 ۵ آبجو ال نخور و صید تو از لذت تیغ  
 ۶ آتشم در سرو سامان بجہ بندیر زدی  
 ۷ آخر اے دُر گرامی ز کد ام آب و رگی  
 ۸ ببر از ندگی قامت موزوں نازم  
 ۹ باش در دوستی از خویش تطہیری نو مید  
 ۱۰ ہر کرامتی نمی خیزد دل گفتار نیست  
 ۱۱ نیست یک عارف کہ خود سانی خود تمانیت

(۳) تشریح :- دل شیفۃ، "فریفتہ دل، بتلائے عشق، "وشنام" مرکب از دُش یعنی زشت و نام ترجمہ :- مجھ فریفتہ دل کو کیا خبر کہ از انکے کہتے ہیں (جکہ اتیری گایوں کی لذت کی وجہ سے مجھے اپنا بھی ہوش نہیں ہے  
 تو حرف تلخ فروشی و من شکر تو شوم کہ چاشنی ہزار آشتی ست جنگ تارا

(۴) ترجمہ :- اے محبوب! تیرا شکار (تیرے آب و تیغ کی لذت کو چھوڑ کر) (یا اس کی وجہ سے) آپ حیات نہیں پی سکتا (حتیٰ کہ) وہ طائر جو تیرے دام عشق میں گرفتار نہیں وہ بھی اسی حسرت و گرفتاری میں جان دیدتا ہے (یعنی ہر ایک شخص تیرے دام عشق میں گرفتار اور تیری ترغیب گاہ کہ شہید بننے کا آرزو مند ہے اسلئے کہ آپ حیات بھی اتنا جان بخش نہیں ہے جتنا کہ آپ تیغ ہے)

(۵) تشریح :- "آتشم" میں تم سرو سامان کا احصاف الیہ ہے "رام" تاراج، جلوجک، ترجمہ :- (اے دوست! یہ بنا کہ) میرے ساز و سامان میں تو نے کیا مجھ کو آگ لگا دی (جکہ) میرا دنگھٹا رو گھٹا تیرے تالواروں میں (اور تیری ملک سے) تو صحت جو یعنی تو نے میرا کچھ نقصان نہیں کیا اسلئے کہ میں سزا پاتی رملکت تھا تو نے میری خانان ہستی کو تباہ کر کے درحقیقت اپنا نقصان کر لیا، تو نے کیا سوچ لیا کیا؟

(۶) ترجمہ :- اے بلند قدر موتی (یعنی دوست) آخر تیرا تو کون سے آب و گل رکھے خیر! اسے بنا ہے کہ اس قدر کریم و دہم ہے کہ ایک ایک دل بھی ایسا نہیں جو تیرے رحم و کرم میں نہ پلا ہو (یعنی تیرا لطف عظیم اور تیرا نام کریم و کریم ہے)

(۷) ترجمہ :- اے یا بھتیجی! میں تیرے قد سے جیسے پن پر ناز کرتا ہوں کہ کوئی قبا ایسی نہیں جو تیرے بدن پر راست نہ آتی ہو (یعنی تجھ پر ہر لباس چھتا ہے، "عَلَّ یُوہم عَوْنُی ثَنَانِ")

(۸) ترجمہ :- اے تطہیری عشق و محبت میں اگر قدم رکھا ہو تو اپنی جان سے ہاتھ دھوے اسلئے کہ تیرا انجام بھی تیرے اعانت سے کچھ زیادہ حکم و مضبوط نظر نہیں آتا (یعنی اگر تو نے عشق و محبت کا نام لیا ہے تو اپنے انجام و غارت سے خبردار دل جان کو خیر باد کہنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے)

بہارِ عشق

محرورہ رمل شمس مقصورہ : ارکان قطعہ :- مثل ہے (فت)

(۱۱) ترجمہ :- جس شخص کے دل و معانی پیدا نہیں ہوتے اس کو گویائی بھی باشر نہیں ملتی (اور عارف صاحب دل کوئی ایسا نہیں ہے) (باقی صفحہ ۲۰۱ پر)

- فارخار کوئے پائے ہست ہرکس را دل نیست ۲ نقش گدھم گل کہ در پائے دیش ابرخا نیست  
 حرج چشم بت بکارست و دعاے یرہمن ۳ گبر بر تائے کہ بند یرمیاں ز تار نیست  
 توبہ بشارتے گویند جی گرد قبول ۴ تا نونم نے ہرایا رائے استغفار نیست  
 مستی و شہاد پرستی ہرزہ خندی و تشاؤ ۵ کار کا رہیگسار نیست و دیگر کا نیست  
 پیش پائے گرم و سرد و زکار افتادہ ایم ۶ سایہ درویشانہ ام آپستی دیو نیست  
 اندکے لے تار امشب بے اثری یا نیست ۷ آنکہ ہر شب بے شینہ امشب بیدار نیست  
 مردم از سر مسندگی تا چند یا ہر ناکے ۸ ہر دم تازد و رہتا نیندہ گویم یا نیست

(بقیہ صفحہ ۲۰۰) جو خود ہی سے سارا اور ساقی ہو۔ توضیح :- یعنی حالانکہ ساقی و خمار جہاں ہوتے ہیں مگر صاحب دل خود اپنے دل سے کیف اور معانی عرفان پیدا کرتا ہے اور خود ہی موثر گفتار سے سامعین کے دلوں میں تار دیتا ہے لیکن اگر دل مضموں آخر میں نہ ہو تو گفتار بے اثر ہے۔  
 (۲) تشریح :- "فارخار" انگرا لفظ سے کثرت مراد ہو "یار سے" میں یا تو نیک نظم کے لئے ہے ہر کس را دے ست "کے بعد جسم العزرا قدم ہند" محذوف ہے یا یہ مبتدا ہے، اور فارخار اسکی جز مقدم ہے دوسرا مصرعہ دعا بھی قرار دیا جاسکتا ہے اور علت بھی۔ ترجمہ :- ایک بار فتنہ سامان کے کوچہ کا فارخار موجود ہے جو شخص دل لکھتا ہے جسم اللہ اس کو چھیں قدم دیکھ اسلئے کہ جس بچوں کے پاس دل میں یہ کاشا نہ لگ چکا ہو وہ بکھلتا ہی نہیں یا خدا کرے وہ بچوں کبھی نہ کھلے جس کے پاس دل میں یہ کاشا نہ لگ چکا ہو۔  
 (۳) ترجمہ قلب معمر ہے مگر آتش پرست جو تار بھی مگر پائے نہ دھلے وہ ز تار تر نہیں دیا جاسکتا، بلکہ کافر عشق کیلئے یقین اکافر ادا کا جادو نظر اور یرہمن (یعنی رہنما) کی دعائیں درکار ہیں۔ توضیح :- یہی محض ز تار باندھ بیٹنے سے کفر عشق کی تکمیل نہیں ہوجاتی جب تک کہ حقیقت کا سحر آبد گوشتہ چشم اور رہنمائے طریقت کی دعائیں شامل حال ہوں۔

(۴) ترجمہ :- لوگ کہتے ہیں کہ صاحب عقل و ہوش کی توبہ قبول ہوتی ہے مگر میں جب تک شراب پی کر مدہوش نہ ہو جاؤں مجھ کو توبہ کرنے کی قدرت حاصل نہیں ہوتی (پس توبہ کا ہونا معلوم)

(۵) ترجمہ :- دست و پاؤں پر ہونا محبوب کی پرستش کرنا، خوب ہنسنا اور خوش ہونا (یہی) کام جو شراب نوشوں کے ہیں درحقیقت کام ہیں اور ان کے علاوہ کوئی کام نہیں :-

(۶) ترجمہ :- ہم زمانہ کے گرم و سرد (یعنی رنج و تکلیف) کے سامنے پڑے ہوئے ہیں (اسلئے کہ) ہمارے دیرانہ میں دیوار کی پستی کیوجہ سے سایہ نہیں آتا، کہ جس کے دیو سے ہم زمانہ کی گرجی و سردی و محفوظ رہ سکیں مراد یہ ہے جو عالم روزگار میں پیش آئے ہیں جس میں بچنے کی تدبیر کوئی چیز (۷) ترجمہ :- اسے تار آج کی رات میں تھکے ذرا بے اثر پاتا ہوں (اسلئے کہ) ہر رات جو (محبوب) سنا کر تار افتادہ آج کی رات شاید بیدار نہیں ہوا (یعنی روزانہ تار کی تاثیر یہ تھی کہ دوست خواب سے بیدار ہوجا کر تار تھا مگر آج کی رات بیدار نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ تار کا اثر کچھ کم ہو گیا ہے)

(۸) ترجمہ :- (اے دوست!) میں تو قسم کے مارے مرثا آخر کہا تک لوگ تیرے کو در سے ہر کس و دناکس کے ساتھ ملتا ہوں (دکھاتے رہیں اور) (باقی صفحہ ۲۰۲ پر)



غنج و افسون زینجا کار دیوسف نہ کرد ۷  
 ہر کردل در باخت دل بردن نمیداند کہصیت  
 عشرت تنگ دل مانویں ہر گشت بہت ۸  
 غنچہ برگ عیش گستر دن نمیداند کہصیت  
 از حجاب مشب ظہیری باہ سجادہ نصبت ۹  
 پارسا آداب نے خردان نمیداند کہصیت  
 گشت دوزخ نمرے ز آتش سودا نش ریخت ۱۰  
 شد قیامت قدے قند ز بالانش ریخت  
 ہر کردل ف جوئے مشک بہ پیما نہ فلکند ۱۱  
 خندہ مشتے نمک سودہ بھہاش ریخت  
 حسن در پردہ نہال بود کہ نقد و جہاں ۱۲  
 عشق از گریہ بدل گرمی سوکش ریخت

(۷) ترجمہ :- زینجا کے تازو دانے دیوسف پر کوئی اثر نہ کیا (اور حقیقت یہ کہ جو اپنا بدل پار پیٹا وہ دوسرے کا دل چھین لینا نہیں جاتا) یعنی جو اپنا دل قابو میں نہیں رکھ سکتا وہ دوسرے کا دل کیا قابو میں کر سکتا ہے

(۸) تشریح :- "نورس" میوہ تازہ اور ہر دہ چیز جو تازہ ہو یہاں غنچہ نورس مراد ہے۔ ترجمہ :- ہمارے دل کی تنگ زندگی اور عیش و عشرت کی مثال ہر گشت کی تازہ گی کی سی (اور ابھی سامان عیش و عشرت کو پھیلانا نہیں جانی کہ کسے کہتے ہیں۔ توضیح :- بینی ہمارا دل عیش و عشرت غنچہ

(۹) ترجمہ :- آج رات نظیری نے شرم و حجاب کی وجہ سے شراب سے بے رغبتی بپا کر لی (بپا کرنا پارسا) ابھی شراب نوشی کے آداب نہیں جانتا کہ کیا کیا ہیں۔ توضیح :- بینی آداب نے نوشی میں ایک چیز یہ کہ بیاگ بل پیا جائے اور پھلے کو پیئے ہی جو خیر باد کہہ دینا چاہئے مگر نظیری کی شراب نوشی کی چونکہ ابھی ابتدا ہی اسے بھی معلوم نہیں چھوڑا اور لوگوں کا حجاب بھی باقی جو تو چھپاؤ میں کہیں پیالہ الٹ ہو گیا اور بعضی شراب سے تہو گیا غیب کی

✓ حرہ۔ رمل متن جنون ممکن مقصور ✧ (۱) کا قطع :- مثل ہے (دست)

(۱) تشریح :- "ز آتش" دوزخ بالانش کہ پہلے کاف سر جہلہ خدوٹ ہی یہ جیسے صفت میں (اور تشریح :- اور نقد موصوف میں ترجمہ :- وہ چکاری جو اس محبوب کے عشق کی آگ سے لگی دوزخ لگی اور جو نقد کہ اس کے رقتہ سامان، قد سے پیدا ہوا قیامت کا ہم رتبہ ہو گیا یعنی آتش عشق کا ہر تشرہ دوزخ کھف اور نقد یار کی ہر رقتہ زادا قیامت بدوش ہے)

(۲) ترجمہ :- جس کے چاند شراب میں زلف دیا رہے جو برابر مشک ڈالی تو دوست کی ہنسی نے اس کی شراب میں مٹی بھر تمک بھونک دیا توضیح :- تیزی اور خوشبو کے لئے شراب میں مشک ملا کر تے ہیں اور تمک ملانے سے شراب سرکہ بن جاتی ہے ان دونوں باتوں کو پیش نظر کہتا ہے کہ ہماری شراب زندگی میں زلف یا رکی جو برابر مشک بھانے سے جو لطف پیدا ہوا تھا وہ سب اسکی تخریب اور وطنیہ ہنسی کو مٹی بھر تمک بھانے سے جاتا ہے حتیٰ کہ شراب کھٹا سرکہ بن کر لگی اور یہ شوخی تو دیکھنے کہ مشک جو برابر ڈالی اور تمک مٹی بھر

(۳) ترجمہ :- حسن (ابھی) پردہ ہی ستور تھا کہ عشق نے اس کا سودا کرنے کے حقوق میں آئندہ کر نقد دو عالم (سامنے) ڈال دیا۔ توضیح :- یعنی حسن قدیم نے ابھی جا ہا ہی تھا کہ پردہ سے باہر آئے کہ عشق خریداری کیلئے تیار ہو گیا اور محبت کے آئینہ جو نقد دو عالم کو مساوی میں باقیقت کے طور پر نکال کر رکھنے شعر میں کنٹ کنتر اُخفیا فَا جَلَبَتْ اُنَّ اُخْرٰی فَمَلَعَتْ اُفْلٰقَ کَے پورے مفہون کو ادا کر دیا کہ خود (باقی صفحہ ۲۰۴ پر)

(۷) ترجمہ :- زینجا کے تازو دانے دیوسف پر کوئی اثر نہ کیا (اور حقیقت یہ کہ جو اپنا بدل پار پیٹا وہ دوسرے کا دل چھین لینا نہیں جاتا) یعنی جو اپنا دل قابو میں نہیں رکھ سکتا وہ دوسرے کا دل کیا قابو میں کر سکتا ہے





دندے کے فروغ و نشاندہی کے لئے ۵ مشہور خاص عام ہیجائی تو رفت  
 بردار رخ تو رنگ حیا بادہ ہوس ۶ شہسب کے بود در ہمہ جا حامی تو رفت  
 با کا و کا و غمزہ نظیری اثر نماند ۷ قانع نشین کہ غنچ لال شای تو رفت  
 تیج باز از دیدہ صاحب تیران و نیست ۸ تا بصد راز لب خبر دارم وے دستور نیست  
 مگر کہ از معشوق غافل گشت لبت دریافت ۹ دیدہ بے معرفت راورد و دنیا نور نیست  
 گل گریباں چاک تر گس مست قند از چین ۱۰ سرور اخیر از ہوائے در سر غمخور نیست  
 (۱) ترجمہ :- وہ (ذیل) رند (یعنی رقیب) کہ جس کو بے فروغ و تپہٹ تک نہ دیتا تھا تیرا ہکا سب بخا لگی وجہ کو خاص عام میں شہسب  
 (۲) ترجمہ :- شراب ہوسنا کی سنے تیرے پہرہ سے حیا کا رنگ کھو دیا (پس) وہ شرم و حیا جو ہر جگہ تیری حمایت کرتی تھی جاتی ہی  
 (یعنی تیرے حیا تجھ کو بدنامی سے بچا لیتی تھی مگر تیرے ہر جگہ پن سے اس کو بھی کھو دیا)  
 (۳) تشریح :- "ہکا و کا و" حاصل ہمدرد سماجی از کا ویدن مرکب از دو اہر :- ترجمہ :- اسے نظیری داب دوست کے غمزہ کی  
 کاوشوں میں کوئی اثر نہیں رہا، تو بھی مطمئن ہو کر بیٹھ جا، کہ اب تیرا خون دل پینا ختم ہو گیا (یعنی دوست کی رقیب نوازی اور  
 ہر جگہ پن سے اب عشق سے ہی دل کھٹا کر دیا، جب دوست کو ہمارا کوئی خیال نہیں تو ہمیں بھی کیا پڑی ہے کہ خون دل پیں :-)

بحرہ - رمل مثنیٰ مقصورہ ۵ امکان تقطیع - شش ۵ (د)

(۱) تشریح :- "تا بصد راز لب" بمعنی از لب تا بصد راز لب لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تصنیف واقع ہو گئی ہے اصل میں  
 "تا بصد راز لب" ہو گا۔ ترجمہ :- صاحب عقل و تیز گوئی کی آنکھوں سے کوئی راز مخفی نہیں حتیٰ کہیں تیرے سینکڑوں راز  
 دیا لب و دینہ کے درمیان جو کچھ ہے اس کو بخوبی (جانتا ہوں مگر بتانے کی) اجازت نہیں۔ توضیح :- یعنی دوست  
 کے خلوت خانہ میں باتیں عاشقوں کا گذر ہوتا ہے اور وہ من و تو کی تفریق کے سمٹ جانے سے پوری طرح واقف ہوتے ہیں  
 مگر اس کے اظہار کی اجازت نہیں ورنہ منہ کی طرح بے تیز ٹھہرادیے جائیں گے۔

(۲) ترجمہ :- جس نے معشوق سے عظمت برتی وہ (بھوکھی) کوئی لطف نہ پاسکا (نور) معرفت نہ رکھنے والی آنکھ دونوں عالم  
 میں نور سے بھر رہی ہے۔ (اشارہ :-) آیت مَن كَانَ فِي هَذِهِ اَعْمٰی فَوْنِيْ الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی کی طرف تلمیح ہے یعنی جو  
 اس عالم میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔ برخلاف اس کے

دید حسن و جمال آنجا را ۵ در بصر ہر کہ کل سودا اینجا

(۳) ترجمہ :- پھول گریباں چاک کر کے اور گس مست و خجود ہو کر اس چین سے چلے گئے اور سر دے خار کا (دوسری) (بھی)  
 سوداے عشق کے سوا کچھ نہیں (یعنی تمام موجودات عالم پر عشق و مہربانی ہے)

بردر پیر معاں ہر گز نہ میرد کے ۴ در مقامے کاب جیوانست غیر از سوز نیست  
چوں سرائے کاروانگا ہست نیا بر گذر ۵ شب نے آید کہ صد مسکین در درخو نیست  
سینہ دارم کہ از مرہم جراح تے شود ۶ زخمے از نیش محبت نیست کان سوز نیست  
بندہ گر پیبا کی کرد از خداوندی بخش ۷ گر چہ مغرور است اما جز تو مغرور نیست  
پر بجا اگر عشق اینجا لاف رفعت میزند ۸ جلوہ ہا در چشم عاشق ہست گاندہ طو نیست  
کو کین را خود بناخن سنگ می باید برید ۹ جوئے شیر نقش شیریں کا ہر مزدور نیست  
عشق یوسف را دریں سودا بدینا مرغ فروخت ۱۰ بندگی خواہد غیر از ادگی منظور نیست

(۴) ترجمہ :- پیر معاں (یعنی ہنائے حقیقت) کے دروازہ پر اپو چکر کوئی نہیں مرناسے جس جگہ آب حیات موجود ہو، وہاں عشق مسرت کو سوا کچھ نہیں کہتا اور شراب کو آب حیات قرار دیا ہے مراد یہ ہے کہ جس کو ایک دفعہ شراب عشق مل گئی پھر وہ مرنے کا نام نہیں لیتا  
(۵) ترجمہ :- دنیا قافلوں کے ٹھہرنے کی سرسے کش ہے (جو گنگا پرہی ہوئی ہوتی ہے پس) کوئی رات ایسی نہیں کہ سینکڑوں مسکین جبار اور دردمند اس میں (پڑے ہوئے) نہ ہوں یعنی دنیا جائے قیام نہیں ہے بلکہ جائے سفر ہے

(۶) ترجمہ :- میں ایسا زخمی سینہ رکھتا ہوں جو مرہم سے اور زیادہ (زخمی ہو جاتا ہے) اس لئے کہ نشیر عشق کا کوئی زخم ایسا نہیں جو ناسور نہ دنگلیا ہو یہ فی گروہ مرہم زخم ما بہ عشق غیر از علت ناسور نیست

(۷) ترجمہ :- (اسے خدا) اگر بندہ نے بے باکانہ کوئی گناہ کیا ہے تو تو اپنے رحم و کرم سے بخش دے (اسے) کہ اگرچہ وہ مغرور ہے مگر اس کو تیرے ہی اوپر غرہ ہے (یعنی تیری رحمت و وسیع کے پھر دوسرے اس سے بے باکیاں ظہور میں آجاتی ہیں)

(۸) ترجمہ :- اگر عشق یہاں (بہو چکر) سر بلندی کا دعویٰ کرنے لگے تو باطل بجائے کہ عاشق کی آنکھ (بادل میں وہ جلوے ہیں جو طور میں نہیں) تو صبح :- یعنی طور پر تو بہت ہی ادنیٰ تعجب کا ظہور ہوا تھا مگر موئی اس کی بھی تاب نہ لائے اور یہاں عاشق کی نظریں اس سے بہت اعلیٰ جلوے ہیں اس لئے اگر عشق دعویٰ رفعت کرے تو کیا بجا ہے۔

(۹) تشریح :- "سنگ بناخن بریدن" نہایت شفقت اٹھانا۔ ترجمہ :- (فرہاد) کوہ کن خود اپنے ناخن سے پتھر کاٹنے کی ضرورت ہے (ورنہ) جوئے شیر زحال لانا) اور نقش شیریں (حاصل کر لینا) ہر مزدور کا کام نہیں۔ تو صبح :- یہ فرہاد پتھر ہے کہ اس نے عام مزدوروں کی طرح جیڑہ کیوں استعمال کیا اس کو تو ناخن سے کوہ کنی کرنی چاہئے تھی، مراد یہ ہے کہ طلب دوست میں آلات و اسباب پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے۔

(۱۰) ترجمہ :- عشق سیرت یوسف کو اسی (دلفت و محبت کے) معاملہ میں ایک دینار کے بدلے بکوا دیا اس لئے کہ عشق تو (اجنبی) بندگی اور غلامی میں لینا چاہتا ہے (کسی کا پیہر زادہ ہونا اس کی نظریں وقت نہیں رکھتا۔ تو صبح :- بھائیوں نے چند درہم کے بدلے کو قافلہ کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا پھر پھر کے بازار میں جا کر دیکھ، یہ ساری کار فرمائی عشق کی تھی جو کسی کی پیہر زادگی کا بھی حیا نہیں کرتا

گر شری کر عرش اینجا لاف رفعت میزند ۱۱ جلوہ ہادرطن مہابی ہست کاند رطوبت نیست  
عافیت خواہی نظیری بستہ خواباں شو ۱۲ از تاج حسن اگر حورار ملک متون نیست

—:—:—

## ردیف اثاء

عطاش رانہ صوابست و نہ خطا باعث ۱ بستم بہر کرم نانہ گد اباحت  
اگر چہ رزق گد باز پس نے گرد ۲ مقدرست کہ می گردش دعا باعث  
خرال درود و سحابا بنے او و ہمال کشت ۳ ہیں کہ بردو کہ پرورد شد چہا باعث

(۱۱) ترجمہ۔ خواہ زمین کی تہ ہو یا عرش (کی چوٹی) یہاں پہنچ کر سب سر بلندی کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں (کیونکہ) بھلی کینٹ میں بھی وہ دہیلو سے بین طور میں نہیں (اگرچہ بھلی پستی میں ہے) اور طور بلند ہے مگر درجہ معنی میں دونوں برابر ہیں بلکہ بعض اوقات جو بلست ہے وہ بلند سے بھی بلند تر ہو جاتا ہے کہ بلطن مہابی میں یونسؑ نے وہ وہ جلو سے دیکھے جو طور پر موسیٰؑ نے دیکھے سکے، گویا بلطن مہابی سر طور سے بلند تر نکلا،

(۱۲) ترجمہ۔ اے نظیری! اگر تو راحت و عافیت چاہتا ہے تو حسینوں سے دل نہ لگا (اس لئے کہ) حسن کے نتیجہ (یعنی درود الہم) سے خواہ حور ہو یا فرشتہ، کوئی بیج کر نہیں جاسکتا۔ توضیح۔ یعنی حسن تو وہ بلا کا بھرا ہوا ہے کہ حور و ملک تک کو آرام دسکوں سے محروم کر رکھا ہے تو تیری تو کیا حقیقت ہے مگر حسن سے قطع نظر کرنا بھی مقدر میں نہیں خلاصہ یہ کہ درود الہم سے خلاصی ناممکن ہے۔

—:—:—

محرور بحث شمن بخون سکنت مقصور ۴ ارکان و طبع ۵ شل لہا (الٹ)

(۱) ترجمہ۔ اس (خدا) کی عطیہ بخشش کا سبب (درست کاروں کی) درست کاری ہے اور نہ (خطا کاروں کی) خطا، بلکہ اس کے رحم و کرم کا سبب بننے کے لئے گدا گدا نالہ کافی ہے (یعنی خدا سے بزرگ بندوں کے ایمان و کفر اور طاعت و معصیت سے بے نیاز، وہ چاہے تو عاصیوں کو بخشدے اور عابدوں کو پکڑ لے، اس کے رحم و کرم کی طلب کے لئے انہماک و عجز و نیاز کافی ہے)۔

دست و دل لیکن کہ اینجا عاجزی آید بکار ۵ ایں کساں را چاشنی کے زور بازو کردہ است

(۲) ترجمہ۔ اگرچہ (یہ صحیح ہے کہ) فقیر کا (مقدر) رزق پلٹ نہیں سکتا، اس کو ضرور ملے گا مگر یہ بھی (ازل سے طے ہو چکا ہے کہ) اس کا (ظاہری) سبب دعا بنتی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ کسان نے بویا، بادل نے سینچا اور ترزاں کا ٹھکرے گئی تو غور کرو کہ کس نے تو بویا تھا؟ اور کس نے پروش کی تھی؟ اور کون کیا؟ (پس یہی حال دنیا کا ہے کہ انسان سوچتا کچھ ہے اور ہوتا کچھ ہے)



- ازہرغے بخاطر ماکیں سبک تراست ۳۰  
 آنم کہ حال مستی و مخوریم یکبست ۳۱  
 ریزم گل نیاز و تضرع در اضطراب ۳۲  
 خط مسکے کیف صدق داده اند ۳۳  
 مطلب گریز دانه نظیری جفاکش ۳۴  
 ہرگز نکرده ام کبے در خار بحث ۳۵  
 زان برستیزہ ام نگفتہ است بار بحث ۳۶  
 ہرگز ز راستی نشود شرمسا ر بحث ۳۷  
 چہ در ضمیر کند نگیرد قرار بحث ۳۸

## ردیف الجیم

فصول خط توہین نام بعثت شب داج ۱۴۶۔ نگاہ پر سرخ تو مصطفیٰ است بر معراج

(۳) ترجمہ :- (لوگوں! دوست کا ہم سے) عداوت رکھنا ہماری طبیعت پر سبب غم سے بلکا ہے (حتیٰ کہ صلح جوئی یا عشق کی) ہماری یہ شراب روح کے ساتھ کھر سے پن میں بحث و مقابلہ کرتی ہے۔ تو وضع :- یعنی اپنی خصلت صلح پسندی کی وجہ سے ہم دوسروں کو آزاد پہونچانے کا خیال تک نہیں کرتے یا عشق میں دوست کا کینہ بھی ہمارے لئے دل گزنی کا باعث نہیں۔

(۴) ترجمہ :- میں وہ ہوں کہ میری سستی اور خاموشی حالت یکساں ہے (حتیٰ کہ) میں نے خاموشی کی حالت میں بھی کسی سے جھگڑا نہیں کیا (یعنی میرا مشرب صلح کل ہے)

(۵) ترجمہ :- میں انتہائی اضطراب کی حالت میں بھی عجز و دنیا کے بھول گرتا ہوں اس لئے مجھ سے جھگڑا باندھے کا بحث و مناظرہ نے کوئی موقع نہیں پایا۔ تو وضع :- یعنی میں لڑائی جھگڑے میں نہیں پڑتا بلکہ اضطراب اور جان پرین آنے کے وقت میں بھی عجز و انکسار سے کام لیتا ہوں حالانکہ ایسی حالت میں مجبور ہو کر عام طور سے انسان سب کچھ کر بیٹھتا ہے۔

(۶) ترجمہ :- سلامتی کا پروانہ (کارکنان قضا و قدر نے) سچائی کے ہاتھ میں دیدیا (چنانچہ) سچ بولنے سے بحث بھی شرمندہ نہیں ہوتی (یعنی ساچ کو آچ نہیں، الصدق یُنجی و الکذب یُهْلک، سچ نجات دلاتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

(۷) ترجمہ :- اسے نظیری (بحث و مباحثہ کی) حرمت : اٹھا (اصلی مقصد تجھ سے دور ہوا جاتا ہے بحث تو حد تک کند ذہن اور غبی (لوگوں) کے دل میں جاگزیں ہوا کرتی ہے (یعنی یہ کام حقوق کا جو کہ بیکار بحثوں میں پڑ کر اصراری مقصد کو فوت کر دیں)

محرمہ بحث شمن مخمور مقصور ۳۹ ارکان و تقطیع و شش ہلک (ت)

(۱) تشریح :- داج "غیضہ اسم فاعل یعنی تاریک۔" معراج "یعنی آلہ عروج، مردانہ عین خاص میں مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانوں کو طے کر کے بارگاہ رب العزت تک جانے کے معنی میں مستعمل ہونے لگے گویا افلاک سے مردان کا کام یا نیکی (باقی صفحہ ۲۱۰ پر)

ظہور حسن تو اسیتے بد و راں داد ۲ کہ باوشہ ز رعیت نے ستا ند باج  
 صلح بود کہ حُسن تو با وفا انگشت ۳ کز آب و آتش ما برد اختلاف مزاج  
 میان زخم خدنگ تو اُفتے پیوست ۴ کہ از دکانِ مسیحا نمی خرند علاج  
 خود مہرہ دل قلب کرد و غافل ازیں ۵ کہ کعبتین دعا خانہ سے وہ تارا ج  
 سر شک رزق در آنکو روانی کرود ۶ بنود سیم دخل را بھیج جائے رواج  
 نماند شوکت شاہاں کے نئی دامن ۷ دراز دستی سُنے کہ میرا بد تاج  
 سوار مہر کہ آخر الزمان ایرج ۸ کہ طالعش بظفر کردہ اندا استخراج

(ترجمہ صفحہ ۴۰۹) ترجمہ ۱۔ اسے دوست، اسے خط و رسد اکا جا دو گویا انا ریک۔ ان کا پیغام ہے اور تیرے رخسار پر عاشق کی نظر گویا۔ صفتیں ہیں جو حلاج پر لپٹا رہے، پس، تو صفتیں تیرے خط و رسد اور اس پر نظر عاشق نے لپیٹ لیں۔ اس طرح کا پورا نقشہ پیش کر دیا ہے۔  
 (۲) ترجمہ ۲۔ تیرے سُننے کے بیٹھنے کے زمانہ کو ایسا امن و امان عطا کر دیا کہ اب یا دشاد (ننگ) کا رعایا سے محصول نہیں ملتا، کیونکہ اس نے شاہی چھوڑ کر تیرے سُننے کی گدائی اختیار کر لی ہے۔ شہر را چو پرودہ از رخ شاہد بر آگشده پیش سوئے خراج خطا و غارت نیست۔  
 (۳) ترجمہ ۳۔ وہ بھی کیا عجیب صلیح تھی، جو تیرے سُننے نے (جہاد) و فدا داری سے ساتھ کی کہ جہادی لگ، پانی سے ہی مزاج کے اختلاف کو دور کر دیا یعنی عاشق و مشتوق میں اتحاد پیدا ہو گیا۔ آتش سے سُننے کی طرف اشارہ ہوا اور آب سے دفا کی طرف،  
 (۴) ترجمہ ۴۔ تیرے تیر اور رہا سے (زخم کے درمیاں) ایسی محبت پیدا ہو گئی کہ وہ مسیحی کی دکان سے بھی دوا نہیں خریدتے۔  
 توضیح۔ یعنی ہم کو بار کے تیرا سے اپنا سینہ زخمی کر لینا منظور ہے لیکن مسیحا سے علاج کرنا منظور نہیں اس لئے کہ جس زخم میں نطف ہے وہ اچھا ہو جائے میں کہاں حضرت غالب تو زخم دل دکھانا بھی پسند نہیں کرتے۔  
 نظر لگے کہیں اسکے دست و بازو کو پڑ یہ لوگ کیوں مرے زخم جگر کو کھینچیں

(۵) آتش رخ بہ خود۔ حاسد۔ مہرہ قلب کردن۔ مہرہ بدل لینا، دھوکہ کرنا۔ کعبتین۔ پائے۔ ترجمہ ۵۔ (میرے) حاسد نے اپنے دل کا مہرہ پلٹ یا دگر، اس سے غافل ہو کر دفا کو پائے (خود اپنا) گھرتیاہ ویریا کر دی تھی (یعنی خدا و دعا بازی کا انجام خراب ہی ہوتا ہے)  
 (۶) ترجمہ ۶۔ قلب مصرعین۔ کھوئی چاندی کہیں نہیں جلتی پس دوست کے اس کو چھین، ریا کے آتسو نہیں چل کے زہنی عشق سیجا ہونا چاہیے اسی وقت کچھ قدر قیمت ہو سکتی ہے، (شک رزق کو سیم دخل قرار دیا ہے۔

(۷) ترجمہ ۷۔ بادشاہوں کا نشان و شوکت باقی نہیں رہی، اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ کس کے حُسن کی دراز دستی تاج اتارے لئے جا رہی ہے (یعنی یہ میرے محبوب کے حُسن کی کار فرمائی ہے جس نے بادشاہوں کا نشان چھین کر، اپنا بندہ بنالیا ہے)

(۸) آتش رخ۔ ایرج۔ عبدالرحیم خان خاں کے بیٹے کا نام۔ طالع۔ ستارہ بخت و جود و ولادت طلوع ہوا۔ استخراج۔ نکالنا۔  
 ترجمہ ۸۔ ایرامدوح، اپنے زمانہ کا آخری (یعنی یکتا) سوار مہر کہ (ننگ) میرزا ایرج (ہے) جسکے طالع کو رنجوں نے غزو و فتح دی کے

چنان بعبودہ قلب عدد ہم شکند ۹ کہ شیر خجہ کشتاید بر سماء رجا ج  
مثال نسبت اعقاب جدا دانست ۱۰ کہ آنقدر کہ گہریش پیش قربت تاج  
قبول تربیت استاد میکند شاگرد ۱۱ ہوائے معرکہ شبہا زینکند در راج  
بیان قصہ زرش نگوئید اتم ۱۲ و گزینہ نظم کتم بودے ہم آنجا کاج  
غنیے کہ من از گنج فقر یافتہ ام ۱۳ خراج ملک دیند و نمی دہم بخر اراج  
سر نظیری و خاک سر سہ پیر تال ۱۴ ز آستان کریمیاں بکار و محتاج

## دلیف جیم فارسی

اسے کہہ کر گزشتہ نشیند بصفایچ ۱۴۴۰ جایتکہ عطایو بود کفر و خطایچ

(۵) التشریح: "قلب" لشکر کا وسطی حصہ "راج" شیشہ "سماء" فرش، غارن۔ ترجمہ: وہ جنگ میں دشمن کے لشکر کے اٹھ کواپنا چلنا  
پورا کر دیتا ہے جیسے کہ شیر شیشہ کے فرش پر چومار دے (تو شیشہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے)

(۱۰) التشریح: "اعقاب" جمع عقب یا خلف "جہ" واداء ترجمہ: اس کے دادا اور اسکے اختلاف کی نسبت کی مثال ایسی ہے  
کہ جس قدر موتی زیادہ ہوتے ہیں اتنی ہی تاج کی قیمت زیادہ ہوتی ہے (یعنی میرزا امیر ج اور اس کے بھائی عید الرحمن خانان  
اور یرم خان کے لئے بہتر لہ تاج کے موتی کے ہیں)

(۱۱) ترجمہ: استاد کی تربیت شاگرد قبول کیا کرتا ہی ہے اور شبہا کے معرکہ رانی کی خواہش تیر کیا رہی کرتا ہے (ایسی طرح  
یہ بچے اپنے ابا و اجداد کے قدم اقدم چلنے کی کوشش کرتے ہیں)

(۱۳) ترجمہ: اس کے لڑائی کے تھکوں اچھی طرح میدان نہیں کر سکتا، کاشکے میں وہاں ہوتا تو خوب انظم کرتا یہ شعر مقام مدح کے لئے بتایا

(۱۴) ترجمہ: وہ مال غنیمت جو میں نے خزانہ درویشی جو حال کر لیا ہے اگر مجھے پوری سلطنت کا وصول شدہ خراج بھی دیں تو میں اس

میں بقدر اخراج نہیں دے سکتا یعنی یہ دولت عشق ہے جس سے تمام دونوں کو بے نیا کر دیا اور یہ ہم کو بقدر عزیز کر کے کو ہم دنیا و دنیا کے

(۱۴) ترجمہ: اب نظیری کا سر ہے اور پیر تال یعنی مرشد کے گھر کی زمین نہیں بتا کر اسٹیوں کا آستانہ چھوڑ کر محتاج جائے تو کہاں جائے

اشارہ: یہ اشعار اس وقت کے ہیں جبکہ نظیری نے اپنی خدمت ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔

بہار

محررہ: ہرج شمن اخرج بکونون قصور ۵ ارکان و قطع: مشقہ (ت)

(۱) التشریح: "گزشتہ" گزشتہ میں "ماضیہ صفا" کا مصاف ایسا ہے "صفا" صفا، "عقائی" جلا، "صفا مہرہ" دو پہلوئوں کے نام جن کے درمیان  
(باقی صفحہ ۱۲۱ پر)

- نرخ نظر حسن قبول تو بت دست ۲ ریزیم دل اریر سر دل تاب سائیج  
گر بہرہ از خلق و سر شرت تو ندارد ۳ خاک پئے روح القدس آپ بقایج  
یا قہر تو علت زبا ہر سر ہسانہ ۴ آنرا کہ مراد تو بلا خواست دعا یج  
عشق تو مراد ز غبت و زنا ربر آورد ۵ آنرا کہ تو کردی طلب عزم رضا یج  
با آنکہ ز سب چشم عزیزاں نگراں بود ۶ رفیق و مکر دیم ننگا ہے بقایج  
کوین چکار ایدم اربا تو نباشم ۷ بے دولت وصل تو نعیم دوسرا یج  
کم وصلی از طرف ماست و گر نہ ۸ از بحر ولایت نشود کم بعبط یج  
از تست کدیں مہر مبالغہ نظیری ۹ بانگے کہ نہا شد کند کوہ صد یج

(بقیہ صفحہ ۲۱۱) حاجی سہی کرتے ہیں اس معنی کے اعتبار سے صنعت رہا م پائی جاتی جو۔ ترجمہ :- اسے کہتے (مقصود) کہ تیرے صفاد اور آب پر کوئی گرد نہیں بیٹھ سکتی یعنی تیری ذات بے عیب و پاک ہے، جہاں تیری عطا ہو وہاں کفر و گناہ پہنچ نہیں۔

(۲) ترجمہ قلب مصراعین :- اگر ہم دل پر ڈال کر آسمان تک ڈھیر لگا دیں تو تیری رضا قبول کی نظر کا نرخ اس سے بھی زیادہ ہے یعنی ہم تیری نظر گرم کی کوئی قیمت (دائیں) کر سکتے یہ سب کچھ تیرے فضل و احسان ہے،

(۳) ترجمہ قلب مصراعین :- اگر روح القدس (جبریل) کی خاک قدم اور آیات تیرے خلق اور شرت و بے بہرہ ہوں تو وہ پہنچ ہیں یعنی آیات اور خاک ہائے جبریل میں بھی برکت تیرے فیض کو آتی جو خاک قدم جبریل کو سامری کے گوسا رہائے اور اسکو زندہ کر کے کئی طرف اشارہ ہے، (۴) ترجمہ :- تیرے ہر عقد و بیعت کو کئی دوسری چیز علت نہیں اور ہر عجزت کے لئے کوئی قیمت نہیں کہ کوئی قیمت دیکر حاصل کر سکے، جس کے متعلق تیرا ارادہ آزمائش و ابتلا کا ہوا اس کی دعائیں بیکار ہیں (اسی طرح جس پر نظر گرم ہو اس کو بھی دعا کی ضرورت نہیں)

(۵) ترجمہ :- تیرے عشق سے مجھ کو ثبت (پہنچی) اور زنا را پوشی (سے آزاد کر دیا) پس جس کو تو نے اپنی طرف بلایا اس کی روگردانی اور رضا پہنچ میں (یعنی) رشتہ در گردنم انگندہ دوست ہے سب سے پر دہر جا کہ خاطر خواہ دوست)

(۶) ترجمہ :- اس کے باوجود کہ ہمارے پیچھے عزیزوں کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں (مگر ہم) سیدھے چلے گئے اور دامر کو نہیں دیکھا۔ (یعنی ترک دنیا کرتے وقت ہم نے عزیزوں کی بھی پرواہ نہیں کی)

(۷) ترجمہ :- اگر میں تیرے ساتھ ہوں تو دونوں عالم میرے کس کام کے؟ اس لئے کہ دونوں عالم کی تئیں تیری صلی کی نیکی پہنچ ہیں (۸) ترجمہ :- ہماری طرف کو کم وصلی ظاہر ہو رہی جو در (محبوب) تیرے دریاے عطا و بخشش میں (پاشش کرنے سے) کوئی کمی نہیں (ہوتی)

(۹) ترجمہ :- یہ فقرہ جو نظیری کی طبیعت کے ساتھ ساتھ ہے یہ تیری ہی طرف سے ہے (اس لئے کہ) اگر کوئی آواز نہ ہو تو پہاڑ سے بھی صدائے بازگشت نہیں آتی (گو یا میرا فقرہ تیری آواز کی صدائے بازگشت ہے)



## ردیف الحاء

دل و نائے دریدیم باوازہ صبح ۱۲۸ بانگ فتحے نشیندم ز دروازہ صبح  
 دیر گشتم ز فیض سحر آگاہ درین ۲ جامہ پارہ نکر دیم باندازہ صبح  
 مئے و معشوق باندازہ مایم باید ۳ رطل خورشید کند چارہ خیازہ صبح  
 کم خراشت دم مرغ سحر بر خیزید ۴ جگرے تازہ کنیم از ننگ تازہ صبح  
 مغفر جام بیار برش مے در زین کش ۵ تابیک حملہ کتم غارت بجازہ صبح  
 بحر و دل مشن خمبون مقصور ۶ ارکان و قطع ہر شل بکات

(۱) ترجمہ: گلابک سحر پر ہم نے (بجائے بجائے اور پیٹے پیٹے) یا نسری اور ڈھول چھاڑ توڑ ڈالے (اگر) پھر بھی صبح کے دروازے سے فتح و کش کی کوئی آواز نہ سنی۔ توضیح: یعنی وقت سحر ہم نے بہت آہ و بکا کی مگر سب بے اثر ثابت ہوئی، عقدہ دل نہ کھل سکا۔

(۲) ترجمہ: افسوس کہ ہم فیض صبح سے دیر میں واقف ہوئے کہ ہم نے صبح کے مطابق اپنے پیرن کو چاک نہ کیا۔ توضیح: یعنی صبح کی روشنی کے پھیل جانے کے بعد جس طرح تابی کی بالکل غائب ہو جاتی ہے اسی طرح اگر ہم اپنے جامہ مادیات کو بالکل چاک کر ڈالتے تو ہم بھی نور معرفت حاصل کر لیتے مگر افسوس کہ یہ راز بہت دیر میں معلوم ہوا جبکہ آفتاب عمر پر سر بام ہے۔

(۳) ترجمہ: ہمارے (شوق و طلب کے) مطابق ہی حصول شراب اور صل دوست ہونا چاہیے جس طرح کہ پہلا نہ آفتاب ہی صبح کی انگڑائیوں کا علاج کر سکتا ہے۔ توضیح: ہمارا کی حالت میں انگڑائیاں آنے لگی ہیں صبح کے طلوع کو انگڑائی سے تعبیر کر کے اُس کو خمر قرار دیا ہے جس کا علاج طلوع آفتاب ہے اسی طرح ہمارے شوق بے انتہا کے مطابق ہم کو بھی مے و معشوق ملنا چاہیے، اس قھوڑی سی شراب اور زنج یار کی ہلکی سی جھلک سے تو جاری شنگی دور نہیں ہو سکتی۔

(۴) تشریح: ”دم“ نالہ، ”مرغ سحر“ بیل (جگرے تازہ کنیم“ یعنی زخم جگر تازہ کنیم۔ ترجمہ: بیل کا نالہ تو بہت کم دل خراش ہے اسے دوستوں! اٹھو تاکہ ہم (سب ملکر) زخم جگر کو صبح کا تازہ ننگ چھڑک کر تازہ کر لیں یعنی یہ لیل خراش نالے کریں کہ اس کا عالم شور و خانہ بڑھو جائے۔

(۵) تشریح: ”مغفر“ خود، ”ہوے کی ٹوپی“ ”برش“ وہ گھوڑا جس پر مخالف رنگ کے نقشے ہوں یا سرخ و سپید رنگ کا ہو۔ تازہ تیز رفتاری و تندی۔ ترجمہ: جام شراب کا خود آؤ شراب کے اسپ پر زین کو تاکہ میں ایک ہی حملہ میں (قافلہ) صبح کی (فیض) تجلی سے لدی ہوئی، اوٹنی کو ٹھونکوں۔ توضیح: قزاق قافلہ کے اوٹھوں کو ٹھونک دیتے ہیں اسی ٹھنک کے پیش نظر کہتا ہے کہ فیوض تجلی سے لدی ہوئی صبح کی (دھنکی) کو ٹھونکے کے لیے کچھ بھی اسپ اور اسلحہ کام دے سکتے ہیں۔ جام کو وضع کے لحاظ سے خود اور شراب کو تیزی و تندی کی وجہ سے اسپ اور طلوع سپیدہ صبح کو ناقہ تیز رفتار قرار دیا ہے۔

سپہ شب بشیخون دعا بشکتم ! ۶ علم روز ز نغم بر در روا زہ صبح  
 رفتہ اوراق شب و روز بہم برچشم ۷ بخیرہ ثنابت و سیارہ شیرازہ صبح  
 دست در گردن عذرائے جہاں اندازم ۸ حلیہ روز بہم بر ز نغم و غارہ صبح  
 سر و دشمنیاد و جہاند نظیری وقت ۹ بسر شاخ سرایم سر آوازہ صبح  
 گوش گل مسہ روا از مژدہ پیغام صبح ۱۲۹ زندہ دار نفس باد صبا نام صبح  
 تا تو مرغ فکری رام گلستان شدہ ۱۰ خواب مرغ سحری رفتہ آرام صبح

(۶) ترجمہ :- میں نے شب ز نغم کی فوج کو دعاؤں کا چھاپہ مار کر شکست دیدی (اب) مجھے چاہیے کہ دن کا رسفید بھند صبح کے  
 دروازے پر گھاڑ دوں یعنی اس طرح شب بچ کر شکست اور صبح وصل کے حال ہو جانے کا اعلان کر دوں)

(۷) تشریح :- دوسرے مصرعے کی تشریح ہو گی۔ بخیرہ ثنابت و سیارہ ز نغم و شیرازہ صبح بندم - شیرازہ بندی عرف جلد سازی میں  
 اجزائے کتاب کی سلائی کے دھاگوں کو کتنے کا نام ہے۔ "ثنابت" غیر تحک ستارہ - "سیارہ" متحرک ستارہ - ترجمہ :- مجھے چاہیو  
 کہ رات اور دن کے گنگے گزرے (فتش) ورقوں کو جمع کر لوں اور ثنابت و سیارہ کی پچھ کر دوں اور صبح کا شیرازہ دان بہر کس دوں تاکہ  
 کتاب زندگی محفوظ ہو جائے مراد یہ ہے کہ گزشتہ زندگی پر نظر ڈالنی چاہیے اور اگر گردش دوران کا خوب مطالعہ کرنا چاہیے۔

(۸) تشریح :- "عذار" و شیرازہ "علیہ" زیورہ "غارہ" پاؤں - ترجمہ :- مجھے ایسا بھی کرنا چاہیے کہ (دشیرہ عالم کے گنگے  
 میں باپیں ڈالوں) اور بوس و کنار سے اسکے زیورہ روز اور غارہ صبح کو درہم و درہم کر دوں (یعنی خوب و اوعیش و عشرت دوں)

(۹) تشریح :- "سر آوازہ" نعرہ، گیت - ترجمہ :- سر و دشمنیاد و جہاند - اسے نظیری ایہ وقت بے کہم بھی  
 (رشل بلبل) کسی شاخ پر بیٹھ کر صبح کے گیت گائیں - توضیح :- یعنی جبکہ ساری کائنات پر کیف و وجد کا عالم طاری ہے تو  
 تو میں بھی خواب غفلت میں نہ پڑا رہنا چاہیے، صبح کا سہانا وقت ہے کچھ ذکر خدا کرنا چاہیے۔

بیت :-

بحرہ - رمل سخن بخند مقصور :- ارکان و تقطیع :- مثل لبت

(۱) تشریح :- "صبح" و "وقت صبح" شمر ب صبح - ترجمہ :- پیغام صبح کی خوشخبری سے پھول کے کان پھٹے جاتے ہیں (یعنی)  
 صبح کا نام باد صبا کے دم سے زندہ ہے (مراد یہ ہے کہ باد صبا صبح کے طلوع ہوئی خوشخبری باغ میں پہنچاتی ہے جس کو سن کر  
 پھول کھل جاتے ہیں اگر باد صبا نہ ہوتی تو صبح کو یہ نیکائی کیسے حاصل ہوتی کہ وہ پھول کھلا دیتی ہے)

(۲) ترجمہ :- اسے آشیا نہ فلک میں رہنے دے غائر واجب سے تو اس چمن (عالم) کا تابخ بن گیا ہے اس وقت سے بلبل  
 کی درات کی نیند اور صبح کا آرام جاتا رہا - توضیح :- یعنی یا حقیقی نے اس عالم میں جلوہ لگن ہو کر سب کو مبتلائے عشق بنادیا  
 کہ اب رات کو نیند ہے اور نہ دن کو چہن۔

نوکل از مرغ سحر گاہ گرفت رتری ۳ دم نزد صبح حریفان کہ نشد دام صبح  
 در چنان بزم کہ مستان سحر بے نوشند ۴ صاف خورشید بود در دہ جام صبح  
 دل بر دست و پا گرفتند دل تقسیم می گیرد ۵ در گور و زقا دم ز لب بام صبح  
 غم مطلوب سر از دامن دبیر نگرفت ۶ لایتم شبی کردم و ابرام صبح  
 حق دیدار نظیری نرسانی تمام ۷ در شب وصل ادا کر کنی دام صبح  
 مانده ام بادے از ہجر عزیزان مجروح ۱۵۰ دیدہ شد غرقہ طوفان چو جگر گوشہ نوح

(۳۱) ترجمہ :- اسے تازہ چھل؛ تو بیل سے بھی زیادہ گرفتار ہے (اس نے کہ) ایسا کبھی نہیں ہوا کہ حریفان ربا دہ چپا کی صبح علو  
 ہوئی ہو اور وہ جام صبحی کے لئے دام نہیں گئی ہو۔ توضیح :- جس طرح طلوع صبح کے وقت جام صبحی کا ہونا لازمی ہے  
 اسی طرح تو کھٹے پر بھجور ہے گویا تو محض زندان کا جام صبحی ہے۔

(۳۲) ترجمہ :- ایسی دشتا طانہ (د) محض میں، کہ جس میں صبح کے متوالے شراب نوشی کر رہے ہیں، آفتاب کی فخری ہوئی شراب (انکے)  
 جام صبحی کی پیمائش رکا رہے کہتی ہے۔ توضیح :- یہی صبح کے وقت عاشقان حقیقی جام صبحی میں جلوہ رخا رسانی دیکھتے ہیں  
 جس کے آگے جام آفتاب بھی مکدر پیمائش سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

(۳۳) ترجمہ قلب مصرعین :- میں (پر سکون) صبح کے لب بام سے دن کے (شور و شبنم والے) گڑھے میں گر چڑھوں (جس کو محض  
 کے لئے) اگر میرا دل ہاتھ پاؤں نہیں مارتا تو میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔ توضیح :- یہی صبح کا وقت سکون و اطمینان کا وقت تھا جس میں  
 دیدار دوست حاصل تھا وہ نکل آئیے بعد دینوی دھندوں میں مشغول ہو جائیگی وجہ یہ دوست نظروں کو بھل ہو گیا ہی ہر سہارے با عاقل

(۳۴) ترجمہ :- دوست کی جہان کے غم نے میرے دل کے دامن سے اپنے سر کو نہیں ہٹایا دیا دہر کے دامن کو نہیں پکڑا (ہر چند کہ)  
 میں نے آدھی رات کو خوشامد از تنہائیں بھی کیں اور صبح کو بضد اہر بھی۔ توضیح :- یہی ہر چند میں نے دعائیں اور انتہائیں کی مگر غم  
 ایک بار میرے دامن دل میں آکر پھر نہیں نکلا یا اس نے دامن دوست نہیں پکڑا (ہر صورت) جس سے جو دم رہا۔

(۳۵) ترجمہ قلب مصرعین :- اسے نظیری اگر تو شب و صبح میں صبح کی شراب نوشی کے قرضہ کو چکا لگا تو دیدار دوست  
 کے حق کو کمال ادا نہ کر سکے گا۔ توضیح :- یہی دیدار دوست کا تقاضا ہے کہ شب و روز دوست و پیوند رہا جائے۔ رات بھر شراب دیدار اور  
 صبح کو جام صبحی سے گویا صبحی پینا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ ادائیگی قرضہ کی ادائیگی پر حق دیدار کا ادا ہونا موقوف ہے، شراب  
 صبحی سے مرادئے عرفان و فیضان ہے۔

بحرہ۔ رمل شبن مخون مقصور۔ ارکان و تقطیع۔ شل (۱۵)

(۱۱) ترجمہ :- عزیزوں کے (غم) ہجر کی وجہ سے میں زخمی دل ہو کر رہ گیا ہوں اور میری آنکھیں (کنعان) فردنہ تو رخ کی طرح  
 طوفان (اشک) میں غرق ہو گئی ہیں۔

گرانی بانی و دم گشت جامہ ہے۔

در رہ دوست ہلاک زن و فرزند بچاست ۲ بر در وصل و داغ کس و پیوند فتوح  
 صد بہانہ کیے بر نرند بر تقصیر ۳ صد کنایت کیے راہ بود رنگ و وضوح  
 گاہم از یاد ہوا سنگ بیمار و ظاہر ۴ گاہم از فلک قضا جرم بزاہد مشر و ح  
 بردل و سینہ من داغ جفا گرد مہر ۵ در رنگ و ریشہ من قوت بلا گرد روح  
 نہ خود حامل پیمان محبت گشتم ۶ عشوہ دیدم و خوش بوسہ از جام صیوح  
 صلح و طالح اگر جملہ جو من و اجویند ۷ تو بہ در تو بہ ز زشتی بگریزد جو نصوص

(۲) ترجمہ :- دوست کے راستہ میں بیوی بچوں کا ہلاک ہو جانا درست ہے اور لوگوں اور ان کے تعلقات کا رخصت ہو جانا دردناک وصل کا کھل جانا ہے (یعنی وصل و دوست علاقہ دنیاوی سے بے پوری طرح سے قطع تعلق کر لینے کے بعد ہی حاصل ہو سکتا ہے)

(۳) ترجمہ :- (دوست کے پاس مجھے آزار پہنچانے کے) سینکڑوں بہانے میں جن میں سے ایک بھی (میرے) جرم پر نہ تعلق نہیں ہوتا اور سینکڑوں ایسے نشانے و کنائے میں جن میں سے ایک بھی وضاحت کا رنگ حاصل نہیں یعنی ہم جو فرد جرم لگا کر نرا دی جا رہی اس کی کوئی دفعہ واضح نہیں اور کسی دلیل سے ہارا گناہ ثابت ہوتا ہے ہم کو یہ خطا بتایا جا رہا ہے۔

(۴) تشریح :- ”ہوا“ ”حرص و ہوس، فضا کے عالم“ ”مشر و ح“ ”صیغہ اسم مفعول بمعنی مفصل۔ ترجمہ کیسے مجھ پر حرص و ہوس یا فضا عالم کے برہ و بدحوہ کھلا پھر برسنے لگے ہیں اور کبھی قلم قضا و قدر میرے گناہ، تفصیل پیدا و آشکارا ہو گئے ہیں (غفلت و احتیاط ان کیلئے کیلئے)

(۵) ترجمہ :- ہر محبت میرے دل اور سینہ پر داغ جفا بنی جاتی ہے اور روح (میرے) رنگ و ریشہ (جسم) میں آنکھوں کی غذا، توضیح :- یعنی میں دوست کو محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ پر جفا کرتا یا غلط دیکھ کر مجھے کہ محبت ہی داغ جفا بن کر بنا ہو رہی ہے اور روح کو عشق کی آغوش کھلا رہتی ہے (۶) ترجمہ :- میں خود بخود دہقان عشق کا حال نہیں بنا رہا، میں نے (تیری) ایک ادائیگی، اور (سیرا) داغ جام صیوح سے سرشار تھا (یعنی تیرے انداز معشوقانہ دیکھتے ہی مسرت و بخود ہو گیا میں کہ جس سے عشق کی بنیاد پڑی)

(۷) تشریح :- ”صاح“ ”نیک“ ”طالع“ ”بد و اجستن“ ”جستجو کرنا۔ دوسرے مصرعہ کی تشریح ہوگی تو بہ ازشتی مش نصوص در تو بہ مگر نزد ”دیر چرسہ گر بہشت“ ”طلب کرنا، پناہ لینا“ ”نصوص“ ”سچے دل کی تو بہ“ ”ایک شخص کا نام جس کی پیشہ داری کا خاصاں کے تو بہ کر سنے کا قصہ شنوئی ملانا روم میں تفصیل مذکور ہے ایمان بپاں (میرے) ترجمہ :- نیک اور بد سب (ملکر بڑھی) اگر میری طرح (تو بہ کی) خوب جستجو کریں تو میری (بد عملی کی وجہ سے نصوص کی طرح تو بہ، تو بہ کی پناہ میں ملی جائے گی۔ توضیح :- میں اپنے بد اعمال پر تو بہ کا طلب گار ہوں مگر تو بہ کو مجھ سے عازت ہی کہ اگر میرے بدلہ عالم کے سب نیک و بد لوگ ملکر بھی اسکو تلاش تو جس طرح نصوص (ذہبے اعمال پر تو بہ کی پناہ کی سعی ایسی میری تو بہ خود تو بہ کی پناہ میں چھپ جائیگی یعنی ہمت، استغفار و احتیاج استغفار ما۔ دیگرہ اگر تمام نیک و بد لوگ میری طرح (اپنے اعمال کی تحقیق و جستجو کریں تو میری طرح ان کی تو بہ بھی زشتی اعمال کی وجہ سے نصوص کے مانند تو بہ کی پناہ تلاش کرنے لگے (یعنی سب کا کیساں حال ہے ابے عیب صرف خدا کی ذات ہے۔

سوئے رحمن علی العرش تو جہ کرم ۸ بانگ زد عرش کہ پاک کے زمکان بائستوح  
در صحت ہمہ بر دئے نظیری بستند ۹ بخود لے فتح ابواب دے کن مفتوح

## ردیف الحاء

چگونہ نام تو آریم بر زیاں گستاخ ۱۱ کہ یاد تو نتواں کرد در نہاں گستاخ  
اگر بگلبن تو بیلے پناہ آرد ۱۲ کے نمیزندش گل بر آشیاں گستاخ  
ہر از جہنم کہ در راہ تو شہید شود ۱۳ ہما نمیکندش قصد استخاں گستاخ  
باب خیر جلا دہ طہارت ما ۱۴ کہ پیش تو نتوانیم داد جاں گستاخ  
اگر سوائے ازاں لب نسیم خیرہ بخش ۱۵ بیزبان کر میست میہماں گستاخ

(۸) تشریح :- رحمن علی العرش "تلیح بآیت الرحمن علی العرش استوی" یعنی خدا عرش پر اگیا: "سبح" خدا کے ناموں میں سے ایک: ہم  
یعنی پاک از عجیب: ترجمہ: ہمیں تے آیت الرحمن علی العرش پر غور کیا تو (خود) عرش نے پکار کر کہا کہ اے خدا سے پاک تو مکان کو منترہ سے  
(یعنی اللہ تعالیٰ مکان اور جہیت سے منترہ ہے) استواء علی العرش سے جمائنت اور مکانت کا وہم بھی پیدا ہونا چاہیے۔

(۹) ترجمہ :- بسبھوں سے صحبت و ہمیشی کا دروازہ نظری پر بند کر دیا تو لے دروازوں کا کھولنے والے خدا تو اس کے لئے اپنی طرف دروازہ  
کھول دے (یعنی مجھ مردود و خالق کو تو ہی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے)  
بحر :- چھت شمن بجنون مسکن مقصور ۱۱ ارکان و قیطع: بشل ۱۲ (ات)

(۱۱) ترجمہ قلب مصرعین :- (اے دوست!) جبکہ تیری یاد بھی ہم دل میں بے باک نہ طور سے نہیں کر سکتے تو تیرا نام گستاخی سے زباں پر کبلا سکتے  
ہیں یعنی ہمارے دل و زبان اس قابل نہیں یاد اور ذکر کر سکیں)

(۱۲) ترجمہ :- (اے خدا تیرا رحیم بن ایسا ہے کہ) اگر کوئی ملیں تیر و گلشن میں پناہ لے تو پھر کوئی اسکے نشانیہ پر پتھر تو ہمیں بھول بھی مہیا کی کیسا کہ نہیں سکتا

(۱۳) ترجمہ :- ہر وہ قابل قدر شخص جو تیری راہ میں شہید ہو جائے اس کی ہڈیاں ہمارے بھی بے باک نہ طور پر نہیں کھا سکتا یعنی تیرے شہید نازک  
ادب مبارک خال ہمارے بھی کرتا ہے تو دوسرے پر نہ تو اسے کیا آزار پہنچا سکتے ہیں)

(۱۴) ترجمہ :- (اے شاہ شمع! پہلے) جلا دے کہ آپ خیر سے ہیں پاک کر دے کہ تیرے سامنے مہیا کی کے ساتھ ہم (اپنی آلودہ) جان پیش نہیں کر سکتے۔

(یعنی پہلے آپ تیغ بھی تو اودین کی آلودگی نازل ہو کر درج پاکیزہ ہو جائے اس وقت وہ شاہ حسن کے سامنے پیش کر نیکی قابل تھو بن سکتی ہے)

(۱۵) ترجمہ :- اگر ہم شوق سے کوئی سوال دوسرے سے انہوں سو کو ٹھیں تو (اللہ کیلئے) بخشہ تیار یعنی ہماری جزا زندان کو خاف کر دینا سنے لگا  
صاحب کرم مہربان پر مہمان بری ہو جائیا کرتا ہے (یعنی تیرا لطف کرم ہی ہم کو اس سوال کی جزا دلا رہا ہے)

- ۶ بکعبہ سجدہ عارف نئی کنند قبول ۷ اگر بدیر نہند پا بر آستان گستاخ  
محرمات حرم گاہ ہائے معبود اند ۸ بمقتضائے طبیعت مدہ عیاں گستاخ  
عجب کہ جہاں بسلامت ہر بند مغرواں ۹ ستارگاں قدر انداز و آسمان گستاخ  
چگونہ حرمت درویش پارساند ۱۰ سوال ترشت غنی سخت دل ار گستاخ  
مباد صاعقہ بے نیازی بچہد ۱۱ چنین مجوئے نظیری ازونشاں گستاخ  
چونیت حد کہ بیا لیں نہم سرے گستاخ ۱۲ چہ سود از حرم امن و خواہگاہ فراخ  
ہزار بار بروں می زند تہلیل رحیل ۱۳ ہنوز رخت زایواں کے ہر وہ بکاخ

(۶) ترجمہ قلب مصعین :- اگر کوئی عارف بے تیزی یک ساتھ بتکدہ کے آستانہ پر قدم رکھے گا تو پھر اسکے سجدہ و غناء کعبہ میں رکھی ناقابل قبول ہو جائیگا  
یعنی جس بزرگ است این خطا مغفوریست مراد یہ ہے کہ دونوں مقام دوسرے جلوہ گاہ میں پس جو تکدہ حقیقت کا احترام نہیں کرتا وہ کعبہ کو بھی ہمدرد  
(۷) تشریح :- ”محرمات“ جمع حرم یعنی زن منکوبہ کے برائے دیگران حرام می گرد و مراد پردہ نشین۔ ترجمہ :- (اسرار حسن و عشق) معبود و حقیقی  
کے حرم سرا کے پردہ نشین ہیں ان کو اپنے طبیعت تقاضے کے مطابق بے پردہ نہ کر۔ توضیح :- یعنی عاشق و معشوق کے درمیان جو رابطہ قائم  
ہے وہ بر ملا کہنے کی چیز نہیں، منصوبہ سے یہ غلطی تو ہوئی تھی جس پر سولی کی سزا جھلگتی پڑی۔

(۸) ترجمہ قلب مصعین :- ستارے درست نشاندہ تیر انداز ہیں اور آسمان قفل کرنے میں، ایسا کہ پہلے بھی اگر مغرور و دیکرش  
لوگ سلامتی کے ساتھ پنج نکلیں تو یہ بڑے تعجب کی بات ہوگی یعنی مکش و مغرور کیلئے نجات نہیں، اسکی تباہی و بربادی یقینی ہے،  
(۹) ترجمہ :- متقی اور پارادرویش کی عزت کیسے باقی رہ سکتی ہے (جبکہ) زمانہ بے حیاء، مالدار، سخت دل و ذلیل، اور سوال کرنا ذاتی ہے،  
توضیح :- یعنی زمانہ کی بے حیائی اور مالداروں کی بے رحمی ایک روز ضرور درویش پاراسے بھیگا، منگو کر رہے گی ورنہ چاہیے تو یہ  
فہم کہ زمانہ اسکی موافقت کرتا اور مالدار بغیر مانگے اس کی حاجت پوری کر دیتے۔

(۱۰) تشریح :- ”صاعقہ“ گرنے والی بجلی۔ ترجمہ قلب مصعین :- اسے نظیری، اس پر حقیقی کائنات اس طرح بے باک بنکر نہ تلاش کر  
کیں ایسا ہو کہ رانگی طرف سے، بے نیازی کی بجلی گر پڑے (اور تجھے) جلا کر خاکستر کر دے یعنی راہ سلوک و معرفت میں بڑے ادب و احتیاط کی  
ضرورت ہے کیونکہ درازی بے ادبی اور بے قاعدگی سے سب کیا دھواغات ہو جاتا ہے،

محرور و محنت مشن مجنون مسکن مقصود ۱۴ ارکان و قطع :- مثل بکارت،

(۱۱) تشریح :- ”حد“ مجال، اختیار، امن، ”بمینی مامون“ گستاخ، ”آزادانہ“ ترجمہ :- جب کہ میری یہ مجال بھی نہیں کرتا آزادانہ لکھ رہی  
سرکھ سکون تو حرم سلسلے عالم کے پر امن اور خواہگاہ (دنیا) کے وسیع ہونے سے مجھے، کیا فائدہ؟ توضیح :- یعنی اگر دنیا میں اسباب راحت  
تو ہوا کریں، جب مجھے حاصل نہیں تو میری طرف سے ان کا وجود عدم برابر ہے۔

(۱۲) تشریح :- ”ہزار بار دیون“ اس فقرے کی تکرار کریں ہو سکتی ہیں اول یعنی اڑھزار بار دیون یعنی ہزار بار سے بھی سوا دہم یعنی ہزار دن  
(باقی صفحہ ۱۹ پر)

شستہ نمہ سرایاں بہم چہ دانستیم ۳ کہ سنگ تفرقہ ماں می پند از سر شاخ  
زدام و دانه صیاد مرغ سے تالہ ۴ خبر داشت کہ بر سبغ نمی کشد طباح  
غبار لشکر یا جوج غم جہاں بگرفت ۵ کہ گفت سب سکندر نمی شود سوراخ  
پیچ جلد ز پیش اجل خلاصی نیست ۶ زگر گ اگر گنجی پوست می کند سلاخ  
چنان رسید جرات بدل کہ دیدہ نید ۷ ز زخم حادثہ زدنا کہاں نظیری آخ

(بقیہ صفحہ ۱۸) ہزار بار: ایوان "ہزار دان، نشست گاہ: کاخ" محل، مکان۔ ترجمہ: قلب مصر عین:۔ یعنی کوئی دلاں سے اٹھا کر گھر کے اندر بھی اسامان نہیں بچا چکا ہے کہ باہر سے (غیرات زمانہ کے نقاجیوں نے) کوچ کا نفاذ ہزاروں بار بجا دیا ہزاروں بار بھی سوا بجا ڈالا۔ یعنی آگے بھیجی تھی نہ تھے، ورنہ بے بھی گئے۔ اسی مضمون کو پہلے اس طرح ادا کیا کہ ہر فرد گشتہ حاکم اس ملک غیر تو بہ نامزدہ گم جازدہ کو سن حیا (۳) تشریح: "مان" غیر مفعولی یعنی مارا۔ ترجمہ: ہدم ملبلان مست کی طرح اباہم بیٹھے ہوئے (مصر سے) ایک گشتہ گار ہے تھے ہمیں کیا خبر تھی کہ کہ سنگ تفرقہ (عیش و طب کی) شاخ سے ہم کو دانا گاہ اڑا دے گا۔ توضیح: یعنی جیسے ایک ڈھیلا کھینک دے و زخمت پریشی ہوئی چڑیاں اڑ جاتی ہیں اسی طرح حادثہ زمانہ نے ہماری حیثیت کو پریشان کر دیا۔

(۴) ترجمہ:۔ مرغ: نو گرفتار شکاری کے دام و دانی وجہ سے توناہ و زاری کر رہا ہے (مگر) اسے یہ معلوم نہیں کہ (ابھی) تھوڑی دیر میں باقوی اسکو بیچ پر چڑھا دے گا اور کیا بنا دیا گمراہی ہے کہ انسان اپنی غفلت کی بنا پر دنیوی تکلیفوں پر جوج جوج کرنا ہو کہ اس کی گھٹن منہ لگی اسکو (۵) تشریح:۔ یا جوج و ما جوج "ایک مردم آزار قوم کا لقب جن کو روکنے کیلئے سکندر ذوالقہتن نے سیسہ اور کاسی کی دیوار بنائی ہوئی قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔" سد "دیوار ترجمہ:۔ یا جوج رنج و غم کے لشکر کا غبار عالم پر چھایا ہوا ہے (پھر یہ) اکون کہتا ہے کہ سد سکندریں سوراخ نہیں ہوتا۔ توضیح:۔ یعنی یا جوج غم نے ضبط و قرائی سد سکندری کو توڑ ڈالا اور سارے عالم کو تھما لے رنج و غم بنا دیا ہے۔ (۶) تشریح:۔ "سلاخ" پوست کن، قصاب۔ ترجمہ:۔ کسی تدبیر سے (بھی) موت کے آگے سے (جان بچا کر) نکل جانا ممکن نہیں، بھیڑیے سے اگر توج نکلا بھی، تو تیری (کھال قسانی) کھینچ ڈالے گا یعنی ہر حال موت کا آنا لازمی ہے شل مشہور ہے کہ بکرے کی ماں کب تک خیر منے (۷) تشریح:۔ "آخ" اسم صوت بجنید جوج۔ ترجمہ:۔ دل پر ایسا زخم لگا ہے جو آج تک کسی آنکھ نے نہ دیکھا تھا (تجی کہ اس (دولک) حادثہ کے زخم کی وجہ و نظیری کے منہ سے اچانک بیخ نکل گئی) یعنی زمانہ کے حادثہ نے بری طرح پامال کر دیا)

\*\*\*

الحمد للہ والحمد للہ کہ آج تاریخ ۲ محرم ۱۳۵۷ھ فضیلت عیری شرح غزلیات نظیری کی پہلی جلد کی تسوید سے فراغت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد دوسری جلد شروع ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ تکمیل کی توفیق بخشے، اور ثریا قبول عطا فرمائے۔ وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وصحبه وسلم

محبوب الہی

(پروفیسر اورٹھس کالج پنجوری دہلی)

۱۱ فروری ۱۹۷۷ء







۱۳۵۱/۱۹۱۵ RR م - ن

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
ضرورت میں ایک آٹھ یومیہ دیر لیا جائیگا۔

۱۔ دربار میں اس کی تعریف و ثناء ہو کر اس کی  
 جانی شریفانہ صاحب کی تعریف کی کہ ایک ایسی عورت  
 ۲۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی تعریف کی کہ ایک ایسی عورت  
 اور اس کی تعریف کی کہ ایک ایسی عورت  
 ۳۔ اس کی تعریف کی کہ ایک ایسی عورت  
 ۴۔ اس کی تعریف کی کہ ایک ایسی عورت  
 ۵۔ اس کی تعریف کی کہ ایک ایسی عورت  
 ۶۔ اس کی تعریف کی کہ ایک ایسی عورت  
 ۷۔ اس کی تعریف کی کہ ایک ایسی عورت  
 ۸۔ اس کی تعریف کی کہ ایک ایسی عورت  
 ۹۔ اس کی تعریف کی کہ ایک ایسی عورت  
 ۱۰۔ اس کی تعریف کی کہ ایک ایسی عورت



